

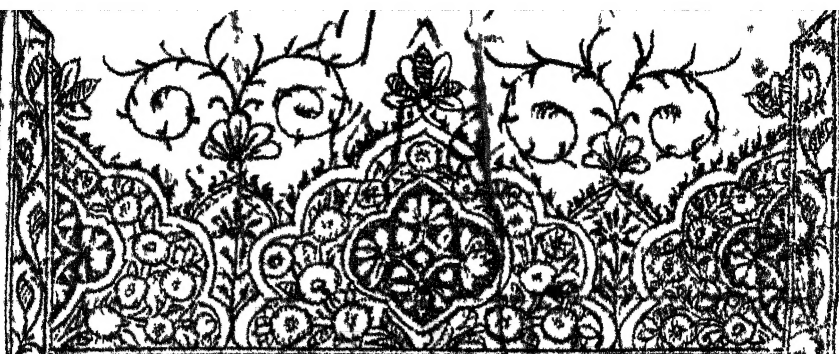
بسم الله الرحمن الرحيم
صنایع حکیمان فضل حق مینان

دیوان

محمود

محمود

محمود



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ درود میں جناب طالب لکھنؤ کے بنجر خدمت نواب علیخان بہادر
وام ملکیم واقبالہم شکر مناظرہ دانش و علم

<p>تخت کا فخر پر ہمارے دانش مند ہیں جو یہ عرصہ کا خدمت و حرکات پر مضامین جو صاحب تاملت و تدریس مکتب میں جو مضامین تو سبانی میں ان فرسے جو کی کمال کے یہ جو کشت کسی منصب کی تقسیم میں دین جاگیرین و قیام و دیار ہوا جمع ہو کے عبرانی سے لے کر لے خیر طلب بہر سلام و درود و صبر و حیا و نیک فر کے نگاہ ہوئی تجر سے جو حقیقی و حقیقت حاصل</p>	<p>بہر طبع کی صورت میں لکھنؤ میں یہی شکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم وزیر امر ہے و درود بہ و جاہ و شہم ہیں جو یہی گنج و خزانہ ہیں دی نیار و کروڑی سی گزین ہوئی تسلیم کو خیم سے لے کر لے ہوئے کے فرمان و رقم عقل و فہم و غرور و جوش و تدابیر و حکم جو لکھنؤ جو لکھنؤ کا یہ پکارا پیس تا ابد سلطنت لکھنؤ و پناہ و ملام سے لے کر لے ہوئی لکھنؤ و قیام و</p>
--	---

وبرد و دست خط خاص کو لایا کاغذ
 عرضیان گذرین خلاق کر آئے مطلب
 بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
 کہ ملازم ہیں جو سرکار کو ڈروانش و وہم
 بحث اک بات کی دو نوین پڑی ہر سی
 حکم عالی یہ ہوا جسد کرو حاضر بزم
 حاضر بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایک
 عرض دانش نے یہ کی روزا بد تک قائم
 بندہ خاص نے دیکھے ہیں ہزاروں انسان
 ایک حاکم ہر فلک جاہ خرد مند زکی
 نام ہر ملک علی خان سہا و جہا
 علم بین علم بین جو دو کرم و بہت من
 حسین جو بات ہو گیو نکراہے کوئی نہ کہے
 میرے کہنے کو ذرا دہم نے باہر نہ کیا
 کہ کمالات کا حصہ ایک میں ہوتا ممکن
 کیسے کیسے نہیں گتھے ہیں جانیں نامی
 سائے عالم میں ہر جہان کی فصاحت شہو
 سکو معلوم فلاطون کی نہیں ہر حکمت
 پار سو بہت حاکم کا ہے آوازہ بلند
 تو جو کتا ہو کر ان کے سے بڑا ہو کوئی
 میں پاکستان میں ہر نئی میں ہوں ہی صادق

حکمت الدولہ جو تانمش یاقوت رقم
 لب پہو لعل نشان کمل گئے ابواب کرم
 نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش و دم
 در دولت پہ ہو ہنگامہ لرے ہیں باہم
 کہ بہم گتھے گئے ہیں صورت خط توام
 دیکھیں کیا کہتے ہیں خود دو نوین ہم ہوئے حکم
 کیون لرے کیا سبب جنگ ہر آگاہ ہر ہم
 یہ حکومت یہ ایالت یہ شہاست یہ حشر
 حکمرانان زمانہ روسا سے عالم
 صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
 جسکے خدام ہیں ہم مرتبہ قیصر و حم
 ہو وہ یکتا سے زمانہ سراقدس کی قسم
 پیش انصاف گزین حق کا پھانا ہر قسم
 بلکہ مارا روا نکار میں منکر نے قدم
 کارخانہ ہو خدا کا نہیں خالی عالم
 خواجگان و ہستان و صنادید جم
 سارے آفاق میں کسری کی عدالت حکم
 حکم نادر ہر عیان جلوہ نامہ عشرت و جم
 شش حیت پر ہر عیان سبک جری تار تم
 زعم باطل ہو فقط مانتے ہیں کہ ہے ہم
 ہیں لایں جو ہر گوش شو گوش ام

کچھ یہ گنتا نہیں انکار یہ باندھے ہو کر
 ہو گیا حکم کہ بان حکمہ بحث ہو گرم
 دہم بولا کہ مجھے عدل میں پہلے ہو کلام
 فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
 میرے مدح کا وہ عدل جو تھا عدل رسول
 کفر و اسلام کے آئین میں ہو ظاہر تفریق
 چپ ہوا وہم کما خیر یہ مانا میں نے
 سنسکے دانش نے کہا یہ بھی نہیں سمجھا تو
 وہ بھی دیتا تھا خلاق کو جو دیتا تھا خدا
 بیش ازین نیست کہ دعوت میں کیا کرتا تھا
 میرے مدح کی کشور نہ غزاین کی، ہی عد
 لیتے سائل تھے تجھے میں بھی طوے لکھان
 روز پاتے ہیں نہ دو گنج ہزار دن سائل
 کرتے ہیں صاحب نہ جو گئے غنی نہ بخشی
 بات مقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
 بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
 کس جوان نے مانا نہیں لو ہا اسکا
 اسکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
 شاہنامہ نہیں یا تیری نظر سے گزرا
 سیستان میں تھا فقط ایک گنا گنا مل
 میرے مدح کی جرات تھی بلا اوسین ل

گفتگو سے طرفین آپ سنیں ہو سکے ہو
 ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ فر
 نام کسرے کا ہو انصاف عدالت میں
 چاہے اب بھی پاتا ہو کین رتبہ یہ
 عدل کسری میں ضلالت کر طریقے منظر
 چشم بنیائیں کبھی ایک نہیں نور و ظلم
 کون حاتم سے زیادہ ہو ہم جو دو کرم
 بادشاہ تھانہ کسی ملک کا حاکم حاتم
 اوسین جتنے ہوں میسر اوسے دینار و درم
 گو سفند و نر و میش و شتر و اسب و غنم
 سب ہفتہ ہو خلاق کا زہے جو دو کرم
 حج ادبلی و بد دولت پہ ہو سارا عالم
 ہر تہہ دست ہو اب مالک دینار و درم
 یہ وہ حاتم ہے کہ ہن اسکے گدا تک حاتم
 فلق ہو بند تو منہ کوئل سکے کیا اکم
 کہ شجاعت میں یہ افضل ہو کہ فضل ہفتہ
 قائل جرات دستم ہو عرب تا بحرم
 میں بھی موجود تھا بولا کہ خوشی ہو دستم
 آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
 شاہخاں ہو کما میں نے بنا یا رستم
 وہ اسکے معین ہوئی ہیں نہ ہم ہر دم

اب جوہن اسلہ جنگ یہ آگے تھے کمان
 اسپہ پڑ چاہے صفت فوج عدو میں بھاگڑ
 اسین بھی بند ہوا وہم تولی اور ہی راہ
 کی یہ تفریح کہ اچھا نہ سہی ذکر نبرد
 جام حبشید کی پوشیدہ نہیں کیفیت
 ششکے دانش لے کما خوب کمان تہجوتیز
 فرض کردم کہ مہتا ہوں سب اسباب نشاط
 آپ ہی میں جو ہوا و سکو جو حاصل کیا خاک
 اگلے لوگوں میں کمان تھی یہ تراش اور خراش
 پیرہن رشک چمن بو قلوب رنگ برنگ
 خوب صورت و حسین مہمیں پیش نظر
 بیک طاؤس کی زقار تو چیتے کی کمر
 رقص وہ جس سے سرا سیمہ ہو طاؤس نلک
 جام جم سے اگر آئینہ تھا احوال جان
 طبع میں وضع میں ترصیع میں ایکادونین
 نہ چلی وہم کی اسین بھی تو بولا مجبور
 حکم نادر کا فلاطون کی ہو حکمت باقی
 کما دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہیں
 وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم میں ہو
 آنکھیں کسی نہیں نادر نے نکالیں مجرم
 ہسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ تو چمن نہ یہ گوئے تھے نہ یہ سیل نہ ہم
 سر سیدان جوڈ کار سے صفت شیراجم
 رزم سے پھر کے دھڑ بزم میں ناچار قدم
 کئے آراستہ کی بزم طرب صورت ہم
 جس سے تھا پیش نظر آئینہ عال عالم
 مست و مدہوش کو کیا ذائقہ ناز و نعم
 مطرب ساقی و نقل و می و اصوات و غم
 لذت سامعہ و ذائقہ و قوت ششم
 یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شیم
 زیور و عین وہ چمک نور کاہن میں عالم
 خیم و خیم و خیم و خیم و خیم و خیم
 آنکھیں وہ شمع کہ آہوے غزالان حرم
 کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزا میر و غم
 راز کو نہیں سے آگاہ بیان دل ہر دم
 متاخر میں سرا سر قدم سے اقدام
 غیر قابل ہوں پراگ فارق انوار ظلم
 فرق انکا بھی شتون کون سوا کون ہو کم
 لائق مدح ہو مدوح وہ ہیں قابل دم
 وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و گرم
 سر رہ روشنی چشم سے بیان خاک قدم
 گردن سیکردن اسان کے ہون خیم

اور حکمت میں غلاطون کا ہر کیا ذکر کہ وہ
یہ وہ دریا کہ خم نخرج جہان ایک جباب
طرف حکمت کہ نبی سے بھی وہ قائل نہوا
کفر و ایمان میں بڑا فرق ہر لازم ہر تیز
جسے ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال
چشم الطاف ہو دانش فوہی کی او سپہ نظر
یہ تو تھے تیرے سوالات کے ای وہم جواب
علم میں ظلم میں الطاف میں دانائی میں
ہر سر مشغلہ فریادرسی و ادرسی
بجئے جس شہر سے آئے ہیں مسافر جہان
اس جگہ جا ہیے موزون ہوں کی مطلع صفا

بٹیکہ کر خم میں ہوا راہی اقلیم عدم
پہل کر قطار نہ دریا سے کہی ہوا عظم
دل صفا سے ہر بیان مطلع انوار قدم
وہ اگر ہیئہ دوزخ تو یہ ہے ہر وارم
خم کیا سر کولے دوڑ کے دانش کے قدم
ہر تغیم کما سن کہ تو ہے نیک شمیم
وصف مدوح جو ہیں اور وہ اب کہتے ہیں ہم
ایک ہی فرد ہو یکتا ہے وہ فزع عالم
سیمان سیکڑوں ہر شام ہر خوان کرم
کیسا کرتی ہوا و کو نظر فیض شمیم
گرمین بیتوں کے لگیں آئینے قد آدم

وقت رفتار ہر زور غلبہ فیض قدم
در دولت کی دولت ہر کائنات ہر قدم
نگدل وہ ہر مدد نام جو او مظلوم قدم
چشم فیض سے اس کے چو شجر ہوا ان میزاب
وہین وہ حوتے ہونے بھی جگہ کرتا ہے
ہر تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب
عفو ایسا کہ خطا کا رستہ بھی ہوا غماض
راہ در جوہر شوق میں ہوتے ہیں دان
بجی نروخت والا نے یہ پامال کیا

نقش پارہ میں بجائے ہیں دنیا و عدم
اہ لگائے ہوئے ہی لام ہو یا و اقسام
ساعت لوح یہ سمجھتے کہ ہو میدان قلم
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہوں نرم
سنگ پر جیسے پتھر کے پڑے نقش قدم
کسر نفس او سکونہ کس طرح کری فتح ہے خم
صاف پی جائے جو کھاڑ کوئی جو ٹی بھی قسم
حسرت آنکھوں کو یہ ہوتی ہر ہوس ہم نہ قدم
کہیں سو تڑپے نہیں ملتا ہر نشان سر کم

مرکز کات کی مستیر سے کٹنا سرسیم
 وہ سیما ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
 صبر سے کدے تو وہ مجھول بھلیاں بجاے
 فیض سے اوسکے وہ کر زمین و ثار القیصر
 قرب کتے ہیں جبکہ وہ عتاب اوسکا ہو
 صرصر قمر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
 سود غورہ ہو عدد کیوں نہ زمین پر لے
 عہد میں اوسکے یہ برخواہ کو ملتی ہو سزا
 اثر اوٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
 بت پرستی کا مٹا عہد میں اوسکے یہ واج
 جسکے پابند شریعت ہے وہ مقبول خواہ
 مگر کسی راہ کے چلنے میں کسی ربرو کا
 آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
 نتے ہوتی ہیں شب روز نمازین جو قضا
 اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
 ہوتے آؤ بھی تو پابند شریعت ہوتے
 تن یہ کیا اسلحہ جنگ نے پایا ہر فروغ
 اور پر پشت مبارک پر کہ حمزہ کی سپہ
 حملہ در فوج عدد پر وہ اگر ہو دم جنگ
 کھیت کشتو نگانہ طیار بھی پوسنے پائے
 تھامیہ رو جو عدد اوسکو کیا خون میں تر

نہ میان میں جو نہوتا قدم ای کرم
 کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہ و دم
 کہ بھٹکتا ہی پھر سے اوسمیں سرائیل کا دم
 کلیوں کو بھی نہ ملے تھے جنہیں موبے غنم
 آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم میں دم
 چار ارکان ہوں نگو نساگرین مفت حرم
 عدم ہضم غذا ہے سبب درد و دم
 کہ ستم بوجھ عشق میں عاشق پر ستم
 پڑے لیلی جو کرے سورہ بن قیس پر دم
 قابل حد ہوے اطفال بھی کھیلے جو ستم
 اسقدر کی ہر شریعت کی بنا مستحکم
 سر حد شرع سے باہر نہیں پڑتا ہر قدیم
 قافلہ راہ عبادت میں ہنوست قدیم
 دیکھو ماتم میں اونچین کے ہو سیہ پوش حرم
 بند دروازہ تجا نہ ہے و اباب حرم
 سجدہ گا ہیں وہ بناتے جو بگڑتے بھی صدم
 خود ہو مشعل طور زردہ رخت حرم
 ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دوم
 بانہ مکر چست کر کینچ کے شمشیر دوم
 ہو چکی تیغ و قضا میں برضا بیع سلم
 کیا مٹا ہو کہ اسود کو نیا یا ادھم

نترین نظم میں سب طرح کی رنگینی
 کیونکہ نہ عالی سخن اور نہ ہلکا ہو کہ ہر سخن
 یہ حکومت یہ ریاست یہ امانت یہ شکوہ
 تلخ کتھا کہ ہر تاج سکندر کیا مال
 تاجداروں پہ مین چھایا ہوں یہ ہر دور کی
 اسب کا قصد کہ مین غرض کا پایا چھو لوں
 تیغ کتنی ہر کہ مجھے دل مریم ہو آب
 بیخ ماریج بہت تھے ہر دشوار مگر
 روک لیے روک لے رہو اور طبیعت کی عمارت

ہے ورق ہاتھ میں گلزار تو طاؤس قلم
 بیت حکم ہر وہی جسکی بنا ہے حکم
 واہ کیا نظم ہے جسکا ہے شنا خوان عالم
 تخت کتھا ہر نہیں تخت سلیمان مین کم
 سبز بختوں سے ہوں سرسبز یہ ہر قول علم
 فیل کا غم سر چرخ یہ رکھ دوں مین قدم
 نیزہ کتھا ہر کہ مجھے سر بہرام ہر غم
 آتشیں ہر یہ رو بہت تو چوچ مین ہر قلم
 کرد عاصی سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اسکی جبین سے تسلیح
 ظلمت بخت سے حصہ اعدای و دشمن

ایضاً قصیدہ مرثیہ

تاج کا کوئی ایدست ہوس کر جیوٹ
 جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان
 یہی گوہر ہی میدان یہی معنی ہی لفظ
 پی چلے گو کہ در صاف سخن کوئے نوش
 خم ہین میخاز مین ایسے ہی کہ ٹوٹی نہیں ہر
 دو قصیدے جوئے مصحفی و انشا کے
 سخت پتھر سے جوئے قافیہ نانا نوس
 ذائقہ ہے قافیہ گری و بیباکی کا
 ہمت کرنے باندھی جو کر ہر جواب

پردہ شرم رخ شاہر معنی سے آلت
 پھینکنا چاہیے رھوار قلم کو سرپٹ
 اپنی اپنی ہر دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ
 رہ گئی ساغر و مینا و سب مین تلچٹ
 کھول تھہر کے صراحی کو لے پیاج غٹ
 واقعی سکھ راج ہین و لیکن سلیٹ
 کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی آہٹ
 پر فضا جت سے یہ کہتے ہین کہ علی و سٹ
 اول اول تو طبیعت کو ہوئی تھہر ہٹ

کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
وہ می صاف نہیں نام کو حسین تلچٹ

آخری نظم کی قوت پیدا
سے توجہ سے ذرا نظم فصیح

مطلع

آئی اک حور نقا پاس اولٹ کر گونگٹ
سہا سہی چرخ پیرے لے یہ زمانہ کروٹ
کھینچا غصہ قرچہ دانٹ کٹ
شرم آجائے تو آنکھیں کین چلے وہ پوٹ
کھینچ لے دیکو وہ پوشاک میں خوشبو کی لپٹ
نشر مہر جھین دیکے کے کھائے گونگٹ
کھینچ کر تیغ ادا جیت لے میدان حبث پٹ
شرمیش بس حسن میں وہ گدرا ہٹ
دست افشار طلا سے بھی سوا زما ہٹ
توسن ناز کو پٹی سے وہ پھینکے سرٹ
بے چہرے گاہ بجا کو کی طرح جائے سٹ
ناچنے ہی کو جو ملے تو کسان کا گونگٹ
باندھ لے گاہ گلا کول کے وہ زلف کی لٹ
مقبرے ہو گئے قہر پیرے سب مرگٹ
لا جھپٹے میں اسے دیر نکر و جوڑ جھپٹ
روکے ٹرٹ کے تو وہ تھک کے لگائے پالٹ
بسط کٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ
پہلوان دوہین کر کشی میں ہوہین غٹ پٹ

شب و شبہ جولی خواب میں تینے کروٹ
کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر باے پلٹ
شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت
رحم دکھلا سے جو منہ دور سے پھر جائے نگاہ
گر پڑی جان پہ زیور کے چمک سے بجلی
وہ نگاہیں غصہ آلودہ مڑگان کی صفیں
لے کے انجم کا جو لشکر اتر آئے مرسخ
نہتہ کھڑے کو جو کھینچ لے طعنا مگردن
طرز پیرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
آپ ہی پھیر کرے آپ ہی پھر حد سے بڑے
مستی حسن سے گردن میں کہیں ڈال دے ہاتھ
پتلیاں آنکھوں کی درپردہ اشار دن سے کھین
مانگ لے مانگ دکھا کر کہیں عشاق کے دل
نخ و گیسو پر مرے اتنے مسلمان ہند و
فتنہ مشر کو دیکھے تو کے زلف سے آنکھ
طاق کا گل وہ پھینکتی میں کہ سر کی کوئی چوٹ
ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھائے یون چوٹ
دیکھ کر ابرو سے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان

جلوہ گر مردم چشم وصف ترکان یہ صاف
 پیر کر آنکھ کے آنکھیں میں زگس کی پھٹی
 چوری چوری چمن رخ میں جو آجائے نگاہ
 وصف نکلے لب شیریں کا جو کوئی کاشب
 بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کھن رنگین نازک
 آرزو دھر کو مشرق سے نکل کر ہر پہنچ
 استخوان تن میں نہیں ایک یہ ہوتا تھا گمان
 کس طرح ہونے کا کیفیت ہی حسن سے مست
 سینہ آئینہ شفاف شکم چترہ حسن
 شور ظہال سناؤ جو روان ہو دو دو حکام
 غرض اس شکل کی مشوق کیا جس کا بیان
 شوق دل بنے یہ کہا سب ہی یہ ہر دوسری
 ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سر کی
 چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
 منسلک ظاہر میں کہا داہری ٹھنڈی گرمی
 چپ رہی پہلے کہا تو یہ یہ کہا دیر کے بعد
 ہوش میں آؤ ذرا خیر سے کیسا ہے مزاج
 میں وہ ہوں جسکی ہوس میں میں ہزاروں نانی
 ترہہ بالائے فلک کشتہ شمشیر نگاہ
 مرغ دل سیکڑوں شہباز نظر کے ہن شکار
 تروق و صلت میں پہ گور کنارے کتنے

جو بیٹھی ہو درغلہ پہ کھوٹے ہوئے پٹ
 دہن تنگ اندر سے منہ کہ ہے غنچہ منہ پھٹ
 زلف شکنیں کی رسن بانہ سے شکنیں پٹ
 صفو سے صفو غزوت کے سبب جاکھٹ
 غنچے لیں دھکیلوں کی کیوں نہ بلائیں چٹ پٹ
 کسین جو شکر کیطج جاؤں میں بازو سے لپٹ
 گل نعل کیطج تن میں غضب زما پٹ
 پیڑی نشتے میں مرا می کی صراحی ٹٹ ٹٹ
 سوچ دریا سے لطافت شکم صاف کی بٹ
 مردے اٹھ بیٹھیں تیر خاک یہ ہو گمراہٹ
 نظرائی تو عجب جی کو ہوئی پلچاٹ
 عشق پیپی کی طرح جاسیے سقین پٹ
 سر قدم تک بھی نہ پہنچا کہ گئی دور وہٹ
 تازیانے سے نہیں کم وہ پڑی قتی جو پٹ
 آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جمجھاٹ
 ستمی ملاقات کسان کی کہ یہ تیزی جٹ پٹ
 نفعان سے تو طبیعت میں نشین گمراہٹ
 سیکڑوں مرگے تھی جنگو مرے نام کی رٹ
 طلق مریخ کو پاستے ہو مری زلف کی لٹ
 قائل وہ زراغ سیہ ہو کہ کھجے گئے چٹ
 شوق دیدار میں کتنوں کی گئی آنکھ لٹ

ہند تک دم سے جھنبے کہ بہن شہزادے
 پانوں کتنوں کے گئے مثل بیوسر پوڑے
 ناطقہ خانہ دولت ہر مرانام صفت
 طہم غیب نے بیجا توہین آئی ترے پاس
 وصف تو کرتا ہر مسکامین اوسکی ہون
 رای اور سے اوسکے برسے آنکھو نہیں ہر نور
 صف شرکان سے عیان پنہ پر زور کی شکل
 اوسکی جو راستی طبع دہی قدر میرا
 مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایاں وہی مثل
 کون وہ کلب علیخان سبا درجہ
 خاکم خلق نے تھیل کی خوشبو کی لپٹ ^{مطلع}
 کیا شگفتہ ہے بہار چمن نرہت طبع
 بزم میں زمرہ حسن ہے یا نعمہ عشق
 شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہر
 طرفہ محفل کہ پے رقص میان آتا ہر
 واہ کیا قصر حکومت ہو فیض اور وسیع
 فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتے ہیں
 شیخ سید مغل افغان ہیں فراہم ہر صبح
 چیز و دوا پنا دکھائے جو کبھی قلم طبع
 دم بخشش اسے درکار ہیں و میرن تہی
 کشفہ نام ہر شیریں جو زبان پر آجائے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جھکٹ
 بادہ وصل کی پائی نہ کسی نے پھٹ
 مین کمین ہوں تو مکان بازار و ہم ہر پٹ
 ہو گران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پٹ
 دیکھ اعضا کو ذرا پردہ غفلت کو اولٹ
 خلق اوسکا مری گیسو مین ہر خوشبو کی لپٹ
 غم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہر جھپٹ
 دامن فیض کا لٹکا و مری زلف کی لٹ
 کعبہ دل کو جو دیکھو تو اوسکی چوٹ
 دتے ہیں جبکو ملک عالم بالا کی رہٹ
 کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کورٹ
 سامنے جیکے گل و لالہ مین کوڑا کرکٹ
 اونچین لوگوں کا رہا کرتا ہر اکثر جھکٹ
 کن ترانی کا ترانہ ارنی کی تروٹ
 سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنیا کا لٹ
 جیکے دروازے مین جرات و ہمت نوٹ
 بخت خستہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
 کعبہ ان چار مصلون سے ہوا و سکی چوٹ
 بڑھکے کوثر پہ زمرم ہوا اگر جاسے سمت
 کونیسان سے بحرین کا لکڑے پر مٹ
 منہ مین بیار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم میں لیتا ہر بندوق کا تو نایابی نام
 اسی معجون سے طبیعت بے بکاشت پائی
 عدل نہ ہرگز زمانے میں نہیں بوی نساو
 در دولت ہر عجب فیض کی چوڑ کہ جان
 آگے بہت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال
 دی عجب خیر و بازو میں خدا نے طاقت
 گور ستم سے کہ کیا جان کر منہ چڑھتا ہے
 نگہ قہر کرے سنگدہون کو چورنگ
 کب عدو کو ہر چہ پستی قسمت سر نجات
 برق جا کر جو طلائی سے عدو کے خرمن
 زشت کیا دشمن کا فرہر کہ ہر اوسکی بلکہ
 اس بلکہ سے میں کروں ہو کے مخالف قہر
 خائبانہ ہر اگر نصرت خطابی بھی ہو نصرت
 جن ترے باب حکومت کے دو عالم دوپٹ
 تب نبی اس سے فاک قدم کی اکسیر
 کیا ترے قہر کا دای ہر تماشے کی جگہ
 ہر کماری ہر ہوا دار کی صورت میں پری
 خیر فرمان سے ہر دم جو کہے تو وہ کہے
 حق تو ہے کہ ترے قبضہ قدرت کے سوا
 جب کا تو دوست ہو اور سنے خزانہ پایا
 حکم تنگی دہن تنگ سے چائے جو نکل

بزم میں طوطی مینا کو اسی کی ہر رٹ
 دل کی اس حریزانی سے گئی گھبراہٹ
 ہر تھنک جو پھلکیون میں کبھی ہو کھٹ پٹ
 کبھی پڑتا نہیں پانسا کسی تقدیر کا پٹ
 لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ
 امتحان چاہے اگر کوئی تو دیکھو اولٹ
 یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ
 یہ وہ شمشیر نہیں جاسے جو پتھر پہ آچٹ
 آٹکھین دلاب ہن سراو سکا ہر جگر سے رٹ
 بولتا ہر دہن اس تیغ سے رعداگر پٹ
 زیست میں خانہ زندان میں مردن رٹ

چاہے یہ سب ہی کی ریت میں ہو
 ایک دروازے کی خاطر میں نہا ہے وپٹ
 نکلے یہ چار کڑی ایکٹ بنی ہے جو کھٹ
 ہر رخ نے ماہ کو شق کر کے کیا جب سمٹ
 ہر کھاتے میں بگولے کہ کلا کرتے ہیں ٹٹ
 تخت جم کے یہ پر یو مٹلا چلا ہے جگٹ
 زلزل دنیا کو مناسب نہیں اب تیرا پٹ
 مال جو غیر کے قبضے میں ہو وہ ہر تلپٹ
 خط لکھا بسکوا دسی شخص کی ہنڈی گئی ٹٹ
 سارا آفاق ہو خدہ یہ زمین جاسے ٹٹ

و سمت طبع بود سمت کا سنائے فرمان
عاجزہ لگو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکہ شمس و قمر میں جو کہیں نقش نہیں
تار ہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب رئیسوں سے ریاست ہو تری بالا تر
حسن وہ جاوے اگر قاف میں کنچکر تصویر
چین آتا نہیں جتنک کہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہر سن شباب
تیکو ساقی سے موصاف ملی رود ازل
تمام رکھیں نہ اگر تیری عانت کے ستون
ہیں جتنکی ہیں چٹیلے یہ مرتے ارض و سما
خلق سے کیون نہ محط ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جب کو قایم ہیں کتب کے آسان
ہو بیان تذکرہ بھی و تفسیر و حدیث
کچھ ہر ترادومن ہو خدا کی قدرت
خیل گردوں کو دے دو و گھوڑوں کو قہاں
کیا تری تیج کی قرطیں میں ہو تیز زبان
آبداری میں وہ جو ہر نظر آتے ہیں یوں
پر یہ مفلوک نہیں خوب یہ تشبیہ و تشبیہ
کچھ گئی سرکہ جنگ میں جب بیان سے وہ
ایک دم میں صفت ادا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے میں نریا سے سوا پھیلاؤ
شیر کو دڑے لگائے شکم کاؤ کی بٹ
کر دیا کیا تری چٹکی نے سسل کر سپٹ
لگے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار میں اخبار گزٹ
مقتی پر یان میں وہ لین تیری بلا میں چٹ
دیکھ لیتی نہیں یہ چہرہ ادا کر گھر گھٹ
کیا مزہ دیتا ہو میوے میں جو گدراہٹ
آگے خسرو جتید تو پانی پلٹھٹ
ہو ابھی حسن فلک گر کے زمین پر چوٹ
سر کی چوٹ اسنے نہ رکھتی ہڈی اڑنے پٹ
شک نہانے سے سوا اس میں ہو خوشبو کی پٹ
کوئی شکل نہیں ایسی کہ وہ باقی نہیں کٹ
اہل منطق سے کو لاسے کمان کا جھنجٹ
نایاب بلبل سے مقابل ہو تھلے کو سٹ
سیار چٹائی اڑے دے لاسے جو گیز پلٹ
خوف ہنگام سخن ہو کہ کہیں جاوے کٹ
جسطح بیڈر ہی ہام میں ٹو کے پلٹھٹ
بچے آبی میں ستاروں نے کیا ہو جھٹ
رو میں پلا سو گئی ہو میں جج بھکر ٹھٹ
سیکھو نون بار چلی پڑ پڑی یہ کبھی پٹ

حصن تن کے لیے ہر چال قیامت اسکی
 پاٹ کر لاشوں سے میدان کو لیتی ہر چوہ
 سب کو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اور اسکی
 وصف رہوار سب کو دکا کرے کیا کوئی
 شبِ مستابے کم تنہ پہ نین اندھیاری
 دامن شاہد کفان ہر ہر اکے امن نین
 شرق سے غروب میں پھر شرق کی آواز بگڑتی
 وقت زقار کبھی بہر و خفتہ کی طرح
 ورق گنجد سان ساتھ پھرین لیل و نهار
 ایک ہی ٹاپ میں ہو جائیں دو عالم برہم
 فیل خرطوم میں لیکر جو زمین کو پسینے
 دم زقار او سے خضر بھی دیکھیں تو کہیں
 زور ساز و دیو کچھ پانوں میں اس کے جوڑے
 کر کوہ سے کیونکر ہو حتمل اسکا
 ہر کشادہ دہن اسکا کہ دریاغ ارم
 اس جہامت پہ کہ ہے صورت اندیشہ صیم
 لیلۃ القدر رکاب نام قصیدی کا امیر
 ملک و دولت کی ترقی ہوا آئی ہر روز
 حل ہوں مدح کے ہاتھوں سے مہاجان

ایک ٹھوکر میں ہی یہ قلعہ نہ در چو پٹ
 ملک الموت سے کہتی ہو کہ بول آ کے رپٹ
 ہو سپر شمشیر میوان تو کہے دور ہو ہٹ
 چال و دل کی تو ہر رخس کی صورت جھوٹ
 بلکہ زیبا ہو اگر کیسے دو لہن کا گونگٹ
 سر پہ گلگی کہ کنیا کا ہے یہ مور نکٹ
 دم میں سو بار جو راگ اسے پھینکے سر پٹ
 ہونہ راگ کو خبر راہ سفر جائے کٹ
 گشت کے وقت کرے یہ جو آٹ اور پٹ
 ملے چودہ طبق ارض و سما ہوں غٹ پٹ
 آندھی آجائے یہ جاے فلک گردین آٹ
 دست مرصعے کیا پر وہ ظلمات سٹ
 عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گسٹ
 پانوں رکھ دے یہ اگر گاؤں میں لے کر دھٹ
 دو نون دندان ہن کہ موتی کو ہن یاد پٹ
 چشم سوزن سے تلجیاسے اگر جاے سٹ
 کہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جٹ پٹ
 سجدہ گہ سارے نمایاں کی رسے یہ چو کٹ
 در دولت پہ رسے اہل غرض کا جھٹ

نفس چند جو باقی ہوں مری زلیست کے بھی
 انہیں قدموں کے تلے جائیں ہر بے لطف کٹ

قصیدہ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزارِ جنت بوستان
 ہر طرف گلماں رنگ گلشن میں کھلے
 خم نین شاخیں درخون کی ہوا سرفاک پر
 قم باذن اللہ کمتی آئی گلشن میں بہار
 جیوم کر آیا ہوا پر کو ہمار ہی باغ میں
 لاکر کتا ہر کمان موسیٰ میں آکر دیکھ لیں
 جھوٹا مستون کی صورت ہر درخون کا بجا
 لالہ احمد نے یا قوتی کی ڈبیا کی درست
 دار بستہ تاک میں خوشے نظر آنے لگے
 سیم غنچہ کیون نہ مجید ہو زبر گل بیشمار
 ہر روش پر پیٹی سے بزاز بنکر غرمی
 فیض شبیم نے دیے اشجار کو آبی لباس
 نو عروسان چمن کو ہر جو اہر کا جو شوق
 یوں ہر جنبش میں ہوا سے ہر نال سایہ دار
 ہو بلبل ک فال کوئی ہونیوالی ہر خوشی
 جان پو لو نہیں پڑی زندہ ہوئی خاک چمن
 قرین کا قول ہر ہم میں طہور باغِ خلد
 صحن گلشن میں نزاکت نے جایا ہر پر رنگ
 ہر بلندی درازی اس قدر ہر شاخ میں

بڑھکے رضوان کھراں دزون دماغ باغبان
 جیسے صبح عید کیا ہوں حسنان جہان
 کر رہی ہیں سجدہ شکر خدائے انس و جان
 جی اوٹھے جو ہو گئے تھے مردہ دل وقتِ خزان
 رقص میں ہیں ہر روش طاؤس ہو کر شادمان
 مات جلوہ ہر چراغ طور کا مجھے عیان
 نکلت گل میں بھی ہر کیف شرابِ رغوان
 نرگس شلانی رکھی میغروشی کی دکان
 جسطحِ جبرمٹ تارون کا فراز آسمان
 رکھتی ہر اکسیر کی بوٹی بہار بوستان
 بطرف دیکھو کھلی ہے سبز محل کی کان
 بر میں ہر مردم گیا کے جامہ آب روان
 بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن میں آسمان
 ہو فرامان جس طرح کوئی حسینِ مشکان
 ہر چراغِ لالہ جوش رنگ سے ہو گلستان
 ہر دم جان بخش عیسیٰ یا نسیم بوستان
 سرو کتا ہر کہ میں ہوں طوبی بلع جان
 مرغ بوکا آشیان ہر شاخ گلشن پر کمان
 سے محیط مشرق و مغرب بزرگ گلستان

پاسے گر سوچ کبھی کے سایہ میں تھوڑی جگہ
چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی
سیر کو جو آئے اوسکانات آہو ہو مشام
دیدہ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے
ہے تبسم غنچہ گل کا کہ تیغ آبدار
جس طرف دیکھو زید گل باغ میں انبار ہی
غنچہ و سوسن ہے کیا ہو شکر احسان بہار
اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر
قطرہ خون کی جوش نکلیں گل قیامتِ عمل
ہو عجب نفیس ہو اپیکان کے غنچے کمل گنگہ
مصر کا بازار کیے باغ کے بازار کو
مومن و کافر سے کہد و آئین بگلزار میں
جسکی کرتے ہیں پرستش جسکی کرتے ہیں طلب
آئینہ خانہ ز گلشن آئینہ ہے برگ برگ
گرچہ صحن باغ میں ہر سال آتی ہی بہار
ہر سبب اسکا کہ ان روزوں ہوا مست نشین
نیچ جو دو سخاوت سعدان لطف و کرم
اتھاب صنع حق عالی نسب والا حسب
نام نامی وہ کہ ہو سکے نگین دلچسپ
اوسکے وصف پاک دل نے ارادہ جب کیا

بھول باہر ہر جنبش مثل قطب آسمان
چادرِ مقاب ہی فرشِ قضا و بوستان
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر نشان
خواب میں کرتا ہی سبزہ سیر گلزارِ خان
لنوک کی لیتے ہیں کانٹے یا چھوڑ دین نشان
شکل فوارہ او گلقتی ہی زمین گنجِ نہان
وہ زبان بید ہیں ہی وہ دہان بیزبان
یاسین پیدا کرین گردِ کریمین استخوان
قشرِ خضاد اگر کوہے رگ سنگ گران
تر ہے چوب خشک وک بار و شاخ کمان
عمل ہی یوسف گرد اس کے بلبلوں کا کافران
مگر کہتے ہیں بہت ہی عجب یہ زمین راہیان
اون مکانوں میں ہی پوشیدہ میانِ سخن بیان
جلوہ گر ہی ہر طرف رنگ بہار بجز ان
ادراتا ہی نظر رنگ زمین و آسمان
سر و گلزار ریاست صاحبِ بخت و جوان
ماہ اوجِ چرخ قدرت مراہج کن مکان
روح صبرِ امن و جانِ فخر زمین و آسمان
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان
سے تکلف آگیا مطلع یہ بالائے زبان

شش جہت میں ہر جویہ نوشیدنی کا تہ جہان
 جزا وہ چشم ہو جسکو قدیم بوسی نصیب
 اے خوشادہ سرزمین جاوید ہر او سکر قدم
 مرجا او سکو جو صبح و شام ہر او سکا مطیع
 ہر وہی دل حسین ہر او سکی محبت کا مقام
 رستی میں رشک رستم زور میں افزایاب
 طفل مکتب ہر ارسطو وہ جہان دی درس علم
 شان دارانی کرسے نظارہ دار اسے کہو
 فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری
 دستگیری کی صفیوں کی قوی بازو ہو کے
 شہرہ بخشش سے خلعت ہے دولت پہنچ
 آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہنچے وہ پیر
 قلب و شن ہر وہ آئینہ کہ حسین مثل عکس
 شہر گلشن تنکدہ میخانہ مسجد نافقاہ
 دامن لطیف و کرم جب تک تھا او سکا دلا
 خاک کو او سکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
 عہد نصف مہدین سرکش نظر آتے نہیں
 جہتوں پا ہے اوسے پیر اوسے ہر اختیار
 زور بازو سے توانا سے کہا وہ ہو گئی
 رحمت عالی سے ہیں دہماے عالم مطیع
 دیکھنا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواہ

گرد چہر پر کھرا ہوتے ہیں ساتون آسمان
 جزا وہ سر جو ہو صرف سجد آستان
 اے خوشا کشور پیرے جسکی طوف او سکی عنا
 آفرین او سکو جو روز و شب ہر او کا مایع خوان
 ہر وہی سینہ ہر حسین او سکی الفت کا مکان
 بہت عالی میں عالم عدل میں نوشیہ زبان
 رو برو او سکے فلاطون عالمی کج مع زبان
 شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہر کمان
 واقعی ایسا شریفیون کا کمان ہر قدران
 حق یہ ہر محنت نہیں جاتی کیسی راہگان
 جیسے مسجد میں مصلی آتے ہیں منکر امان
 ڈھونڈتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان
 صاف آتے ہیں نظر اشکال اسرار بنان
 سب ہیں قالی در پہ او سکے جمع ہر سارا جان
 تھا سفینہ آندوے خلق کا بے بادبان
 جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
 خوف کے ملک ہر آتش سنگ آہن میں نشان
 ابلق ایام کی ہر دست قدرت میں غمان
 پہلو انہی سے دیکھ سکتی تھی جو مطلق کمان
 ہر عصا سے ہر طفل شمشیر جوان
 ہر کھل چشم لیا میں جو خاک آستان

کیا ہو شمع رلے روشن کی تجلی میں کلام
بزم عالی روضہ جنت سے ہرگز کم نہیں
ہو جسے جس چیز کی خواہش باطن میں
حکم ہو عالی ماعی کا شہستان میں یہی
ہر رواج شرع ایسا عہد نصفت مد میں
دست و پا لگ کر وہ ہیبت سے فقط مطرب نہیں
تکڑے تھے جس جگہ ادب جانی ہیں مسجدین
قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
صرف گراؤ کے نقد میں نہو ہنگام صبح
دیدہ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر میں
ادراک مطلع سناؤں جسکا مضمون ہر صبح

جب مانہ بھی نہ شمع طور کا ہو ہر زبان
ہر نصیب خلق گلگشت بہار ہر زبان
ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پاؤں
نکت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھواں
پوست گھینچا جائے کی کھینچے اگر پیر مغان
نشاگ یہ باجے ہن تن میں پوست ہر یا استخوان
جس جگہ نا قوس بجتے تھے دہن ہر ابدان
خارہن جزوق ہا ہی بجائے استخوان
پھر گل خورشید میں ہر کون شمع زعفران
ہر بارادوسکی عنایت قمر وادسکا خزان
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہر یقین کیسا لگان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیوں نہ ہو درجہاں
آستان تیرا ہر احوالی مکان وہ آستان
کاتب قدرت نے تیرا خواہستی لکھا
حکام قدرت نے کوئی کھینچی نہیں ایسی شبیہ
آکھیں ہر گس سر و قدر خسار گل غنچہ دہن
ولیدہ حق بین ملے ہیں تھکاو گوش حق شنو
وصف رخ روشن بیا نون بھی ہو سکتا نہیں
دونوں خسار و کی نگین ہم جو کاغذ پر صفت
اہر و دھڑگان کے آگے سرگشی کسلی چلے

تابع حکم ملے ہیں زمین و آسمان
ہر سجدہ حسن جگہ جگہاں ہر فرق و قدان
دے لیے انجم کے نقطے جب برے امتحان
گو کہ تصویرین ہزاروں ہیں موقع ہر جہان
یہ وہ گلشن ہر کہ خود جسکا خدا ہر باغبان
دل ہر دیدیا طرف عالی طبع صافی حکمت و دل
شمع کی صورت فقط کئے کو رکھتے ہیں زبان
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان
جھک گئی ہر تیغ پر جسم تیرا شکل کمان

دو نوں آنکھیں دیکھ لین جسے ستار کی حوصل
چاہتا ہو غنچہ تو صیف دہن پر کیا کرے
کیا قدر خسار سے تیرے مقابل ہو سکیں
ساحر سین کو کوئی شمع سے دی کیا مثال
مردمہ کو ہر قدر موسی کا ایسا اشتیاق
حسن میں تجھے سوا وہ ماہ کفان کو کسین
تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کو نہ کر کلام
کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
کس قدر حیا تری دریا دلی کا ہے وسیع
کون عالم میں جمال پاک پر عاشق بنیں
حکم حکم وہ کہ جس سے ملک ہو رونق پذیر
رزق کو نے اس قدر سب اہل عالم کو دیا
حق جبر رزق تو تیری کسی جا وہ نہیں
ہو گئے منعم جلاتے ہیں وہ اب مجرمین عود
کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے میں نہیں
ہے عجب تیری میحائی کی مسجد جا نفزا
خلق پر تو مہربان ہو خلق تیری خیر خواہ
جو ترا دشمن ہو کرتا ہو عداوت بخیر د
کچھ نہیں قہر کی حاجت کہ دانے کی طرح
شامت اعمال سے جلتا ہے نار قہر میں
کون ہو تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ

مشتی دزہرہ کا گویا نظر آیا قرآن
نطق ہو سکتا نہیں جب پھول طاقی ہو زبان
گل گریزان شل بوہر سرو سے سرور دان
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان
سر جھکاتے ہیں زمین پر پانوں پڑتا ہو جان
کھول کر ٹیٹے ہیج ایمان فروشی کی دکان
خال لب ادسکا ہو جلت کے سبب مہرمان
وہ سبک پلہ ہو تیری صن صورت کا گران
مثل نیلو فرقط آتا ہے جس میں آسان
مال و زر نعم فدا کرتے ہیں غفل نقد جان
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغیان
اوٹھ گئیں ساری نرا عین یقین جو باہم نہیں
آسیا کرتی نہیں اب دہر میں کار فسان
تھا غنیمت جن غریبوں کو زستان میں پہل
چرخ ہنعم ہے ترا ایوان زحل ہو پاسبان
صبح اوٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہو اذان
تجھ میں خلق اللہ میں گویا خدا ہو دریاں
مثل شیطان ہر وہ مرد و جد آئیں د جان
پس ڈال لیگی او سے غمہ آسپاے آسمان
تیرہ بجتی ادسکی ہو او سکو مجنم کا دیوان
روح رستم مانگتی ہو آن ملک جس سے المان

تیغ تیرے ہاتھ میں وہ برق آتش باز ہے
چشم غزائل سے جو ہر نہیں کچھ اس میں کم
دشمنوں کی سرگرائی ہو تری شمشیر یوں
رعشہ ہو رخ کے تن میں رخ خورشید زرد
مشریہ پاجنگ میں جہدم کرے آواز تیغ
کس طرح دم میں سرگردن کا جھگڑا چک بجاؤ
تیر چوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام
جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
تیزی اس پر سبکو و آئے کیونکر عقل میں
ہاتھ راگب کا جھل جائے یہ ہو مر مر قدم
تا بہت پہنچے کمان سے چوٹ کو متبک کہ تیر
تا کا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
جب تلک روشن رہیں افلاک پر خورشید ماہ
جب تلک ہو سنگ سے پیدائش یا قوت نسل

جس کا لوہا مانتے ہیں سب شجاعان جان
ہو طایفہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
نخل سے جھڑتے ہیں پتے جیسے ہنگام خزان
رنگ دہشت سے بدلتا ہر وہ ترک سماں
صور اسرافیل اور اگر ملائی بان میں بان
جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو در میان
ہر در ملک عدم گویا کہ کھینچے میں کمان
ہر دم ہیجانہ جان اثر در آتش فشان
تنگ ہر ہنگام جولان عرصہ کون و مکان
تازیا نے سے نہیں کم اسکو تحریک نشان
ڈکڑے یہ رنج مسکون شش بہت ہفت آسمان
کس سے ہو سکتا براہ صاف عملی کا بیان
جب تلک گردش کرے دی زمین آسمان
جب تلک شاخون سے فتنے گل ہوں غنچوں کے بیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن سر فرو

روئے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدہ مدحیہ مشتملہ مناسطہ شاہ و آئینہ

بزم عشرت میں ہو جو جھمیں رشک فر
یہ لے جاتے ہیں لباس اور صحت زیور
دست و پا میں ہر خواہ مرہر منظور نظر
ہند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

ژرہ اہل تماشا کہ ہر ہنگام نظر
حرف آبا پیش زینت ہیں میان جان
بر میان پو لوگی ہیں زیب فرآی بدوش
کرتیان ہیں شکر صاف ہے اوچنی اعرجی

ارشد دست و حسن کہ سر سے سرودش
 شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
 شانہ و آئینہ ہین جبکہ مصاحب دونوں
 آئینہ شانے سے کتا ہو کہ سرچڑھ نہ بہت
 دیکھ مجھ کو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
 مرتبہ جو ہر مہر تاجکو وہ حاصل ہے کسان
 کونسی بزم میں ہوتی نہیں حاجت میری
 آبداری کامرے سامنے دعویٰ جو کرے
 یمن ہر اہل جہان کو مرانظارہ رخ
 صافی قلب سے پایا ہر یہ رتبہ سینے
 اب دلمان چلو نہیں ہر کسی مہمان سے عزیز
 تین رکھتا ہوں لگی حال بد و نیک میں کچھ
 مجھ سے بھی عقدہ تیرنگ جہان کھتا ہو
 بزم عالم میں فقط وجہ سے میرے اب تک
 مجلس خاص نی میت تھی رسانی میری
 وہ صفائی مجھے حاصل ہے کہ ہر دل ہوں عزیز
 ہاتھ سے دامن دولت نہ کسیدم چھوٹا
 اہل تنجیم کی آنکھوں میں بھی ہر قدر مری
 بولتا ہو مری تائید سے طوطی اسکا
 خاکساری ہر ان اوصاف پہ مجھ میں ایسی
 ایک تو ہے کہ نہیں تجھ میں ذرا نام کو نو

آ رہا ڈھل کے ڈو پٹہ بنین اتنی بھی خبر
 بنتے ہیں گیسو و رخ کرتے ہیں جو بن پہ نظر
 ایک سے ایک نے باندھی ہر رقابت پہ کمر
 منہ کی کھائے نہ کیمن چاک نہ تیرا ہو جگر
 حیرت حسن سے مرے کی طرح ہوں شمشیر
 صاف طینت ہوں صفائی کا ہر مجھ میں جو
 قانہ بردوش ہوں پردلین امیر و نیک و گھر
 روبرو صاحب الفضا کے جھوٹا ہو گھر
 دیکھتے ہیں مجھے جب دیکھتے ہیں ماہ صفر
 چاندی سونے کا دیا ہو مجھے اللہ نے گھر
 دشمن و دوست کے منہ پر ہر کشادہ مراور
 صاف کھدیتا ہوں آتا ہو جو کچھ پیش نظر
 جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خسر
 نام روشن ہو چراغ کھدا سکندر
 ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
 جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
 اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
 ہوں کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
 ورنہ طوطی میں کمان ہو کوئی سر طلب کار
 غارہ چہرہ بنین اور بجز زنا کستر
 زہل آسا ترے طالع کا سب سے ہر اختر

پارہ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
 بال بکا ہو حسینون کا تو توڑین تری دست
 قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
 پیٹہ شل سے نکلتا نہیں ہرگز کوئی کام
 بال یون منہ میں ترے ٹوٹ کر بجاتا ہی
 کر کر کر می تیزی دندان سے ہوئی اور تری
 کشمکش نے تری کاٹھنیں گسیٹا ہی تجھے
 سوز بانین میں ترے منہ میں تو حاصل کیا ہی
 اس یاقوت پہ یہ عوی تجھے کیا مال ہی تو
 کچھ بھی غیرت ہو تو پانی میں کین دوب کر
 صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا جت کلام
 کپ گیا شانہ لامنت کا نشانہ ہو کر
 ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سرست
 رتبہ میرا تجھے معلوم نہیں سن مجھ سے
 ہی حسینون میں رسائی تری گاہے گاہے
 رات دن خندہ شادی سریان میری دانت
 میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
 کہتے ہیں پنجہ مرگان کو جو شانہ شاعر
 ہے جو لہر زہل شانہ زہور عسل
 کی ہی تشدید نے پیدا جو شاہت میری
 شانہ عاج کبھی شانہ شمشاد کبھی

چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر
 دانت نیسے لگین انڈا تو شکستہ بستر
 پیش جاے نہ تری ایک کرین زہر و زہر
 خشک ہوشاخ تو او س سے نہیں امید مثر
 جسطح شانہ ضحاک میں تھا سانپ کا گھر
 جس میں زندا زپن تیغ ہر وہ بے جو ہر
 پہلوؤں میں میں ترے غاراد ہر اوراد ہر
 گنگ کی طرح سے خاموش ہے تو آٹھ پہر
 کہ چڑھے لالہ رخاں سمن اندام کے سر
 ایسی دلت سے تو ہے خاک میں ملنا بستر
 غیر کے غیب سب اظہار کئے اپنے ہنر
 موئے تن راست ہوئے تیر کی صورت کسیر
 منہ بنا پا ہے عاقل کو قتل سے مذر
 منہ سے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
 کو چڑھت میں میری ہی جگہ آٹھ پہر
 اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ سے تر
 پنجہ مرجان کا ہو یا پنجہ خورشید سحر
 او سکوا آنکھوں پہ جگہ دیتے ہیں ارباب نظر
 اس عذوبت کا سبب نام کامی ہے ہر اثر
 لفظ اللہ میں شامل ہے وہ کر خوب نظر
 شانہ میں دیکھتے ہیں فال تو پاؤں میں طغیر

صاحب لیش نہ جب تک کہ کرے شانہ کشتی
 اوہیں بھی لفظ ہر شانے کا زہرِ غرور و شرف
 تو نہ مانے تو نہ مانے مجھے کیا پر داسے
 سوچ تو دل میں ذرا عیب ہیں تمہیں کشتے
 سو جتنا خاک نہیں کور ولی سے تجھ کو
 رو بہ راد اور ترا حال ہر غیبت میں کچھ اور
 چشمہ آب تو ظاہر میں ہر باطن میں سراب
 خود نمائی کے سوا تجھ میں نہیں کچھ بھی صفت
 صاف اب میں ہر من لاس کہ شب کو ہر تو
 نہ جے پر نہ جے شکل جو ہو ذہن نشین
 قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونوں میں کجوش
 آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
 لشکرِ روز تو زیرِ علم خسرو رخ
 اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پر تو مر
 سپہ سنبھل و سپہ طرف زلف سیاہ
 پیر گردون نے کہا طرف قیامت آئی
 بیچ میں پڑ کے کہا خوب نہیں ہر یہ فساد
 حق میں دو تو نگریاؤں ہر کہ پاس و نگراؤں
 کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
 نقش پاتا ج شرف بہر سرچرخ بلند
 فکر کی اسپ سلی میں جو سیدے دل نے

ہو نہ حاصل شرف پیر دی پیغمبر
 جل شانہ ہر جو تو صیغہ خدا سے اکبر
 عیب ہیں جو ہر دوسے کب نظر آتا ہی ہنر
 سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
 سخت جان تیرہ درون اصل ہر تیری تہر
 صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجھ میں بھی اثر
 دھوکے پیا سون کو دیا کرتا ہی تو شام و صبح
 سادہ لوحی کے سوا تجھ میں نہیں کوئی ہنر
 شب تیرہ میں تجھے کچھ نہیں آتا ہی نظر
 نہ ٹپے پر نہ ٹپے بال پرٹے دل میں اگر
 تھے جوان مولون کو حامی انہیں ہو پنی یہ خیر
 باندہ لی زلف نے شانے کی حمایت پھر
 فوج شب باد شہ گیسوے پر چین کی سپہ
 اک طرف شام ہوئی ایک طرف نور
 لشکر لالہ و گل جانب روی انور
 اب کوئی آن میں ہوتا ہی جہان زیر و زبر
 صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح سے بہتر
 صاحب حکم جو مرے مہر عدالت گستر
 بیخ جو دو دنیا زیب وہ علم و ہنر
 خاک پاسر نہ بیانی چشم اختر
 آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حکم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
 جس چین میں نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلی
 پر تو مہر سے اوسکے ہوز میں چشمہ مہر
 چرخ کہتے ہیں جسے ہر در دولت کی زمین
 کاہ قریب اثر لطف سے ہو صورت کوہ
 دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
 پائون جگہ میں رکھتے ہی عدد کی شکست
 ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منہ موڑے
 صاحب علم جو ہیں مدرسہ عالم میں
 وہ کرے مہر تو فرمان قضا ہو جاری
 ذرہ صواب عنایت کا ہر رخ سکون
 صاحب تخت جو رکھتا ہر جدائی اوس سے
 بھی کرنے لگیں دیندار پرستش اوسکی
 بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا
 خلیج کہتے ہیں اسے جسے مانگا پایا
 سیکڑوں وصف ہیں جس کس کا بیان کوئی کرے
 راہ روشن سے جہان سائے عالی ڈالا
 لوگ کہتے ہیں کہ ہر مہر کے پائون لال
 دست ہمت ہر مہر کے ہیں دو چشمے
 واہ یا بخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا

عود آتش میں سلامت رہی پانی میں شکر
 شاخ آڑہ ہو درختوں کے لیے برگ تبر
 شعلہ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر
 عرش کہتے ہیں جسے لوگ وہ ہر کرسی زہ
 قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر
 صل کسار میں باقی ہو نہ دریا میں گہر
 سر و قدر ہو خواہے علم فتح و ظفر
 دل جو سہراب کا رکھتا ہو رستم کا جگر
 سب وہ مشتاق ہیں قطعات مٹلی مصدر
 دستخط اوسکے ہیں طغرائے منشور ظفر
 قطرہ دریائے نفاخت کا ہو چرخ اختر
 مثل طاؤس جدا سر سے ہے اوسکے ہنر
 بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر
 ہمت خاص کا آواز ہے کشور کشور
 گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر
 ایک شمع نہو کا تب جو لگے سود خنجر
 جرم نور شیعہ جہاں تاب ہوا حلقہ در
 تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر
 اسکو کہتے ہیں جو تسلیم تو اسکو کوثر
 طرف محن گلستان ہو اگر اوسکا گدھر

گوش گل میں ابھی ہو جاے سماعت پیدا
وہی حق بین جو جسے اوس رخ روشن کی نظر
بھوکہ دے جو کوئی اوس فردندان کے مثال
سایہ قد میں ہے آرام سے سب خلق خدا
اوسکی بخشش کی جواہر جو ہوا میں شامل
شست تیر جو چھوٹے تو ہوں منہ میں شکار
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق میں پیدا ایش خلق
ملک دانش میں ہو کیا حیل کے یا جو کجا دخل
تیغ ایا سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شرر مور و آفت جو جلائے کپنبہ
حلل احرام یہ ہے راس منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دو بارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہیں جسے برق اجل
جنگ میں کرتی ہے یہ تیغ سپرد و لکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیر قتلک کو چورنگ
ابھج جنگ میں سرتن سے گرائی ہے یہ تیغ
دو ہی چالوں میں کیا چار غلام کو مطیع
تیز وہ صورت خورشید ہے تو سن کر جسے
دامن زمین نہیں اڑتے ہیں ہوائے دہم
تیر ترما ہی دریا سے میسان دریا
آب زری میں تو گر جی میں وہ آتش سے سوا

ذیدہ ترکس شہلا کو ہو یا راسے نظر
وہی حافظ ہے جسے صحف رب ہر اندر
لعل آسائے گوہر خوشی سے احمر
ہر غلدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جاہر سے ہو بارش زر
سر رخ جدا ہو جو وہ کہنے چنے خمر
کہ چلتا ہے کہیں رنگ عرض بے جوہر
توت عقل سے کچھنی ہے سدا سکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذرا بزمین عاشق عمر انور
عمرے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جہین ہوا زل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو بچی تو کرے گا دزمین کا سپیکر
نخل سے گرتے ہیں جس طرح کہ اندھی میں ٹر
چار حملوں میں مسخر ہوے ساتون کشور
باختر سے ہے طرق دو قدم تا فاہر
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھوے شمیر
گرم روغن ہوا ہے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیر ہوا ہے ٹھیکر

گردش دیدہ راکب او سے چلنے میں غمان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک غمان خامہ
پانوں اس راہ میں قاصر ہیں سرِ عجزِ نگوں
ہاتھ اٹھا ہر دعا جلد کہ ہے وقت دعا
جب تلک لالہ و گل ہے ہو گلستان کی بہار

تازیانہ دم ز قمار او سے تارِ نظر
عذرِ تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنس
بلج مدحِ حقیقت میں نہیں حدِ بشر
وافر شتون نے کیے دیر سے ابواب اثر
جب تلک چرخ پہ ہے جلوہ خورشید و قمر

نخل امید میں یارب گلِ مقصد بھوپلین
مرا قبالِ فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ شملہ تقریظ بطر تازہ دروش و پذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
سواد شب میں نظر آئے اس طرح انجم
وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا مواج
نہ شورِ مردم باز نہ تھا نہ بانگِ دراز
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر
گلوے ناطقہ میں مرسلہ سکوت کا طوق
نماز پرٹھکے عشا کی جو مینے خواب کیا
جگا رہا ہے مجھے کہ رہا ہے مجھے یہ بات
ہوئی ہے آج مرتب وہ بزمِ اہل کمال
حکیم و شاعر و شارح و عالم و فاضل
طلبے تیری بھی عیسیٰ ہو دیکھ سنِ طلک
یہ مژدہ شے کے میں خوش خوش و طار و نہ ہوا
ہوا جو داخلِ محفلِ محبتِ جان دیکھا

غزیرہ بالہ پھر اگر دکھول کر آغوش
اٹے ہوں گرد میں جس طرح طفل بازی گوش
دبانِ رعشہ اندامِ رند سا غر فوش
کبکین کبکین جو رہا ہے تو پاسا کھانوش
برنگ صورت دیا پرٹے ہوئے خاموش
عذار سامعہ بہانِ بزمِ پردہ گوش
تو بچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثلِ سروش
شباب اوٹھکے روانہ ہو کھول دیدہ ہوش
کہ صمیم جمع ہیں سب تیز طبع دریا جوش
صفینِ درت میں بیٹھے ہو ہیں وشن ووش
نہیے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش
قاعا مہ عبا کہ کے زینتِ سر و دوش
درِ بکمان تما کہ کھولے ہوئے جی جو آغوش

عجیب قریش عجیب دینی عجیب شب ماہ
 بزرگ ایک بغر و قار صبر نشین
 خدا شناس خدا رس او خدا و دھر کی لوگ
 جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب صاحب علم
 یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا میں عجب زرد
 سلام کر کے ہوا میں شریک صف لیکن
 کمال محکو پر نشان مضطرب پا کر
 کہ ہی یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم
 فراخ حوصلہ عبدالرشید مولانا
 یہ راست چپ جو ہیں بیٹھے ہو ملک صورت
 تیرو برو جو ہے صف نہیں سب ہیں اک کمال
 یہ ہیں غلوری و طغرا و عرفی و فیضی
 یہ شیخ سعدی ہے جس نے چشم روشن کو
 منیر و بیدل آزاد و صائب و شوکت
 طلب ہوئے ہیں جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ
 مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص انخاص
 مدینہ تابور شہر مصطفیٰ آباد
 جناب کلب علیخان بہادر دیکھا
 سب فیض غبار قدم پر ہاتھ تو کیا
 صد آفرین شمشیر وہ کہنے کے جسے
 بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطہر میں

ہر ایک جھڑ سے نوار ہلے نور کا جوش
 ملک خصال فرشتہ جمال خرقہ پوش
 زبان پہ ذکر خدا لہین معرفت کا جوش
 وحید عمر فرید زمانہ صاحب ہوش
 کہ سمجھے سب کوئی وار دہر زعفرانی پوش
 ہوئے جو اس سر اسید صورت مدہوش
 کما یہ مجھے مرے ہمنشین نے گوش گوش
 زمین ہے تلج سر آسمان تیرا پوش
 تمام اہل مصارف ہیں جسکے حلقہ گوش
 مرید خاص ہیں اسکے شراب عرفان نوش
 بغور دیکھ ذرا ان میں کھول دیدہ ہوش
 یہ ہیں نظامی و جامی جو بیٹھے ہیں مدہوش
 کیا ہے نظم گلستان کی بیت میں چپ و شوش
 غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
 در سخن کسی کامل کا ہو گا زبیر گوش
 وہ مست بادہ عرفان یہ پیر بادہ فروش
 مطہر شرع نبی متقی عبادت کوش
 جو آنکھ اداسکی ہر حق میں تو گوش بند پوش
 جو کوس فوج ظفر موج پر وہ رعد خروش
 کھڑے ہوں کان ہر یون کو موت خروش
 طبق زمین کا ہر خولن آسمان سر پوش

چمن میں بر گل تراوسکے فیض سے خندان
 وہ نہ شربت مرشد میں اوسے بھیجی ہے
 نہیں ہر دیہ پڑھی جائیگی کوئی دم میں
 سنا یہ حال تو تصویر دار بیٹھا میں
 جوان فصیح بیان ایک ناگمان آیا
 ملا جواذن تو کھولی زبان سحر بیان
 مکمل کے طفل مضامین زبان قاری سے
 زبان کا قصد کہ چاہے فلک پہ شور مٹا
 کما کیسے خوشی میں کسی سے لانا ہاتھ
 اوچھائے دست زبان نیچا او سکر وصف میں بھولی
 او چیل پڑے گل مضمون نو پہ فردوسی
 کہیں وہ شتر نظامی کے نظم سے بہتر
 مجھے ہوئے تھے ہوا میں جو لوگ موت سے
 وہ فریخی نہ بھی سن کے وہ سخن مسرور
 اخطا پسند طور ہی خطا مفرط را
 کمان جلال جلالہ شان بر خور دار
 قتیل کس میں کہ کہنے وہ اپنی تیغ زبان
 جو شتر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
 ہوا خوشی میں جو دیار مرحمت تواج
 جو پارچے کوئی پوچھے تو ایک سواڑ تیں
 زریادہ او سپہ کیا تھقہ و عا سہر دست

فلک پہ ماہ ہر بالے سے اوسکے ملکہ گوش
 کہ نیش اہل حسد کو ہر نصفون کو ہر نوش
 بینکے کان جواہر دم سماعت گوش
 لگا کے تکیہ دیوار مطمئن خاموش
 لیے ہوئے کیے اجزا درق درق گلپوش
 پڑھی وہ شتر تھقے کہ سب کے اوڑ گئے ہوش
 در آئے دیدہ حساد میں ح پاپوش
 پکارتا تھا یہ سینے میں دل بجوش بجوش
 جو سر سے سر تو لڑے جو منے میں شش سے دوش
 زمین تو کیا نفس آسان ہوا گل پوش
 اوٹھا یہ لطف کہ جامی بھی گر پڑے بدوش
 بیان گئے نو ستر کی شیخ انور می خاموش
 یہ رشک سے ہوئی لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش
 دو دارم کی ہر جیسے گیاہ مرز بجوش
 وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش
 زبان گنگ تھی جو یار گوش غدر بخوش
 کہ ہے سخن کے قلم و دین ایک دست فروش
 ثنا و مع میں گویا کیے لب خاموش
 ہنگامی کشتی قلعت ہو تھی جواہر پوش
 کہیں قبول کے اعدا و جنگو صاحب ہوش
 اہل ہمدانیہ عامل خطا کو کہ جابے مثل فروش

ہو شکر کا ہو صنف او سے کرے تقویض اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہو گئی برباست خدا کے پاک رسول کریم کا صدقہ جہان ہمیشہ رہے او سکی ذات سر روشن	کہ دولت ابدی پاسے وہ نیاز فروش یہ واقعہ ہوا میرا اپنے شوق کا سر جوش صاحب جسکے ہیں روح القدس سے دوش بدوش چراغ دولت علیا کبھی نہ ہو خاموش
---	--

رہون رکاب سعادت میں میں بھی فانغ یال
مدام سرکشت دست و فاشیہ بردوش

قصیدہ شملہ مضامین تغزیت

سپاہ شکر کی آنکھوں میں تھی ہے تیاری ہجوم غم نہ ہوا نیند ہو گئی پاہل نگاہ دل میں ہو یوں صورت جہان سیاہ زمانہ آپ کے شعلے میں جھنکا ہے پترین جو داغ کسی دل میں بوستان کجے خدم کو جاتے ہیں سچی سے قافلے کیا کیا ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم میں جو دن کو مرتے ہیں ہر شام اونکا نام میں اجل سے بڑھ رہے تھیں کسلح محفوظ بجا ہو گرم کھری جو ایسی موت کی ہے آسید نال جہان سے عبث ہوا لغت کی اٹھا ہو آب دم تیغ مرگ کا طوفان ادھر تو تیرا دھر تن پہ تیغ پڑتی ہے ادھر مکان بنا او س طرف مزار کھدا	کہو کہ نیزہ درخشاں کرے عمار ری وہ آنکھوں میں طالع میں بختی جو بیداری کسی مرلیں چس طرح رات ہو بھاری کہ جانا ہو سبب فخر کا دل آزادی کے کہ نہ روان ہو جو اشک ہون جاری یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری سمندر میں کشتی ہے تیز رفتاری پہن کے آتی ہو شب جامہ غزا داری بہین سے قلعہ آہن یہ چار دیواری کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری یہ ہند جانتی ہے شیوہ بگر خوار ی جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہر باری کمان کمان کی بھلا ہو سکے خبر داری ادھر لباس دھڑلے کفن کی تیاری
---	---

سحر ہوئی جو کھلا ہے سدا کا دروازہ
وہ خوشخام ہو سے خاک جنکے ماتم میں
وہ برق و شہ ہوے آزار کھینچ کر معدوم
لحد میں اونپہ پڑا ابو جہر سیکڑوں من کا
زمین نے ایک جہان دام مکر میں کھینچا
کمان وہ تاج فرید و نکی تھی جو آرایش
کمان وہ عشق زلیخا کمان وہ شاہی مصر
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب میں عاقل
یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان
سبا فرما میں روانہ ہیں آنکھ بند کیے
اگرچہ پڑتے ہیں دنیا میں حادثے و فزات
مگر ہوا سے فرمان آجکل ہے ایسی گرم
فسرہ ہو گئے دونوں گل ریاض جہان
یہ ایک سال میں دو حادثے پڑے ایسے
جہان میں کون ہی جھکو ہوا نہ ساقم
مگر حضرت آقا سے تادار کا مستسا
جہان کلب علیخان بباد و بیابان
گھوٹا ہوا غلاب بیان کوئی مطلع

مسافروں سے کو کچ کی ہے تیاری
زمین پہ سر کو ٹپکتے ہیں کبک کساری
کہ جنگی خاک پہ روتا ہے ابر آزاری
کیسی جھپٹے نہ ہوتی تھی ناز برداری
لحد میں یہ ہے زمیں بہر عیاری
کمان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کمان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری
کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ رنگاری
کسی سے کی نہ کر لگی کبھی وقاداری
وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
لحد میں وہ ہیں دیکھو سے کتنی ہولاری
نشت گور ہے آخر اودھا کے بیاری
کہ صحن باغ ہوا جائہ عزاداری
سبا عمر کی اک دم میں مٹ گئی ساری
کہ اشک دیدہ شمس و قمر ہوے جاہلی
ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ عم کاری
کہا یہ دلخ اور شاگر جو مرئی بازاری
کہا میں سے امن میں ہو خلقت خدا ساری
سنے جو اوسکو تو عیساں کرے گرباری

مطلع

یہ تیرے عہد میں رائج ہوئی تسکباری
کہ تبت سے کر نہیں سکتا ہر شیخ دل بھاری

شاہزنامہ یہ ملت کا دور میں تیرے
 تراخیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل
 رواج صدق کو مدت گذر گئی ارتنی
 کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بگوچہ زخیم
 نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہر صحت کو
 وہ رعب ہو جو یہ چھایا رہے قیامت تک
 وہ عدل کہ کھنچے دار موے شرکان پر
 بدون مین بھی یہ اثر اب ہر حسن نیکی کا
 عدد نے لذت دنیا میں مفت کھوئی جان
 جو وقت نزع بھی پانی تراعد و مانگے
 پہونچ کے دیدہ دشمن میں ہر دیکتا ہے ق
 خوشی یہ او سکوئی بولی کے کیلئے میں منتظر
 جو سرکشوں کی سزا میں یہ مین عیب کیا ہو
 نہیں یہ غار زمین نے جو کی ہر سرتابی
 رہے شدید یو مین بحر مول پہ گرتدید
 کسی دیار میں ہو سدرہ جو حکم ترا
 دہن ہو خاندہ زردان نہ بیان شاعر کو
 جواب ڈالیں ابھی پاسے موج پر چھالے
 یہ بلع دوسرین پڑ مردگی ہوئی پامال
 بجا ہر موج جو عارض کی ہوئی ہر بار
 کئے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی

سزا لے جو کہیں ابر کو بھی آزاری
 نہو سکے کہی لیلے کی ناز برداری
 کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہائے عیاری
 نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری
 چھپی ہر دیدہ زنگس مین جا کے بیماری
 دہان صوے نکلے صد ابد شواری
 کرے جو زنگس محبوب مردم آزاری
 بکین گناہ تو تو بہ کرے خریداری
 نگس کو شد ہوا باعث گرفتاری
 زبان پہ او سکے ہو پانی کی بوند چکاری
 بیان ہو نکلے سزا دار مردم آزاری
 لہو ہو رنگ تو ناسور چشم بچکاری
 کہ سر وید سے لے عاریت نگوناری
 پڑے مین زخم ترے تیغ قہر کے کاری
 یقین ہو چھوڑ دے اطمین نشت کرداری
 جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری
 سخن جو رنگ کو کچرے ہو کے بیکاری
 مضر جو ادسکی ہو سائل کو تیز رفتاری
 خزان بہادت تک آئی تو بکے زہناری
 کہ سات طرے قرآن کو پڑھتے مین قاری
 تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

بے وہ کرک شب تاب ٹپے جو نپاری
 کہ فخر ہے شہرِ فاو کو کفش برداری
 مہانے باغ میں رکھی دکان عطاری
 طعام خاص ہے خلق خدا کی غنچاری
 دکھائے جو ہر آئینہ شان ستاری
 برس رہا ہے غیب ابرِ رحمت باری
 یہ قیدِ حضرت یوسف کی ہے گرفتاری
 عدم میں غائبِ نشین ہو گئی ہے بیکاری
 محلِ نکل کے ہوئے ہیں یہ جمع درباری
 سنیں ہیں ہوش بجا فکر کی ہے بیماری
 کرے جو عیش کا وعدہ تو سو ہو طاری
 اداس کے ہاتھ بدرگاہِ حضرت باری
 ہر اک دم میں پیسہ کرین مددگاری

ہو اے فیض سے تیرے ہو گلستان گلشن
 ملوے مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
 وہ خلقِ نکست خوش جس سے عاریت
 لباس خاص گنگار کی خطا پو شتی
 پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
 گہرِ نشان ہو خلائق پہ بسکہ دستِ کرم
 جو دامِ عشق میں تیرے دہن ہو گئے دو ہمتند
 ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازمِ سرکار
 نہیں ہے باغ میں ہر شاخ پر شگوفہِ محل
 امیرِ مدحت مدوح ہو سکے کیونکر
 ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان بچتے
 حکمِ عبت ہے دعا کر کہ ہو یہ وقتِ دعا
 رہے یہ دولت و اقبال شرمک قائم

دش کا ذکر ہے کیا بلکہ جن سخن ہوں
 شیطیح حکم سے ہوں غامی و ناری

قصیدہ در مدح جنابِ سلطانِ علی القاب آیہِ رحمت ولی نعمت امِ اقبال

شجرِ طور کو جس باغ کی کیے کوئل
 خواب ہو طالع خوابیدہ کا خوابِ محفل
 گلشنِ غلجہ میں عجیب نظر آیا جھل
 ایک چمنِ اداسی گلزار کا گلزارِ مل
 میدہ مقصدِ دین و دین کے دو پھل

علمِ باغ میں پونچا میں غیبِ باغ میں سل
 خواب میں سبز خوابیدہ جو خوابِ محفل
 سانسے اوسکے کہیں اور چمن کا کیا ذکر
 اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغِ محفل
 ہاتھِ شربت کو نین و دین کے دو پھل

واہ رے نشوگل دلالہ اگر نکاح میں ہے
 سخت حیران ہوں کہ دیوار کو دوں کس مثال
 دستِ مژگان پر ہنساں تھیں نگہ کو آنکھیں
 لالہ آتا تھا نظریوں پس دیوار چمن
 خطِ گلزار سے ہر گل پہ یہ صبح سحریر
 طوبی و سدرہ کی شاخیں نے تسلیم میں خم
 ہی یہ تاثیر ہو ہاتھ جو محرم کے کشیں
 قوتِ نامیہ کا تھا یہ نقلی سے کلام
 سبزہ کا ہکشان غنچہ پر دین کیس
 اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیضِ نو
 خواب میں دیکھے اگر ترکِ ملک یا نئی بہار
 کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
 مکرے بدنی کے نہ تھے ہندو موس کے لیے
 نو جوان چمنِ دھوپ سے کیا کھلاتے
 ہر روشِ سبزے پر وانِ عکس گلِ دلالہ نہ تھا
 سورتے رقص میں مصروف برنگِ بڑے
 سینے تانے ہوئے پرتے تھے چمن میں طاووس
 لڑکھڑاتا تھا جو مستی میں کہیں پاسے نسیم
 چمنِ دل میں جو عارف کے چلی دانکی نسیم
 سوئے تھانہ جو پوچھی ہو اے جان بخش
 کیا عجب دانہ اس بند ہو جلکر پھر سبز

خونِ لعل آئے رگ کوہِ بدخشان سے نکل
 کون آئینہ تو آئینہ میں اتنا نہیں دل
 پھر کبھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پس
 جس طرح شیشِ عمل میں کوئی روشن مشعل
 نقشِ ثانی ہی یہ فردوس ہی نقشِ اول
 عرشِ تک فرش سے ہی بادِ بہاری کا عمل
 صورتِ دستِ چار آئینِ نور سے مکمل
 طارمِ پست ہوا اس باغ میں چراغِ اول
 خوشہ تاکِ رگِ تاک سے آیا ہی نکل
 نکلے گریبات میں بھی شاخ تو پھوٹے کوہِ بل
 شب ہی کو گلشنِ انجم کو کرے مستاصل
 گل ہوں گلستان میں انگارے درونِ منقل
 بمر کے لٹا تھا وہاں چھا گلونین گنگا بل
 چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل
 بیج سخی پھولوں کی بالائے بساطِ محفل
 جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح بادل
 اس تمنائیں کہ لگائے گلے سے بادل
 غنچہ کستا تھا چٹک کر کہ خیر دارِ سبیل
 گلِ مدبرِ گ بنے غنچہ اسرارِ ازل
 کلمہ توحید کا پڑھنے لگے غزا و ہبل
 کہ دھوان اوشٹے ہی بنتا ہی ہوا ہبل

طرفہ العین میں وہ روشنی آپہونچی قریب
 قوتِ نامہ کے جوش سے آئینے میں
 تخمِ تخم اور کا شجرِ نیکے نیا پھل دیتا
 پانی دیتا صفتِ دامنِ تروت فشار
 گردِ گلزار کے ہوتا تھا نقدِ خورشید
 نقشِ پاتھا صفتِ جامِ لبالب حوسے
 گلِ سرین پہ تھا یونِ عکسِ شمعِ خورشید
 غنچہ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کہلتا
 ایک دم بلبلِ سرست جو ہوتی تھی غموش
 دلِ سحرِ کلفت کو مٹایا یہ صفا و گل نے
 آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
 تہیہ دار ایسی شبنمِ نرین کہ مقابل ہو اگر
 نکست گل سے ہر اک موجِ جوابِ گلاب گل
 شہد کی نبردِ ان مثلِ جان ہوتی تھی
 ہو گیا لوٹ میں سامان یہ آیا جو قطر
 لے اور ڈی ہوش مرے حیرتِ نظارہ باغ
 نتیجہ تہ اک یارب ہے یہ کیسا گلزار
 گوشِ گل میں ہی ہوا طرب انگیز بھری
 ترنوں کو نین کو کو سے جالِ گفتار
 تھا اسی فکر سے دیباچہ تحیر میں غرق
 ناگمانِ طرفِ چمن میں نظر آیا اک نور

نخلِ مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
 کیا عجیب سبزہ زنگار سے گل آئے نخل
 ٹوٹ جاتا جو کہیں گر کے زمین پر کوئی پھل
 تھا یہ ترسائیہ دیوار چمن کا کسل
 چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
 رنگِ پھولوں سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اہل
 جیسے سونے کو کرین سا زلماس میں حل
 عقدہ گیسوے خوبانِ جوان ہوتا حل
 جامِ شفا سے آتی تھی بے نغمہ اہل
 رنگِ آئینے کا جس طرح شاد سے مقل
 سر بھی بیٹھے سے نہ نکلا کہ گیا پانوں پھل
 آپ میں تہہ خورشید کے آجائے نخل
 پر تو گل سے جاب لب جو رنگِ گل
 پھول پر بیٹھے کے اور تھی جو زبورِ گل
 پانوں کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھل
 آگیا غمش مجھے بیوش گراسر کے پھل
 غنچہ ہے رنگِ دہن کس سے سما ہو گل
 کون سنتا ہو چلو چوں میں کہ کیا ہو گل
 بیوں کو نین نون سے کسی شمع پہ گل
 کہ رہا تھا کہ رہے صنعتِ صنایع ازل
 اک نے دل سے کہا کہ کچھ کے او سکوکہ نسل

طرقتہ العین میں وہ روشنی آپہنچی قریب
 دیکھتا کیا ہوں کہ ہر بیچ میں ایک حور لقا
 گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کے تازہ
 حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے ور
 فرق سے تابقدر پیکر انداز و ادا
 گرمی حسن سے رخسار بھبھو کا ایسا
 چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لڑان
 ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تہ خرام
 چھا گلون کے یہی دو حکم تھے وقتِ قمار
 چو کڑی آپہنچے شکن کو ضیق میں ہوئے
 قطرے گئے گئے پھینکے کے سوخ گلگون پر
 لب نازک پہ جھانپی تھی بلا کی رسی
 ہاے رے ناز چمکتی تھی نزاکت سے مگر
 چلیوں کا جواون آنکھوں کی تماشا دیکھا
 تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہیں جو لرزین
 اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غرہ فروش
 رخ روشن کی طرح آئینہ تو بھگو کیا
 کون سا باغ ہے یہ کون ہے تو میں جن گلن
 متبسم ہوا پہلے تو وہ سر مایہ ناز
 سراوٹھا پالان سے یہ بڑا وہی خوب نہیں
 ہوش میں یہ نہیں ہر قسم نباتات سے باغ

کمل گیا دیکھتے ہی او سکومری دل کا کنول
 کچھ حسین گردہن آگے ہو فردان مشعل
 پھول ہوسن کا بنا اوٹھتی ہر دو مشعل
 مضطرب نعرہ زمان فاک بسر آئے نکل
 غرہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
 شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جاے گھل
 جرج پر پشل زمین جس سے پڑے اک ہل چل
 ہر یقین بائے زمین پانوں کے نیچے سے نکل
 زندے مر جائیں پڑیں مروہ صد سال او چل
 بال کمرے جو طلب میں وہ دکھا فی پھل
 جوش کھا گرمی سن آئی ہر چہرے پہ او بل
 اور آنکھوں میں لگایا تھا غضب کا کاجل
 کچھ جو کاندھے سے ڈوٹے کا ڈھلتا آچل
 دل نادان مرے پہلو میں گیا اور چل
 نیچان پانوں پہ او سکے جن گرا کر کھل
 رحم کر رحم بس آگے دل مضطرب کو نہ چل
 اپنے گیسو کی طرح کمرے عقد و ٹکوی چل
 تجھ سے وحشت نہیں یہ اور ہی حیرت کا نعل
 پیر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
 اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب چل
 ہے سراپا جن منعت حلاق ازل

انس کہ آج نیا تجکو نہیں ہے مجھے
 نہ پری ہوں میں انسان ہوں غلام ہوں جو
 باغ نقشہ ہی صفات حسہ کا اداسکی
 ہاتھ پھیلائے ہیں زر گس نے جو کاسہ لیکر
 ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
 ہاتھ پھیلائے جو شاخین زر گل دیتے ہیں
 اشرفی کے جو گلوں کا ہر چین میں انبار
 روضہ پر کہ پھلے پھولے ہیں نخل امیر
 نظراتی ہے چمکتی ہوئی طوطی جو بکتے
 یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
 بار و آتے ہیں تجکو جو نظریہ اشجار
 جوش رحمت کا ہوا اس بحر کرم کے شمع
 دیکھتا ہی بوروان نہرین پانی شفات
 پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری او نادان
 میں زلیخا ہوں نہ ہی یوسف کفان کمال
 تازنین ہیں جو مرے گرد ادھر اور ادھر
 صیکو سب کہتے ہیں سوخت شرارت ہری
 شجر سیبے انا و چین خلیلہ برین
 اک ادا میں دل عالم کو میں چل جاتا ہوں
 تربیت تیری ہی وہ پردہ مجھے مد نظر
 سیر ہو عالم ہر رخ کی مبارک تجکو

کہا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل
 پر لطافت میں نزاکت میں ہوں انے فضل
 حسن فطرت میں جو یوسف کی کہیں ہے اکمل
 اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
 سائل اوسکے در دولت پہن رہا بے دخل
 ہی یہ مطلب کہ دہش میں ہی وہ ہمیشہ بدل
 یہ اشارہ ہی کہ دولت میں ہی وہ ضرب شل
 پھول لکرائے ہیں اس باغ میں اشجار جو پھل
 ذوق مستی میں عنادل ہے جو سنتا ہی غزل
 ہی تو اسنج سپاس کرم عذو جل
 پونچے ہیں اپنی مرادوں کو یہ نخل امل
 اس گلستان میں ہی ہر گل کو پانی اجل
 چشمہ فیض یہ اور کاسہ نہیں گنگا جل
 طبع نازک ترے آقا کی ہوں ای عبد اقل
 گرم ہے آٹھ پہر شاہر مضمون سے بھل
 یہ قسیدہ وہ نمس ہے یہ قطعہ وہ غزل
 شنوی بھی ہیں جیکو ہری اک چل بل
 ہیں مری لذت گفتار کے آگے حنظل
 آہوے چین و فتن میں یہ کمان ہی چل بل
 روز سنتا ہے مرے فخر سے گلازہ غزل
 ہوئی تقدیر رسا دین دولت کے نکل

<p>شجر عیش کی پوٹی ہے نئی اک کو چل آج کلکتے سے آئے ہیں گور نر جنرل جشن کار و زہر غافل نہیں حیرت کا حل حل ہوئے جتنے کہ عقدے تھے ترے لائیل آیا میں تیری مدد کے لیے قصہ فیصل صلہ ملج سے مدوح کے بحر حبیب و منیل کھل گئی تانکھ ہوئی جمع حواس مختل جس سے خورشید کے مطلع میں بجلی جاے غفل</p>	<p>سازہ تر ہو نیکا باعث ہر یاس گلشن کے خلعت خاص پہنائے کو ترے آقا کے ہرئی افزائش ملک اور بڑے منصب بھی سراوٹھا خواب تھا فل سے ذرا ہوش میں آ تنبیت میں تجھے لازم ہے قصیدہ کنا پڑھکے دربار گہر بار میں اشعار مدح الغرض کان میں میرے جو یہ مرثدہ پوچھا مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا</p>
---	--

مطلع

<p>بچہ آہو کا ہوا اور شیر نستان کی بھل صید گدہ میں یہ ترے عدل کا بیٹھا ہو عمل امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل دیدہ شیر کے ہر سامنے روشن مشعل نام باقی نہیں شکوے کا جہانک ہر عمل زرا چاک گریبان کو دہان بھی مدخل پر تو افکن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل تمنے سے تیرے کین اتنا جو نکلا ہے کہ چل اوٹے پانوں سوے کساد پھر سر کے بھل گرد سے شہر عفا کے ہو تیار عمل دم بیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل حرف لا منہ سے ترے جاے جو دیوار بھل</p>	<p>عدل کا تیرے زمانے میں یہ بیٹھا ہو عمل ناخن کبک نے بچ کباب دل باز عام ہے فیض ترے حفظ کا یہ عالم میں شب تاریک میں پھرتے ہیں ہرن بے کھلے چار سو امن رعایا ہے تری شکر گزار مل گئے زخم کے مانند بھگات در کوہ سینک اوٹھی دشت میں ہر جاوہ فنیہ کی طرح رخش گردوں کی طرح گاؤ زمین چل نکلتے موجہ حکم کا پائے تری آیا اگر سیل دیر ہے منہ سے نکلتے کی نہیں تو سرفات تیر ہو چل نہیں جا کے کمان کے گھر میں مسل مختار چون و نون لب سو قاریم</p>
--	---

زلزلت یلی سے بے تئیں گل دل خون ہو کر
گر ترے موکب اقبال وسادات کا ہو قصد
بحسطح لائے کی آنکھوں میں چمن ہے مشد
بحسطح داغ ہر آغوش میں لائے کے یوہین
بیچ سے شوق ہو سرغامہ فولاد کی طرح
ہو یقین شاخ سرگاؤ زمین پر ٹھہرے
جان نکلین ترے دشمن کے بدن سے نکلے
پہل نہ پائے ترا حاسد کبھی بھلا کے دخت
جیسے گر جاتی ہے دستار سرے کش سے
کشتل میں جو مخالفت کی ترے جانکے
رنگ اور ڈکریخ دشمن سے پرناوک ہو
چشم بد دور سر مردکب دیدہ فسخ
کیا عجب اترے کے گرد جو مرکز ہو محیط
پانوں میں خار کرے ناخن تدبیر کا کام
ڈال دے ہاتھ سے نیزے کو سماک راج
گر تیری عزم کی توصیف میں شاعر کلمے
گروادڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہر
زلزلت جو زاکوہی جا روپ کشتی کی خدمت
فیض سے تیرے مند من صفت مہر فلک
رگ گل نبتا ہے لب تک ترے آتا ہے شوخ
برق و صر سے جو تون کو تری دون نیش

شعہ نہی اگر آنکھ دکھائے بر مشل
کہ مٹا دیجے کو اکب سے نحوست کا خلل
یون ہی مریخ کی آنکھوں میں فلک ہو متصل
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
سایہ افکن ہو تری تیغ جو بالائے جبل
کہیں دھوکے میں پڑے میان سے تیرے جو دل
نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
کاسہ سر سے ترے خیم کے مغز آئے نکل
جو ہر تیغ ملے مور کو دانے کی بدل
گر اشارہ ہو تراناوک بے پردہ کو کہ چل
چشم دشمن میں جسے دیکھے آجائے سبل
وسعت خلق کا یہ دور میں تیرے ہے عمل
چاہیے لطف ترا پھر توہین سب عقدی عمل
بکلو پائے جو طرف دار سماک اعزل
پر نکالے مصفت مور ہر اک حرف لذل
زہرہ آنکھوں میں لگاتی ہر بھکر کا جل
ہر اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر عمل
بوسے گل نیک معانی وہین آتے ہیں نکل
جتنے مائل ہیں کہیں ہوش ہیں اس کے مختل

وہ ہر عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
 سبقت اندیش ہر ہر عضو سے عضو آخر
 وصف میں گرمی رفتار کے شاعر جو کلمے
 لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یوں اڑ بھاگیں
 لالے کے پھول کو آغوش صبا میں دیکھا
 آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر تیار
 حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
 جتنے اوصاف ہیں گوئی کیے وہاں سب میں ہر فرد
 نیلے مین میں ہمیں سرکار کے ہاتھی بیچد
 ایک تھنی مگر اوسب میں جو ہے ہر بلند
 فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جاے دہل
 اور تشبیہ نئی اک مجھے سوچی ہے ابھی
 پابز بخیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
 عظمت شان جلالت کا ہو کیا اوسکے بیان
 ہر در قلعہ گردون کی کلید اوسکی کجک
 سبکی طرف ہے رفتار میں با اینہم شان
 بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنانِ فکر
 پر کمان ذرہ کمان پایہ مدح نور شید
 شکر کر شکر کہ مدح ہوا تو اوسکا
 قدر دان سخن داہل سخن ہی مدوح
 اور یہ کر عزم بعد عجز و خلوص و زاری

سحر و اعجاز کی نسبت ہو ایمان میں خلل
 پیچھے رہ جانے کے باعث سے ہوا داغ کھل
 کر کے موزون کوئی قطع کہ قصیدہ کہ غزل
 قطع دلنے اسبند کے بحر سے گئے جیسے مکمل
 نظر آیا جسے رفتار میں وہ داغ کھل
 اور آگاہ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چل بھل
 اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل
 سخت سم نرم دم آگندہ سرین پہن کھل
 عظمت و قدر میں ہر ایک سے ہر اک افضل
 اوسکی توفیق کروں نام ہر اوسکا چل
 دانت پائے کی جگہ اوسکے ہیں خرطوم زفل
 مار خرطوم ہے دندان ہیں درخت مندر
 نالے کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہر نکل
 متشکل ہوئی ہے قدرتِ خلاق ازل
 فیلبان اوسپہ کہ سیرخ ہو بالائے جبل
 غیر ممکن کہ سر مور کین جاے کچل
 منہ مانا کہ ننیں پائون قلم کا ترے شل
 کر زبان بند ننیں ہے یہ نقلی کا محل
 خلق ذاتی سے چھپا دیکھا خطایا و زلل
 ہاتھ اٹھا ہر دعا پیش خداوند اجل
 کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

<p>روسیہ داغ خوشکے ہے جبتک کہ ز مل رہے مشوق کا جبتک دل عاشق میں عمل جب تلک ادا کی روشن ہو فلک پر مشعل گرمی مرے تا موم کا دل جاے پھیل تلک کامی رہے جب تک کہ نصیب خنجر لے مزا بیشکے ہر پھول پہ زنبور غسل گل کے آگے پڑے تا بلبل شوریدہ غزل شور طاؤس کرے دیکر کے جبتک ادا دل غلہ کی طرح سے شاداب رہے باغ امل</p>	<p>نسر خرو رنگ سادے ہو جب تک زہرہ تحسن کو ناز ہے عشق کو جبتک کہ نیاز جب تلک ہر سے پرور ہے سارا احاطہ پر تو نہ سے گمان کا ہو مگر جب تک چاک جب تلک شد کے حصے میں نہ ہے شیرینی نمیش اور نوش کے باقی رہیں جبتک آثار سرد کے گرد کرے فاختہ چب تک کو کو مست جب تک ہر فیض لسانی دریا دل پر جتنی امیدیں ہیں بر آئین مرے آقا کی</p>
--	---

ملک اقبال کو یارب ہو ترقی گز لوین
 یہ کیئر تو ہے کیا ہند میں ہو جاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہیں جو پیش ہے دفترِ قصور کا
کیسی نظرِ حجاب جو مانع ہو نور کا
ہمت ہو شرطِ راہِ خدا ہے کملی ہوئی
مردم او سکے نوانِ تجلی سے کون ہے
کہتے ہی یا کریم آدم سے اودھر گئے
مینِ خاک بھی بھڑا تو بھڑا اودھ کی خاک در
وہ صاف دل ہو مردِ مکِ چشم کی طرح
می اعتقادِ صاف کی اسین رہے ہدام
زاہدِ کھانا کہ نہ گل ہو چراغِ زہد
دیکھیں کہ کیا دکھائے قیامت میں شوق دید

عنوانِ نامہ نام ہے ربِ غفور کا
دیر سے قطرہِ قصد کرے کیا جمور کا
پہونچا وہ جسے قصد کیا راہِ دور کا
تھہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا
لطف و غضب میں فاصلہ تھا کتنی دور کا
چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامنِ غرور کا
میرے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا
میناے دل کو سنگ نہ توڑے غمور کا
بھوکا نہ آنے پائے ہو اے غرور کا
دہ پیشِ مرطہ ہے شہود و ظہور کا

<p>سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا زنیہ لگا کے پیو پھونکا عذر قصور کا ارشاد ہو علاج دل نا صبور کا یارب امید وار ہوں عفو قصور کا مشاق غائبانہ ہوں تیری حضور کا صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا تکیہ نصیب سر کو ہو زانو سے حور کا جگھٹ رہے مزار میں علماں و حور کا اک جام تشنگی میں شراب طور کا ٹھکڑے اس طرح سے بدن تیرے عور کا</p>	<p>حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے دیدار کا تو وعدہ وفا ہو گا حشر کو عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر دیکھا نہیں ہے تجکو مگر شوق دید ہے مر کر ملے نجات لمحہ کے فشار سے پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں مزار میں یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے محشر کے روز ساقی کو شر کا واسطہ عریان ادا ٹھون تو دامنِ حمت میں نہ جگہ</p>
--	---

آلفت امیر آل محمد سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

<p>خاتمہ باخیر احمد کی بدولت ہو گیا دنگ شاہین ترازو سے عدالت ہو گیا فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہو گیا شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہو گیا بڑھکے محشر میں کلید باب جنت ہو گیا سرمہ بہر دیدہ عین عنایت ہو گیا دشگیری امن نے کی خوف نصرت ہو گیا میری ہجرتی پہ انگشت شہادت ہو گیا خازن اربع فرس خواب راحت ہو گیا</p>	<p>نام عاصی داخل فرد شفاعت ہو گیا منہ عصیان اڈکے صید باز رحمت ہو گیا زرد روتھادقت پرش پر ہا سر سبز میں گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات آل احمد کی محبت کا چھتا تھا دلین خار عجم گیا تھا دل میں جو مشق معاصی سے غبار واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں بالا کمر اط جس علم کے نیچے پانی فیض حمد سے جگہ دقتا صورت بدل کر نگہ امید یاس</p>
--	--

<p>رفتہ رفتہ نردبان بام رفعت ہو گیا باغ جنت کا قبالہ داغ محنت ہو گیا اس طرح پونچے کہ رضوان غرق حیرت ہو گیا</p>	<p>راستہ تھا اول منزل جو ناہوار پیش قصر یا قوت و زمرہ کی ہوئی آسان خرید تشنگی میں کوثر و تسنیم کے چشموں پر ہم</p>
--	---

صبح محشر جلد چٹکارا ملا ہر کو امیر
مہر کیا چمکا کہ تباہانِ نجم قسمت ہو گیا

<p>اگر ادیس بھی ہو کو چھ چاک گریبان کا تماشا دیکھو پروانوں کی آنکھوں سے چراغان کا کہ چھاپا ہو قضا کے ہاتھ پر خون شیدان کا لو بنگر ٹپک جاتا ہو رنگ اپنی گلستان کا کہ گھر بیٹھے بھلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا مجھ سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا نظر آیا مجھے ہر مور میں جلوہ سلیمان کا بہشت اک پھول مہربان ہوا ہو اس گلستان کا سخی کے گھر کا دروازہ ہو چاک اپنے گریبان کا نہ بیل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہو اس گلستان کا محسن جو مرے دیوان میں ہو نہ بچھ جان کا کہ یہ سایہ بھی ہمایہ ہو اس زلف پریشان کا تصور قید ہو سکتا نہیں بے اہل زندان کا اکیلا سیر کرنا لطف کیا ہو گیا گلستان کا توڑے خرقہ پہ شک ہو جو اپنے گریبان کا سمندر پیر نہا ہے جھیلنا شہاب ہے جہرانی کا</p>	<p>سین ہو فقط یوسف کو اسکے درد مان کا مزدعاشق کے دے پوچھ حسن شکر دیوان کا یہ تیری تیغ نے روکا ہونا کا شہر امکان کا دل پر داغ پر یہ حسرتوں کا خون ہوتا ہو زبانِ حال سے کتا ہو خبر میان سے کھنکر مر سہی سامنے دہن اوٹھا کر ناز سے چلنا سکھت حسن کا ہر موئے خط یار میں پایا مبارتازہ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے سہو کا جذبہ تک نقد جان باقی ہو قالب میں ہمارے کشان و انجم و افلاک کیا دیکھوں کھلے یکدمت یہ مضمون تری بہت خانی کے نہ گھبراؤ دل وحشی سوادِ شامِ فرقت سے خیالِ عیش کر لینگے فلک کے گوہنسا یا ہے ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہو جو گلشن کو اسات و شوخ دعو کے میں اڑائیں بجیاں مینے اچھلتا ہو کلیجاؤ و تباہ ہے دل خدا حافظ</p>
--	---

<p>اڑل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا نہیں ہر کام اس گھر میں کسی ناخواندہ ہمان کا تری دلی گریہ ٹانگہ ہی مہرے زخم بہان کا کہ دو بیاسونین بڑیہ ایک قطرہ آب پیکان کا</p>	<p>ہچے کیا طول محشر ہے غمنا کوئی آنکھوں میں وہاں گور سے آواز یہ کانون میں آتی ہے تڑپ کر دم بھلجائے مگر کھانا نہیں ممکن جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ناوک قاتل</p>
--	---

امیر آئینکے کیا کیا شمع رور اتون کو چھپ چھپ کر
 نیا انداز ہو گا میرے مدفن پر چراغان کا

<p>لگاؤ لعل اسین قطرہ خون شیدان کا چمکتا ہے نفس میں جا کے لعل اس گلستان کا بڑی شکل سے دروازہ ملا شہر غموشان کا کھینچے تودہ وڈ کر منہ چوم لون شمشیر بربان کا کہ چھپ جاتا ہی بدلی میں ہلال اپنے گریبان کا لگاتا ہی ہزاروں برہمچیان سبزہ گلستان کا اوٹھائی اوٹے طین گیا پردہ گریبان کا شبیہ طوق قری ہی دھوان سرور چراغان کا اگر کا سہ بنائیں کا سہ گر خون شیدان کا درخت بے شری یہ اوی اوڑی گلستان کا یہ دل کا ہیکہ ہی کوئی بگولا ہے بیابان کا دیبا قاصد کو پرزہ بھاڑ کر شے گریبان کا قدم بڑھتے ہی ہاتھوں بڑھ گیا دل خرمیان کا مری آنکھوں میں عالم چر گیا چتر سلیمان کا کہیں دامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبان کا</p>	<p>اگر درکار ہے رنگین بھتین تکہ گریبان کا اسیر عشق ہو کر زمرہ سن طایر جان کا کنارہ مر کے ہاتھ آیا ہے ہلو ملک ایمان کا تمھارے یا نہیں کی شان کچھ اس میں بھلتی ہی دھوان اوٹھا ہی داغ آتشین سینہ سے ایسا خیال نظم میں ای گل جاتکھتا ہوں جگوشن میں نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی خوش وہاں عشوق ہو عاشق دکھاتا ہی رنگ پنا یقین ہی بنتے بنتے ہو بال لب خون حسرت سے نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو دل سہرگشتہ میرا دیکھو یوں وہ پری بولا کہان سامان تھا و شست میں کز نامہ یار کو کھتا زخمی شوق شہادت امتحان گاہ محبت میں دم رقص دس پرشی دی ہو گردش پردہاں کو تفوق کئی ہے سرگشتگی غموت فردوسی پر</p>
---	--

وہ دیوانے بین انگھون کے ذرا ایسا کر کردین
جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کتا ہے
نئی تقریب پر یونے بولانے کی ہو دیوانو
ہوئی ہین بسکہ آنکھیں لوٹ اوکی جائز ہی پر
رہ زخمی بین ٹپ کسی چہر کتا اگر تک قاتل

نکالے شیر پر آنکھیں غراں اپنے بیابان کا
وہ اک و ترا ہوا پھاپا ہوا پود داغ ہجران کا
کسی حیران عین عین کدن کزن علیہ السلام کا
نگاہیں کھلتی ہین گیند اوس گویا گریبان کا
دبان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نکلداں کا

بڑے نادان ہین جو لوگ دُرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہر جگہ اک پر وہ نشین کے دور دامان کا
نظر آتا ہو دلیں رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
چھپا ہر عیب عریقی سے رخت جسم انسان کا
کتہیں ضبطِ قحان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
صدایہ قلقل مینا سے مینا نے مین آتی ہے
مگر اڑتی ہوئی پر بیان اور اسے کارا رہے ہے
جنون کے گل کھلائی ہون صبا کو کیا سلیقہ تھا
کیا اظہار و دل کو کھینچا میان سے خنجر
خیال طرہ بندہ جانے نہ کیونکر چور کی صورت
عدم کی جلید یا خاموش جو عاشق ہوا اس پر
مٹا یا پتھر نگین چڑھا جب نگاہوں پر
تراغمنوں ہون او صنعت پر وہ رہ گیا میرا
طلایا خاک مین انکو جان کی برفانی بنے
تعبیب کیا کمال شوق مین لٹا چو مین اس سے

گلا کا ٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا
مراد داغ جنون پویند ہے میرے گریبان کا
لب خاموش سے پیدا ہے صدرہ درد پنهان کا
کرجت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا
ہوا پر جلال پھیلا یا ہی کیون زلف پریشان کا
چمن مین ڈگل صدر پرگ نام اپنے گریبان کا
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا
طلایہ پھر رہا ہی آنکھ مین خواب پریشان کا
دبان بار دروازہ ہی کیا شہر خوشان کا
جمایا رنگ ترا دل سے اپنے بچہ مرجان کا
چھڑایا تو نے دہن دست و دست کی گریبان کا
کتاب خط کوئے مین لکھو گویا گریبان کا
دراشیر نے دھوکا کسی کے جسم و جان کا

اسے کہتے ہیں پاس راہِ اُلفت کیلئے قاتل نہ خان پر جو انکشتِ خانی یار نے رکھی مزان آگے تو دیوانوں کیوں بہم رہتا تھا کمان جانیگے اڑ کر یہ پیر و میری چاواجے نصیب دشمنان قاتل کو کتنا ہو گیا سلید ہوای زہت میں اک حور کے سودا یہ چکا ہے	سیاہ منہ تری تار کر سے زخم نہان کا تو میں سمجھا کہ سہ سید نے قتل شاخِ جلن کا اثر ہے ای پر یہ محبت زلف پریشان کا مجاہدین ہو نگا جا کے درگا در سلیمان کا کہ بل آئینہ دکھلا رہے ہیں چشم حیران کا بیاض صبحِ جنت ہو سوا دانپے بیابان کا
--	---

امیر ایسا شگفتہ ہے جو دمِ داغ سے پہلو
کہ ہر ناسورِ دلِ رخنہ ہے دیوارِ گلستان کا

دکھانا چاہے کچھ بانگین سودا گزرگان کا نچوڑا تار برقی دستِ وحشت گریبان کا جوابِ روضہِ رمزان کی تونہ کو یو جانان کا سنگ نے بنیں گنٹے میں اپنے گوگردا نکا بنا کر آئینہ پر یوں کو یوں خود میں نہ کرنا تھا زمین ہی ایک شستِ خاک صحرے محبت کی ترود کیا ہی نکویہ تو دونا نکو تین اچھا ہے دبستانِ جنون میں جو سبق تھا دس میں تیر نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے کسی عارض کا آئینہ ہوا پنا دیدہ حیران دور آئے تھے تلی دیدہ خورشیدِ محشر میں لبِ بام اوس پر ہی تھے بال کیا چہرے سرکلے ذرا سی چھٹی میں کہیں بھولتے ہو تم ای چال	بہت اب ٹوک کی لیتا ہی ہر کاٹا بیابان کا دیا ہر چند نیلے واسطہ یوسف کے دامان کا قضا چہر کا و کرتی پھرتی یو خونِ شہیدان کا نکل آیا ہو جو ہر صاف شمشیر گریبان کا سکندر کہچہ تو تھجو پاس لازم تھا سلیمان کا فلک چوٹا سا اک میدان ہی دل کے بیابان کا عدو کا زخمِ دل کیا چاک ہے میرے گریبان کا دو ۱۵ کی مخون بر آوردہ ورق ہی سیر دیوان کا یہ منت ہو اگر پوری تو میرے طاقِ نسیان کا دل صد چاک شانہ ہے کسی زلف پریشان کا اگر اوچا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا اوٹھا کر ابر کے پروے کو گویا برق نے جھاکا اسی سے پھیرتا ہے تلو ہر کاٹا بیابان کا
--	---

<p>گھٹائیں غم کی چھا جاتی ہیں پیر ترہ نمجون کے لایا چاہتا تھا ہاتھ سے دوس گل کے ہاتھ اپنا اور تباہی نہیں غصہ کسیدم چشم و ابرو سے خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھوں میں پرتا کر مرے غم میں تیرا آنسو بہا آنکھوں سے حسینہ کے انا الحق بولتی ہیں قمریان حق مرہ کیسا</p>	<p>بلا ہر زخیمہ کلنا آپ کی زلف پریشان کا یہ باعث ہو کہ شل حق نے بنایا عجب جوان کا پریر دیون پہ کیا تمنا ہے سرکار سلیمان کا آیا لاج و صلت کا اندر میرا شام حبران کا کہ ماتم ہو رہا یہ گھر میں پر یون کے سلیمان کا جسے کہتے ہیں داراک سردی اپنی گلستان کا</p>
--	--

کتاب لوح محفوظ اسے امیر اسکا ہے دیباچہ
 سواد غامہ کن قاتلہ ہے اپنے دیوان کا

<p>ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یا رہو چکا ترغیب دی شراب کے پینے کی کیوں اوکو آنکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شیخ بالین پہ میرے کس جیسے کیا ہوا غیب آیا نہ ایک بار عیادت کہ وہ مسیح رہیمیر پاسے صفت سے ہر موح ہو رہا افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب لکھی اب غم وہ کریں بد کریں اختیار سے جب آستان یار پہ حاضر ہوئے ہیں ہم باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام کافی ہے زلف جال بچھا پاتا ہے کس لیے دنیا میں کون غم ہے نہیں جگہ ہمیش دل یاد دہلے چھین لیا مجھ سے یار سے</p>	<p>ہونا جو تھا وہ اسے بہت عیار ہو چکا حق تو یہ ہے میں پہلے گنگا رہو چکا فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا تجھ سے تلخ رہا وہ دل زار ہو چکا سو بار میں فریب سے عیب رہو چکا شاہوں کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا امید غم میں گنگا رہو چکا دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا قاصد کر کو بانہ کے تیار ہو چکا میاں سے کو میں گرفتار ہو چکا آئی بہار خشک ہو گلزار ہو چکا یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا</p>
---	---

سیرا سوال مشکے جو خاموش ہو رہے
اب لب پہ لائیں کیا ارنی صورت کلیم
میں خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا
مشرکے روز وعدہ دیدار ہو چکا

باقی ہو سکے حوصلہ انھارے عشق کا
رسوا امیر کو یہ دبا زار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
دیکھیں جہنم بھی تو بیوش ہوں ہر فرد
سے شوق سے خالق ہو کر حیم اور کریم
آشنا ذکر سے رہتی ہو فقط اپنی زبان
جائے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم میں
نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست لیج
نام چاہے تو نمان ہو نظر عالم سے
آبلہ پانی و بتیابی و سرگردانی
کبھی دیوانہ الفت نہ متا رہا سمجھا
شک نہیں کہ ہر صبح موزون قد یار
ہوش و حشر ہیں اس نشت میں لایا کہ جان
کتنے ہیں زلف مسلسل کی لگو تو تعریف
تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی گھر سے پاس

روز کا تھمتے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا
سیر کیسی حزنے کھینچتے ہکا تھکا کیسا
سیکشو خیر ہے اندیشہ فردا کیسا
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا
نہیں معلوم کہ ہے عالم بالہ کیسا
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا
گوشہ گیر جی سے ہوا شمرہ غنقا کیسا
اے جنون گر میں یہ سامان ہو تو بھرا کیسا
لوگ سمجھانے کو بھاسا چلے کیسا کیسا
پر کر بیچ سے غائب ہے یہ سکتا کیسا
آہو ہے فقیں نہیں ناقتہ لیلے کیسا
دیکھیں اس فن میں مسجد نکویدر طولا کیسا
ارگیا کول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہیں آیا ابھی کنا وہ لہجہ امیر

زائرے سے ہے نہ عالم نہ حوالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
مشرک بھی کون میں اندوم چربی رہ گیا
ہیکار ہے جو نہایت دہریہ نکل گیا
ایکا کمان میں یہ کوسن چل گیا

خلعت پہنے آنے کی تھی گھر میں آرزو
 پہلو میں میرے دل کو نہ اوڑھ کر تلاش
 مرغانِ باغ تکو مبارک ہو سیر گل
 کیا رنگ تیری زلف کی بولے اوڑا دیا
 پیاسا ہوں اس قدر کہ مرا دل جو گر پڑا
 ساڑا جانِ عام گئے پیچھے تباہ ہے
 کانٹوں نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
 کیا شوق تھا بویا و سنگ یار لئے کیا
 ہی سہرہ رنگ خط بھی بنا اب تو بوسہ دے
 منتظر عشق کو جو ہوا و جِ حسن پر
 بد نظر تھی ابھین ایسی رضای دوست
 طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
 صحرائین جب ہوئی مجھے خوش چٹو کی تلاش
 خنجر کھپنا جو میان سے چکا میانِ صفت

یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا
 مہرت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
 کانا تھا ایک مین سوچیں سے نکل گیا
 کا فور ہو کے شکِ خمن سے نکل گیا
 پانی ابل کے چاہِ ذقن سے نکل گیا
 انسان کیا حقیقِ یمن سے نکل گیا
 بلس کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا
 ہر استخوانِ ترپ کے بدن سے نکل گیا
 بجائے تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا
 قمری کا نالہ سر و چمن سے نکل گیا
 کافی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا
 روتا ہوا حساب چمن سے نکل گیا
 اکو سون میں آہوانِ خمن سے نکل گیا
 جو سر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

میں شہرِ پیک کے اہزم سے کیا دو ٹھیکامیر
 بلس چپکے کلمہ چمن سے نکل گیا

وعدہ نہیں ہو مگر کون کس سے فیر کیا
 لائبر سے انقلابِ جانِ پسیدہ کا
 قاتل کے کان تک نہیں پہنچی ابھی خان
 کچھ لکھتے ہیں رازِ نورانی کچھ سنگ و ہما
 کھدے کوئی مہینوں سے دلِ حیات نہیں

صفا ہی سے بانٹ رہے ہیں وہ عید کا
 خونِ حسینِ غارہ ہے ہوسِ یزید کا
 کیوں تیغِ خنجر لگے کو دیا خوار سید کا
 لاشِ اپنی بعد مرگ ہے توشہِ فید کا
 تے سے ہے ہوا رادِ خیر کا

بان ای کلید دار قضا کھول قفل سخت
کشتو نکا کیت کاٹ کو کستی بر تیغ یار
کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
کیا جانتے رہروں کا بھو کیا عدم میں حال
اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
دو رخ میں ڈالے جانیئے جس دہشت پرست
دل میرا اسکے روئے غلط نے چھین کر
اب کی بہار سے مجھے آتی ہے پورے خون

کچھ اس میں گھس نہ جائیگا ناخن گلیہ کا
جامہ نجی پہ قطع ہے قطع و برید کا
دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا
اتک تو ایک نے نہ کما خط رسید کا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا
ناقوس غل چائے گاہل من مزید کا
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ حسنہ مرید کا
آیا ہر لالہ بھیں بدل کر شہید کا

کیونکر کہنوں نہ میں طرف قرب حق امیر
بھندام سے گلے میں سے جل الوریہ کا

آئے جسے پر شوق مجلس کی دید کا
آنکھیں میں اور صفت پر اب ادسکی دید کا
دودھ شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یونش دیکر
کیسی سزا کہ رعب قاتل کے روز حشر
کھینچا نہ ماتہ قتل سے قاتل نے شام تک
آئے تو دو بہادری دو تون ہیں رہن سے
حیرت لے کر دیا ہمیں تقویر پیش یار
وہیلہ ابن صلتی کوثرین میں پوین
پیری میں مجھ سے فجر قاتل گلے ملا

سے کہ وہ طور ڈھیر تھار سے شہید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا
نقشہ جو کھینچا ہو ہمیں نہ تیرید کا
بالائے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا
قالہ گلے میں بھنس کے نہ نکلا شہید کا
مکبیر کتے کتے کٹا روز عید کا
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جہیز مرید کا
لوٹا تیرا نہ ڈالنا لقب گفت و شنید کا
شامی کباب بھن کے بگڑ ہو یزید کا
دیکھا ہے پاند تیرے ہی تاج عید کا

عکسِ شبیمین کھینچے رخسار یا رکی ہم منتظر کہ لائے وہاں سے جواب خط اس غمکو سے مین کٹنگی یوں اپنی زندگی پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھے حال	یہ بھی تو چاہتا ہے کلامِ مجید کا بھیجا ہے نامہ برے خط اپنی رسید کا قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا انشا قیقل کی سے یہ دیوانِ شہید کا
--	--

کس دن نہیں چین چار گدا چار مہمان
رزق اٹھائے امیر سے تو شہ فرید کا

مجلو محبِ بھم کے حسین شہید کا یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا ہوتے ہیں ترسینے سے آغوشِ مین حسین اتراتے ہیں جو لوگ پنکر لباسِ نو تبت بکھے وقتِ صبحِ نہ بالین پر میرے ٹیٹے ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا کرنا ہے شل چرخِ زمانہ بھی پامال گروں تو کیا نہیں مرے اعضا کو خوفِ تیغ گھولیں گے لات مار کے ہم میکہ کے کادر کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون نازک ہو دل مین و غل کی غل مین کیا پیرِ مغان نے مجھ کو سینھا لا تو کیا ہوا یا ملن مین غم سے عشرتِ دنیا تلے ہری مدھی کی ٹیٹان نہیں پر میرے بلبلان قاتے سے ہوں تو صاحبِ غیرتِ نرنگین	کرنا ہی جنگِ قانیہ تک بھی یزید کا جائے شہابِ خون بکے گا شہید کا پھولوں سے مجھ کو ڈھب ہے عرق کی کشید کا ہنستا ہے پاک پیر مین صبحِ عید کا ہوتا ہے آج خاتمہِ گفت و شنید کا تو یزید قبر پر نہیں خط ہے رسید کا مسلک جو پیر کا وہ چلنِ ازمرد کا بل ایک ایک رگ کو ہے جل الورد کا پاپوشِ اپنی کام کرے گی کلید کا کاغذ چارتا ہے یہ خط کی رسید کا درہ ہے مجھ کو ذکرِ عذابِ شہید کا خیر پیرِ دستگیر ہے اپنے مرید کا پہنے ہوئے لباسِ حرم ہے عید کا کیون اپنا ہاتھ مات ہی قطعِ و برید کا دعوتِ قیقل کی ہو کہ تو شہ فرید کا
---	---

اوٹھا دھکے بیٹھنے سے ہوئے کشتہ ہم امیر
نخسہ پھر اگلے یہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اور بیت قاتل کی دید کا
مردہ ہو میکشوکہ ہوا چاند عید کا
یار بستر وہ چادر ذوق خط سے خطمین
جی چاہے جس حسین کا وہ ہے جسے جس دل
دنیا پرست کیا رہے عجبے اگر ننگے سٹے
وہ مست ہوں کہ مینے شب قدر کی دعا
کس گلبدن نے ہاتھ سبر رہے لگا دیا
ہونے نہ پائے غیر بغیر یار سے
اپنی کہیں کہ او سکی سین وقت نزع ہم
سارا صابد ختم ہوا شہر ہو چکا
بک بک کے روز کھاتے ہیں دعا عظمیٰ داغ
لوٹے گی لذت لب شیرین مریدان
شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہیں جدا
صانع بچائے دل یہ جو کھایا ہر دایع غم

ہولی کا رنگ جسکو موسیٰ شیبہ کا
محتاج قتل میکہہ تھا اس کلید کا
گیرے نہ اس نبرات کو شکر نرید کا
سرمایہ کریم ہے توشہ فرید کا
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا
روزے تمام ہوں کہیں دن آئے عید کا
پھولوں کی بیج ہے جو جنازہ شید کا
اللہ یوں ہی روز گذر جائے عید کا
درد اگر وقت ننگ ہے گنت ٹہنید کا
پوچھا گیا نہ حال تھا رے شیبہ کا
سجھے ہیں شاید اسکو بھی توشہ فرید کا
قتل دین پر اوکے ہے دل نہ اس کلید کا
اولیٰ ہے بات پیر سے پیر و مرید کا
یار بچرائے ہو کسی قہر شیبہ کا

جا کر سفر میں بھول گئے ہر کو دھامیر
ہاں اور دوستوں نے لکھا خط رسید کا

اللہ ربے کر صاحب بخل شہید کا
گردن کھینچے نہیں رشتہ بید کا
اس کو بچے کے گھر سے تیرستین ہم

کھاڑے تو زرخیز اور بکائے شید کا
دور اور طائر کا ہے دم بھل اورید کا
رضوان ہے اور وہ بھان کی خرید کا

<p>اوں منجون کو ذوق ہے مے کی کشید کا اک دن کرے گی کا امیر شکیب کا مٹکے کا جملہ جفرین ہل من مزید کا شربت پہ فاتحہ بھی ندے جوشید کا نور و زکایہ زلمچہ خطبہ سہید کا تار اس کٹ میں نہیں دل کی کشید کا ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا کاغذ کو بھی ادب ہے کلام مجید کا اوشے زیادہ دون او نہیں انعام عید کا زر سے ارادہ چاہے زر کی کشید کا نطفہ یہ شکر کا ہے کہ بخت</p>	<p>کرتی ہیں ل کو خون اوں آنکھوں کی تلیان کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہان یار تخفیف درد دل کا کرونگا جو میں سوال ہوا دس بے بوسہ اب شیریں کی کیا امید خط غدار یار کا کیا وصف سیجھے باتیں مری سنیں تو یہ تھن پھیر کر کسا صحراد کوہ کشتہ افست کمان نہیں لیتی ہے بوجہ عارض محبوب کے وہ زلفت حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ کندن سارنگ یار دکھائے جو رخ ہو زرد گنتا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رو</p>
--	--

مقتل سے کم نہیں ہے قلندر ان مرا امیر
ہر کلاک ہے گلوے بڑیدہ شد

خط عارض نے دل اہل رستم توڑ دیا
اس کڑی کا اہل سنا کمان شیشہ دل
اہل مشہور چہاں ترے دیوا ہے
باندھے نیپوڑا ترا ہم دیکھ سکے
واپس آہ میں نابود کیا
نہم دیکھ نہ آئے کوئی درد و

صوفیہ

اور

<p>لام کا خوب الف تہ مقابل ٹھہرا بے بے بے یہ سفینہ لب ساحل ٹھہرا مکتب شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا خذہ گل نہ ہوا شور عسا دل ٹھہرا دیر تک گوش بر آواز سلاسل ٹھہرا جسے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا غور سے کی جو نظر نقطہ باطل ٹھہرا پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مراد دل ٹھہرا زینت باغ نہ آرایش محفل ٹھہرا اک ذراتاقتے کو اسے صاحب محل ٹھہرا تیج قاتل کے تھے کچھ دم بسمل ٹھہرا گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا</p>	<p>مہر زلف قر حور شامل ٹھہرا دیدہ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا کی نظر روئے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا گھٹ محل سے پریشان ہوا ادسکا دماغ بچہ سے قیس جو آیا مرے زندان کی طرف حسن جس نفل کا چکا وہ ہوا باعث قتل خط جو نکلاتی جانان یہ ملا بوسہ مال علم اک نقطہ جو مشہور تھا اسے جوش جنون دور جب تک تھے تڑپتا تھامین کیسا کیسا کثرتِ دلغ سے گلہ ستہ بنا دل تو کیا دوڑتا قیس بھی آتا یہ نہایت ہی قریب "اب تمازت سے مرے سینے میں "نہ ہن تمہارا ہر یہ حال</p>
--	---

"جہ صدارت یلی سے امیر
 "فدا کے لیے محل ٹھہرا

اسے عالم آشنا ہو تر آشنا ہوا
 سرکار عشق سے ہمین غلعت عطا ہوا
 لب خودی سفینہ اہل فنا ہوا
 بدھیمہ و ملکہ نزہت دو تہا ہوا
 سے خوب حق رفاقت دا ہوا
 لاک ڈا لیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھ مجھے قتل کر کے خود
 نر اُٹھ ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوسے عشق
 ہر دل کا سر دھری مشوق سے یہ حال
 ہر لڑکے بعد کیسے پریشان ہیں عضو تن
 یاد کر میں بھولی گئی دل کو طرز آہ
 جب سامنا ہوا دل عشاق کچھ گئے
 یہ منہ سے سبک ہوں کہ نقش قدم مرا
 آئینہ ادس کو کئے دکھایا عجب کیا
 بوسہ طلب کیا تو یہ کتنے لگا وہ تب
 خالی قبح دکھائے مجھے کیون نہ دور سے
 شاید خطا دس تیلی کی طلق تھے حال کے
 بیوقوفان کب بہانہ مرے دل نے ہر رنج
 چاہہ دقن کو چاہ نہ مہر کیا کمون
 ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چپ کے دیکھ نہ
 قاتل ستم پرشت اخف کا تو ڈرنا
 کشتے کی اپنے ٹکڑے سے ترک کچھ خبر
 آٹھون پر ہے جلوہ مشوق سامنے
 انسان کی مرگ دزیت نہیں ہو کیسے ہاتھ
 نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن نک

اور دن سے پوچتے ہیں یہ کیا ماجرا ہوا
 تصویر میں بھی رنگ کس رخ سے اڑا ہوا
 جیسے درخت برن سے کوئی جلا ہوا
 کیا کیا ورق کتاب سے اپنے حیدر ہوا
 کاسے میں اپنے بال پڑا بے صبر ہوا
 گیسو کاعلقہ بھی دہن اثر دیا ہوا
 پڑتا تو ہے زمین یہ لیکن مٹا ہوا
 جلاؤ خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا
 قدرت خدا کی تلو بھی یہ حوصلہ ہوا
 ساقی کا دل ہے میری طرف سے پیر ہوا
 آتھی قید طائر رنگ صبا ہوا
 ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا
 مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا
 آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا
 یوں قتل ہو کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا
 آہا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا
 سے مدون سے سچ کا پردہ
 آئے تو کیا جو آپ نہ آ
 دم میں ہوں گیا

جو آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ

جو داسا ہے امیر کو کیا جانے کیا

خواب یار نے ہمیں مجکورات بھر رکھا
 شکستِ دل کا باقی تھنے غربت میں اثر رکھا
 برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدردہ دل کی
 شائے دیدہ و دل ڈون سیرا شکستِ نین نے
 تمہارے سنگِ حاکم ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ لایا
 جتان میں لڑا اپنے کیوں نہ لجاؤ گنا تاج کو
 نہ کی کئے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے
 غصے سے بروہ میرے آستے ہی معلوم ہوتا ہے
 بڑا احسان ہے میرے سر پہ ادسکی لغزش پا کا
 زمین میں اُن گندم صدف میں ہم ہوئے گوہر
 تھے ہر نقش یا کور گذر میں سجدہ کہ مٹے

کبھی تکیہ اور رکھا کبھی تکیہ اور رکھا
 لکھا اہل وطن کو تھپا تو اک گوشہ کٹر رکھا
 اسے زیرِ قدم رکھا اوسے پیشِ نظر رکھا
 عجب یہ قتل ابتر تھا نہ مگر رکھا نہ در رکھا
 عزیز ایسا کیا مر کر اوسے چھاتی پہ در رکھا
 سلوکِ یاسیابی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا
 کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدموں پہ سر رکھا
 جگہ خالی جو پائی یار کو فیرون نے بھر رکھا
 کہ اوسنے بے تماشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا
 ہمارے طعنے ہر مر کہ میں ہمکو در رکھا
 جان تو نے قدم رکھا وہاں مجھے بھی سر رکھا

امیرِ اچھا گون سے لیا سالی کی فرقت میں

جو برسا ابرِ رحمت جاے سے شیشون میں بھر رکھا

چلا تا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
 وہ ہوں جاننا ز قتل پر گمان ہے جگو گلشن کا
 ترا خضر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
 دیکھئے کا مال سمجھنے کچھ نہیں دیکھا
 دستِ جنوں یا عید آئی ہے
 کتابِ بھانکے گا
 رزمِ بکھے چشمِ دفرنگی
 کہا جو تھا جگو

تو بجلی طوف کر جاتی ہے پہلے میرے خرم کا
 ترانہ بلبون کا جانتا ہوں بولسا رن کا
 کہ یہ غمزہ تو اسے سفاک حق ہی میری گردن کا
 کیا زنگس کی آنکھوں سے تماشا سارے گلشن کا
 گریبان سے گلے لٹے چلا ہے پاک و امن کا
 کھلا رہتا نہیں اچھا ترے کرے کے دوزن کا
 لیے ہیں پتلیاں آنکھوں پہ پر وہ تیری ملن کا
 ہوا مجھ سے تابوت پر شیخ و برہمن کا

<p>میں اک پرندہ نشین صلب عصمت کا زخمی ہون دھڑکی سی کی ہونخو نہر حبی سے خیر ہو یا رب تہ شمشیر قاتل کی ط صرست سے تلکتا ہون ملون کفار میں جا کر شکست کفر کی قاطر تر و دیون پر بار و نکو کمان گلارین کمان تو بین گل گل مٹتے دیکھئے مسکراتے دو دنوں رو دیتے لب جان جس پر سی شین او سنے جانی ہے</p>	<p>مر و زخو نہیں لازم صوف ہر یوسف کو دامن کا کرنیکے سیر گلشن رنگ اور یکا آج سوسن کا وہ بسل ہون خبر سر کی نہ جگو ہوش گردن کا بتوں کو توڑنا ہے ہمیں بد لون میں بچن کا جان ہا نون کمدین ہر ٹکنا نامیرے دفن کا مکین کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا ہوا ہے چشمہ حیوان میں پیدا پھول سوسن کا</p>
---	---

ہلال و بدر دو نون میں امیر ادب کی غلی ہے
یہ خاک ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

<p>کھڑا ہوتا ہوں ستروک کراؤں شمع میں خیال کا جو ساقی دوس ملاں دار گردن کا سوے پشرم عصیان حرز بازو ہو گئی جگو قدم یان پونک کر کمتی ہر بجلی بھی جاتی رہی اوٹا لون سختیان لاکون کڑی بات و ٹہنیں سکتی ہاے تیغ بزان نقد جان اہل جرات ہر وہ شقاق شہادت ہون کی جلاد اگر کرتا نقور سے سن رویون کے یہ غالی نہیں رہتا مسی نابیدہ لب کی ہر کلی جس جگہ او سنے وہ مجر : الفٹ ہون کہ جگو سیر گلشن میں گر نہ ہو ہوا ہر کم میری زراعت پر یکہ : باق کاساتی یکدے میں و زراعت</p>	<p>وہ ہر ہون کہ شمشیر زخمی ہون جا نہ زن کا پڑا پندار گلشن کو دے دوسل گیس کا سمٹ کر گنبد مدفن ہوا مقوید مدفن کا ہنس سبھا ہر چلچلین ہون ٹکنا میرے شمین کا میں لکھتا ہوں شمشیر کا جگر کھتا ہوں ہن کا سبت ہر تیز باز اہل میں نرغ آہن کا گکاتا تازیانہ بڑھکے شمشیر گردن کا ہلا دل ہر پاکر ہے کوئی کج گلشن کا قامت تک و گیا او سن میں ہے پیرا چکنے میں زخو نہر حبی سے خیر ہو یا رب بنے برق غلی دانہ دانہ کہ غل ہے میکشون ہر</p>
---	--

پیلے پورے چمن میں دفن کرنا پاسیے جھکو
کہ ہوں مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوین کا

امیر آیا نظر جب چودہوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہر نقشہ اوسکے جوین کا

سیر اگر میرے سید فانی کی موسیٰ کرتا
آبرو و گرد و تیزی میں جو پیدا کرتا
ہاتھ رکھے میں ادٹھا زخم گلو پر دم حشر
تو وہ تبت ہر تری تخت سے جو ہوتا آگاہ
جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور
نور آنکھوں میں نین نام کو زکس کی طرح
خط نشت لب با نغمہ ^{نغمہ} ای عجیب
اسے اہل دن ترے پیر یا جو ہوتا معلوم
غم اوٹھائے کو بہت تھے تری بند و یاب
جل کے خاموش چراغ ید بھیا کرتا
گو ہر اشک کو میں آنکھ کا تارا کرتا
مجھے ہوتا کہ میں جہلا دکور سو کرتا
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعویٰ کرتا
گردشیں لاکھ ترا باد یہ پیرا کرتا
خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا
خضر سے کیوں نہ ملاقات مسیحا کرتا
کچھ میں سامان تری دعوت کا مینا کرتا
کیا کی بھی اگر اک جھکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیر آجاتے
پیلے میں ترک تمنا کی نتا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا
جہان کسی کا وکادل میں درو مند ہوا
کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
گنگ اشک ندامت گرا ہوا آنکھ سے میں
یہ جو تری تیج کو ہوا مقبول
اصی نے جو ملے کو پیست
کر حسین خیال یا ہر نقش
ہو اسے تند کا جھونکا مجھے کنت ہوا
جلا میں آگ پہ نالان اگر سپند ہوا
درا کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا
خدا کے سامنے تیبہ مرا بلند ہوا
بلکہ وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا
کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا
کبھی سنا ہو کہ عکس آئینہ میں بند ہوا

کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا
نہاں تاک کا ریشہ اسے کند ہوا
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا
پسند اپنی سبے مجھ کو یہی پسند ہوا
جو گرم ناز ہوا میں کیا زمند ہوا
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا
بڑھا جو گیسو سے جاناں مجھے کند ہوا
ہزار بند لقاؤں کیا نہ بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
مختاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا
چھڑک کے آئی وہ زلف سیاہ پر افشان
نہ پوچھ آفتِ خال سیاہ کا باعث
کوئی حسین نظر آیا بنائیں عاشق زار
مزدہ ملا سب جاناں کو استخوان کھا کر
برنگ شمع جلایا یہ سوزِ آفت نے
کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کچنچا میرا
لکھا تھا خط میں جو حالِ نئی چشم حیران کا

امیرِ پاسبانِ طلبِ بے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ مانتے سونے اغنیاء بلند ہوا

دہان زخم سے ہم چوم لینگے اتنے قاتل کا
مگر کھایا ہے چر کا برق نے بھی تنہا دل کا
محلہ چھوڑ دے منک چوہ ہایہ بسین کا
کہ ہر منزل پہ دو کا پرچہ قرآن کی منزل کا
نہیں کھلا اہم شائستہ تین ہر ماتم قاتل کا
وہ بہت یہ نہ اکر ہوتا مرے دل کا
بہت دشوار روزہ رکھ کے طوکر تارِ منزل کا
نئی سوچی گلاسل سے کھواتا ہی سبیل کا
شگون سے مجھ کو مارا راستہ بھٹکا کر منزل کا
کہ قاتل اک جلا دے سر کا قاتل کا

نکا لینگے یہ شمشیرِ بران جو صلہ دل کا
ترشپنے میں دکھا جاتی ہے کچھ اندازِ سبیل کا
عجب کیا ہے اگر گردِ وحشی تھیں دستوں کی کھینچا
سفر میں یاد او کے صحتِ عارض کی ایسی ہے
جبرِ آکشتوں کے کیونکہ وہ ہر قاتل میں حیران ہوا
یقیناً ہی دیکھتا عالم نہین ہے شکلِ چور و کی
کیا تو اب وہ داتا ترکِ عشق میں لیکن
انسا دا دس ترک کو عشاق میں نہ نظر مٹا
جہاں اگر باتک کی آفت کیا برباد آنکھوں نے
نویں نہ کما کرے وہ قتل کیا ممکن

حسینوں کا گھٹایا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
اثر ہے ناتوانی کا یہاں تک بعد مرنے کے
لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قبری
مدد ای سخت جانی فوج کر نیکو وہ بیٹھا ہے
رہ الفت میں بے آبی ذوق کی دلو آفت

گمان مجنون کو اب خمیہ لیلیٰ چمسل کا
کہ رسم بنتے بنتے زائل نجاس مرے گل کا
ہزاروں حسرتیں نکلیں جو دروازہ کھلا دل کا
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پائوں قاتل کا
مسافر کی قصا ہر چاہ اگر چشک منزل کا

اسیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتاے بسمل کا
نشان ای نامہ بر کیا پوچھا ہر قصر قاتل کا
فرشتوں پر عیا زندی سحر اوس زہرہ شائل کا
مزاج ایسا ترش ہے رہا دیر بہم میرے قاتل کا
عجب کیلتن پیسے نہم حامن داد کا ہونا
نکیر عین اک قدوم لینے دو پھر لڑ جگر لینا
الگ یاروں سے بھلاؤ بلایا ہر جو غیر دن کو
زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہر دم
ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت سے
وہ گریبان ہوں رہی بے آب خود لبر زبانی سے
جہانی مین کو غفلت سفر کرنا ہر پیری مین
اتنی بعد مرن بھی رہے شوق ستم فہم پر
کیسے بھٹانے بے نقط کب عالم مین دیکھا
جو پھیری آنکھ غیر دن کو دھا طعت یاروں کو

لگا دیاس بس گردل بھرا آتا ہر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک درمیں چشم بسمل کا
نہ چاہہ ذوق ہی یاد ہوا ہر چاہ باطل کا
پھری دیکر یکسر کھتا ہے باز مرغ بسمل کا
اودھایا ڈھنگ کپ آہستہ سے دست قاتل کا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہوں منزل کا
خداہ فر سے رہتا چاہیے افراد باطل کا
صد امیری کہ نالہ ہے گلو سے مرغ بسمل کا
کہ چلنا دو قدم کرنا ہر طے وہ لاکھ منزل کا
بنائیں کا سہ گر کا سہ اگر کوئی مرے گل کا
ساقیاں کئے کرتا ہر سامان دن کی منزل کا
لگائیں تیر جب تودہ بنائیں وہ مری گل کا
ہنو تا کہیں طرح نقطہ رخ محبوب پر تل کا
تمھاری ہر دم مری نے جمایا رنگ مصل کا

ترقی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہر زوال آخر وہ ہر خو نیز عالم تو جو رکھ دینا ز سے ادھنگلی کڑی اتنی نکر سوا کر گئی کیا قیامت میں اکہی اشک بھرتے تھے اونکی سروا ہوں پر نئی معراج پانی سے بنار گور بنون نے	سوا ہے ایک شب کتب مانہ ماہ کامل کا تو عالم مرغ بسم اللہ میں ہو مرغ بھل کا گہین ادرخت جانی ہاتھ چھوٹا ہونہ قائل کا تڑپنا کس طرح دکھیا گیا اوننے مرے دل کا گولا جواوٹھا قہہ بنا لیلی کے مغل کا
---	--

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو ایسے جانا ہے کہینچے شوق منزل کا

اوسکی حلین سے نہ عاشق کو جبار رہتا تھا سرخرونی تھی جو منظور تو مانسہ دھنا ہو گیا بند درمیکدہ کیا قہر ہوا شوق پا بوس حسینان جو بچھے تھا ایدل چشم ز گس نہ ملی دیدہ آہونہ ملا بھونا تھا نہ بہا رہمن ہستی پر آئے تھانہ سے کہجے کو تو کیا بھر پایا ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا تھی اگر برق تجلی کو نالیش منظور کیون گیا کو پھ گیسو میں جو آفت میں لپٹا تیغ ادسکی جو رہے مجھے کشیدہ تو رہے شاید اوس ترک کے ٹوسن ہی کو رحم آجاتا لن ترانی ارنی گو کو بھی گناہ ضرور تھا اگر فتنہ محشر کو دوبا لا ہوتا	زرد پہ تیرنگہ ناز کے آرہنا تھا دل کو اوس شیخ کے قدموں سے لگا رہنا تھا باب تو بہ کچھ چھوڑ کھلا رہنا تھا نقش پائیکر پیش پڑا رہنا تھا اے جیا بکواؤ نہیں انکو نہیں کیا رہنا تھا رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا جاڑے تھے تو وہیں ہکو پڑا رہنا تھا اپنے عالم میں بہن سب سے جدا رہنا تھا بنکے شوخی تری چتون میں بنا رہنا تھا میرے دنگو سری چھاتی سے لگا رہنا تھا درا من یار کو مجھے نہ کھنچا رہنا تھا نیم جاؤن کو سیر پڑا رہنا تھا عشق کو حسن کے پردے میں چھپا رہنا تھا قامت یار کے ساتھ میں پڑا رہنا تھا
--	---

شل ہوئے شل عصر شب شہر کے پانوں دست ساقی میں مراچی کا گلارہ ہنسا تھا

ساز تاج سے جو دل سوزان کو امیر
ابر غم بکے مری گور پہ چھا رہنسا تھا

کچھ نوجھو دلر با مجھ سے جدا کیونکر ہوا
آشکارا راز سن کبریا کیونکر ہوا
اے سیما میرے دشمن ہوں شفا سے ناہید
وجہ میرت اہل دنیا میں ہر اپنا حال دل
ہوش میں آبدو اس اتنا سنو روتا ہو کون
اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہو پھر محتاج بھی
نازا وٹھاڑیٹھے چھکسن حضرت کون ہیں
پوچھ کے قاتل زبان دینے سے سب سرگزشت
جیسے جی برسوں میں تڑپا تب دلی قفسے خبر
میں نہ مانو نکا کہ دی غیار نے ترغیب قتل
خطا کھاتا سینے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم
لوٹنا دیکھا نہیں جاتا ہے ہو نرم دل
ول اگر ہے صاف کچھ شکل نہیں دیدار یا
میں نہ لو لگا یہ آئینے کا ہر سارا قصور
اوسے گہنی تیج یاں سر تھک گیا قصہ مٹا
چاٹتی ہے کیوں زبان تیج قاتل بار بار
دا و بر مش کو بھائی میری اوکی چھیر چھاڑ

دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا
رہے سو پر دون میں عالم آشنا کیونکر ہوا
تو سلامت درو میرا لا دوا کیونکر ہوا
ایسے بیدر دون میں یہ درد آشنا کیونکر ہوا
نامہ پر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا
تجھے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا
دل اگر میرا نہیں ہے آپ کا کیونکر ہوا
کہتے کس نہ سے بتا میں کیا ہوا کیونکر ہوا
مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
دشمنوں سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا
نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہوا
فرج کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا
دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا
خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا
خلق یہ کیوں پوچھتی ہے ما جبراً کیونکر ہوا
بے شک چھڑکے یہ زخموں میں مڑا کیونکر ہوا
چھیر کر پوچھا مکر رکھا ہوا کیونکر ہوا

الغبت کیو بلا متی مر گیا پھنکرا امیر

سے بڑا جگر مانہ یو چھو فیصلہ کیا کیونکر ہوا

<p>رہ گیا کیا کیا پھر ملک کروم ترے پنخیر کا چلے یا میاں دچھیا چوڑ کر پنخیر کا دام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے پنخیر کا رنگ سفے پر نین جتا مری تصویر کا رستہ جا رو بہ مزہ سے کو چہ زنجیر کا بوجہ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا صورت بیل پھر ملک جاتا ہے دم شمشیر کا جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا پانوں شائے لگاتے گئے زنجیر کا حال ہوتا ہے  سیم دوز سے تیز ہے  پوست کھینچا بایگا میاں آہو گیر کا دل ہے پر دانہ چراغ خانہ زنجیر کا آپ اوڑ کر تمام لے پنخیر کا دے دیا پلے کرایہ خانہ زنجیر کا</p>	<p>کوئی دم بیکان نہ مٹھرا دل میں شیر کا وقت مید آیا تصور جب قضا کے تیر کا زخم دل ہکو پتا دیتے ہیں تیرے تیر کا مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا ہوں وہ مجنون جھاڑتا ہوں اوٹھکے میں ہلکے صبح جب تھا گردوں سجدل نے اوٹھایا بار مشق ہوں بے شتاق شہادت دیکھ کر میری تڑپ رات دن پلوین ہو کوئی نہ کوئی یہم تن دشت و دشت میں چھپے ہیں غار ایسے ہر قدم جو وسیلہ غم کا ڈھونڈتے نہ ہو کیونکر خواب اہل دیوت سے سوا ہے ملجب جرات کی قدر شرمین پائیکا خوش چمن کی انڈیا سنا پھونکتی ہے جھگو اوس گیسو کی نشان کی چمک تو وہ ہر نادک فلکن تیرا بک جابے جو ہاتھ حلقہ گیسو میں پائی نقد دل دیکر جگ</p>
--	---

کس پر پی کی زلف سے شبیہ اور گویا آئینہ

سلسلہ پوچھا کمان جا کر مری زنجیر کا

<p>روتی ہے سڑ پر کمان رکھ رکھ کے پلے تیر کا گیسو سے پچان دھوان ہو خانہ زنجیر کا تہہ نکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا</p>	<p>قالون کو بھی ہوا ماتم تری پنخیر کا عارض تابان ہے شعلہ نالہ شمشیر کا آئینہ سکھتے ہیں آجاتا ہے جگودیکھ کر</p>
---	--

<p>دارنچہ تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا ایک حلقہ ہے مری اور تری ہوئی زنجیر کا توڑا سین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا پاس بجو آگیا قاتل تری شمشیر کا کیا جنازہ آئے گا دان عاشق دلیگیر کا زر گس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا بے تکلف وہ اوگل پڑتا تری شمشیر کا گھس کے اٹھا ہو گیا قط فائدہ تقدیر کا لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا دیدہ جو ہر مین اٹکا آگے دم شمشیر کا</p>	<p>سینہ مجروح مزہ سہل ہوا برہم سے دو نیم طوق مجنون کی گرانی کیا لگا ہرن پر چڑھے توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری شرکان ذول کیا حقیقت و جان کی دوست دل کے قصو کچھ دم آخر نہ اٹھا سخت جانے کا مزہ کیون ہجوم خلق ہو گا حشر میں حیران ہون رنگ لایا جوش و شہت عشق چشم یارین یاد دہ لواتی ہے کیا کیا ہائے بجلی کی تڑپ استدھر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی گرم بازار بیتے تھری باتون سے ہوا مر گیا دیوانہ کا کل زنجیر حرکت نے کہا تھا کیسی بھروسے خدا رکایہ انتظار</p>
--	--

گر و باد آسا ازل سے ہونین وہ وحشی امیر

خاک غربت سے بنا گا کا مری مقبور کا

<p>میرے گلے تھے دوڑ گئے قاتل لپٹ گیا قد مون سے جا دہل سلاسل لپٹ گیا کاٹون سے جا کے آبلہ دل لپٹ گیا مکتوب اشتیاق عسا دل لپٹ گیا زنجیر بنگے دامن ساحل لپٹ گیا رہن سے ڈکے رہر و منزل لپٹ گیا دیوانہ تھا جو دیکھ کے محسوس لپٹ گیا</p>	<p>جو ہر گلی کوچے سے قاتل لپٹ گیا وحشی وہ ہون پلا جو مین نڈان کوٹھ سے اوس ترک کی حشر کا تصور بندھا اگر نچو پھیٹھل ہو گئے فصل خزان میں بھول وحشی تڑا گیا لب دریا جو پانوں سے چمکی یہ کس غریب کی صحرائیں برق آہ لیلی تو محل دل مجنون میں چمکی</p>
---	---

پروانے ننگ و عمار نگر عشق میں امیر
پروانہ شمع سے سہر محفل پلٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہیں کھلتا کھنسا
روکے اوس شمع سے قاصد مراد نا کھنسا
مثل مکتوب نہ کہنے میں ہے کیا کیا کھنسا
اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دے یارب
پھاڑ کھاتا ہو جو غیر دن کو چھپ کر سگایا
برہن ہو مگر نہ میں ہر بیان سوطو نان
وصفت ترخ میں جو سنے شرودہ ہنس کر بولے
لا سکو گے نہ ذرا جلوہ دیدار کی تاب
کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہیں گے منہ سے
خاک میں منہ سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
کیسے تادان ہیں جو اچھے کو برا کہتے ہیں
دم آخر تو بتو یاد خیر اکر نے دو
چلتے ہیں وہ کیسے کہیں نہ کوثر شہبازی ہو
اسے تو تم جو ادا اے کر دو ہم میں
ان حسینوں کی جو تعریف کر دو چڑھتے ہیں
شرق کبھے لیے جاتا ہو بس جانب دیر
ساری محفل کو اشاروں میں لٹاؤ یو جان
کہتے گھٹتے میں رہا عشق کر میں آدھا
میں تو آنکھوں سے بجالاتا ہوں ریشم و جنور

بات کہنا بھی تمہارا ہے تمہارا کھنسا
منہس پڑے اسپہ تو پھر حرف تڑا کھنسا
نہ مری طرز خوشی نہ کسی کا کھنسا
صبح نزدیک ہمیں اونٹے ہو کیا کیا کھنسا
میں یہ کہتا ہوں مرے شیر تر کیا کھنسا
علین غفلت ہو مری آنکھ کو دریا کھنسا
شعر میں نور کی ہے نور کا تیرا کھنسا
ار فی منہ سے نہ ہو نہ سہرا سہرا کھنسا
اب اگر سچ بھی کہیں تو سہرا بھونٹا کھنسا
سچے موتی کو مناسب نہیں نہ بھلا کھنسا
کہ ہو بڑا بھی تو او سے چاہے اچھا کھنسا
زندگی بھر تو کیا میں تمہارا کھنسا
میر حاصل ملے ملے کیسا کھنسا
لب عراب کے نام خدا کیا کھنسا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھیں اچھا کھنسا
میرے اللہ بجا لاؤں میں کس کا کھنسا
سیکھ لو چشم تنگلو سے لطیف کھنسا
جامہ تن کو مرے چاہنے نہیں کھنسا
آپ سنتے نہیں کانوں سے بھی میرا کھنسا

چستی طبع سے اوستا کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کننا

قدوم قاصد جانان سے مخزن خانہ ہوا
حصہ سے طرہ مضمون مرا ایگانہ ہوا
ہبانہ جو ہے خدا کے غفور کی رحمت
ریاض دہرین پوچھو نہ میری بربادی
کمان حسن نہ تھی آشنائے تیرا دا
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا
ہو نہ غیر کا احسان پس قاصد شکر
پڑا جو سائے گیسو تو وہ کمرچسکی
نشان عجب گاہ وحدت میں
جنون کا تھا کہ بوی گل آئی
گھڑی بھرا ایک طرح پر اسے قرار نہیں
ہجوم رنج ہے دنیا رواں غشتے ہیں
یہ بدحواس کیا شوق جہہ سانی ہے
زمین اوٹھائی یہ نالوں نے سر پخت ہو

قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا
عدو کے خندہ دندان کما سے شانہ ہوا
بے یونزع میں آنسو او سے بہانہ ہوا
برنگ بوا دھرایا او دھر روانہ ہوا
کناوک غم الفت کا میں نشانہ ہوا
او دھرایا کہ او دھر داخل خزانہ ہوا
غبار اوٹ کے سر قبر شامیانہ ہوا
ڈھلا جو کاندھے سے آپل تو در شانہ ہوا
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا
سمت ہوش رکا تھا کہ تیار کیا نہ ہوا
مزاج یا ربھی حق میں مرے زمانہ ہوا
جگر کا چاک نہ ٹھرا درخزانہ ہوا
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل میں گور کے بھی نہیں
بیان سے آگے الٹی کدھر روانہ ہوا

امیر لا کہ ادمر سے اودھر زمانہ ہوا
سرنیاد کو تیرا ہی آستانہ ہوا
ہو افرغ جو مجھ کو غم زمانہ ہوا
وہ بت وقایہ نہ آیا میں، ہو خانہ ہوا
شراب خانہ ہوایا قارخانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر میں چرخ خانہ ہوا

<p>امید جا کے نین اوس گلی سے آنکی ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے ترے جمال نے زہرہ وہ دور دکھلایا کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوے پامال فروغ دل کا سبب ہو گئی بجی جو ہوس جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت صد سے زہرتن آسمان میں پھیل گیا چنے مینوں ہی تنکے غریب بلبیل نے خیال زلفت میں چائی یہ تیرگی شب ہر یہ جوش گریہ ہوا میرے حید ہونے پر نہ پوچھنا ز دنیا زاد کے میرے کب سے ہیں</p>	<p>برنگ عمر مرانا مسہر روا نہ ہوا کہ برق ویل میں تقسیم دانہ دانہ ہوا جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا اگر ہوا آنکھ سے آنسو ڈر یگانہ ہوا جو اپنی کشت میں سر سبز کوئی دانہ ہوا مگر نصیب نہ دور و ز آشیانہ ہوا کہ خال چہرہ زنگی چہرا غم خانہ ہوا کہ چشم دام کے آنسو سے سر سبز دانہ ہوا یہ حسن و عشق تو اب سے زمانہ ہوا</p>
--	--

اوٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبر و پائی

امیر ٹوٹ کے دل گو ہر یگانہ ہوا

<p>کس ترک سے دیوان آیا اوس رخ پر نور کا مل گیا بوسہ جو اوٹھ کے عارض پر نور کا رنگ داغون میں مرے پیدا ہوا ناسور کا رفتہ رفتہ راہ پر لانا ہے واعظ کو ضرور آؤں کیا فردوس کی روان میں نازک طبع ہوں ہر قدم پر وادی وحشت میں کتابیہ دل کہ قدر کبھی شقت کو کہاں نے عشق میں</p>	<p>آگے آگے سیکڑوں اکامت شمع طور کا ہم یہ بکھے پھول ہاتھ آیا منال طور کا اب کلیجا ہو گا شند امریم کا نور کا لیچلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا نازا دھینگے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا المردے شوق منزل سے ایرادہ دور کا کچھ نہ رہے شیریں بڑ عادی دل پر مزدور کا</p>
---	---

<p>اگر حسین کیا تھو ہر پونہ کا جو تیرے منہ چڑھیں بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہو جزا ہوں وہ میکش باغبانِ نور مجھے پر پہ لگا بار دینا جسکے سر پہ ہے اسے راحت کمان چاہیے دینی ہوا میں اس کو آؤ سر دکی کب کی آپ کی قیامت یہ مرا احسان ہے وادیِ امین میں تھی برقِ تلمی بجایا روزِ خلعت سے دین پر یا ہر اسکتی نہیں خیر جاری کا جو ہے اسے حضرت واعظ خیال</p>	<p>دیکھ کر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا ہی بڑی سرکار حق رہتا نہیں مزدور کا ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا چور رہتا ہے شقت سے بدن مزدور کا جوشِ خونِ گرم سے آیا ہو منہ ناسور کا بند ہے دم میرے نالوں کی بدولت مور کا حیرتِ موسیٰ تھی پر وہ جلوہ گاہِ طور کا کتے ہیں جنت جسے ہو قید خانہ حور کا وقت کر دو مول لیکر باغِ اک انگور کا</p>
---	--

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا امیر
 باہر آجاتا اگر دامنِ شبِ دیوچور کا

<p>کیا تیرے کسے کسے کا جس چور کا داغِ سینہ مل اوتھے منہ چپک گیا ناسور کا ہر غضب کا شمع وہ بت ہو جو محبت ہو گھڑی بیٹھا ہوں صف لکھنے اسکے مسنِ صاف کے دردمندی اس کو کہتے ہیں کہ روزِ مشر بھی میکش مفلح ہوں پہلے تجکو سے ساتی شراب سے پیئینگے آج ہم ساتی تکلف ہو مزدور عمر گزری ہو کہ دم بھر کو کہیں جاتے نہیں عاشقِ شریکان ہوں تجکو نوش سے بڑ مگر نوش نم منہ سے شبنم کے داغ نہیں کچھ زاہد و</p>	<p>لوٹنا آنگون میں پھر جاتا ہی برقِ طور کا دیمان بھی آیا جو دل میں مرہم کا نور کا چکیان لے لے کے زانو لال کر دے حور کا شمع کا فوری سے روشن ہو کنول بلور کا رو دیا میں دل بھرا تاسکے نالہ مور کا دل بہت ہوتا ہے ٹھوڑا مردِ بقیہ ور کا جامِ ہیرے کا ہو خم تر شا ہوا بلور کا گھر مرا کیا قید خانہ ہے شبِ دیوچور کا لطف اٹھاتا ہوں میں چھتا پھیر کر زنبور کا تام ہی سنتے ہو منہ دیکھا ہو کس دن حور کا</p>
--	--

<p>جب بلندی پر پڑے دیکھے کہیں ہو گور کچھوں اور خضر ندون کو کچھ شکل نہیں مگر دراز جلوہ حسن اتنی ادیر پتھر اسے ظلم گویا بھی بے گور کن غیر ہو سکتی نہیں آدمی کا منہ ہو جو دعویٰ فدائی کا کرے ہم وہ میکش ہیں کہا پیر پھان فی جہد مرگ تو نہواے یار تو جنت جہنم سہ سبھے</p>	<p>ڈھیر مجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا آپ جو ان گر نہیں شیرہ تو ہو انگور کا آپ کی گرمی لئے چمکایا ستارہ طور کا کون سے گھر میں گذر ہوتا نہیں مزدور کا بوسے ہیں آپ حضرت نام ہو منصور کا ہو مزار انگور کے سایہ میں اس مغفور کا تھکاو کھلا کر نہ دکھلائے خدا منہ حور کا</p>
---	---

عبرت اہل دول منظور ہے جگہ و امیس
 بھیک بھی مانگوں تو کا سہ لون سہر مغفور کا

<p>جیسے پاند جاہر تصور اوس رخ پر نور کا بخت واثون سے جگہ کیوں مل شمع غرور کا اس قدر شائق ہوں زاہد خدا کے نور کا تھکوا لے گھر میں جنت کو جلا یا رشک سے گور کا فرکس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر حسن پوست اور تیرے حسن میں اتنا ہر فرق قصر تن بگڑا کسی کا گور کن کی بن پڑی چہرہ جانان سے شرما کر چپا یا خلد میں حاجت شادا کیا رخسار روشن کے لیے زلف دروے یار سے نیرنگ قدرت ہو عیان خاکساری کو جو ہو منظور آنکھوں میں جگہ غافلون کے کان کب کھلے ہیں سنکر شور و شر</p>	<p>سارے گھر میں نور پھیلا ہے چراغ طور کا مرہم کا فور سے منہ آگیا ناسور کا بت بھی بنوایا کبھی سینے تو سنگ طور کا ہم قبل جیتے جہے پہلو دایا حور کا پڑ گیا سایہ گھر سیری شب دیو جور کا پوٹ یہ نزدیک کی ہو وار تھا وہ دور کا گھر کسی کا گھر پڑا اگر سنگ گیا مزدور کا غافلہ تقدیر نے کینچا جو نقشہ حور کا دیکھ لو گل کا شتا ہے کون شیخ طور کا صبر کے پنجہ میں ہے دامن شب دیو جور کا خاک ہو کر تیرہ جاتا ہے پتھر طور کا سونے والوں کو جگا سکتا نہیں نعل و درک</p>
---	--

یو چہ لینا سب طن کا سال اے اہل عدم عجز کرتے ہیں عدد جان کے بھی فاسان حق موت کیا اہل تپ فرقت سے صحت ہو گئی موزیوں کو حادثوں سے دھڑکیا خوف ہے پشیم سا غریب سبب ہر دم لوروتی نہیں جاتے ہیں بخت عالم سے ہم سوی عدم کی نظر جیسے کہ ورت سے رہا خاموش وہ جلوہ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر	بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہوں اٹھا دو رکا تھک گیا سر آ کے پاسے دار پر منصور کا دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا بارش باران سے گھر گرتا نہیں رنجور کا بچپن سے ساقیاد دل بھٹ گیا انگور کا کمد واز خود رفتگی سے ہزارادہ دور کا سے اثر گرد نگاہ یار میں سینہ دور کا کر مک شب تاب میں عالم کی شمع طور کا
---	---

مر کے یاران عدم کے پاس پونچھنگا امیر
چلتے پلتے جان جا سکی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال پہ کیسا گرجا آواز سورنٹے کما دل بے قہرین کتے ہیں آسمان جو ہمارے مکان کو ہم جاگو نہیں یہ خواب کا موقع مسافر تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجائے قصر ہیں ہم تو شادمان کہ پو خط میں پیام مل جگو نہیں جو آتش محبت کمان بگھے نظرت ہی یہ خوشی سے کہ اشک پڑ کر پڑے	اگلے پہر کے ساتھ ہی پھلا پہر بجا کسکی برات آئی یہ بابا گرجا کنا ہے آفتاب درخت اور قمر بجا نقارہ تک بھی کوچ کا وقت بحر بجا زر دار و نئے کو کہ کرین صرف تری بجا بنلین خوشی سے تو بھی تو ای زمانہ بحر بجا تالی نہ ایک ہاتھ سے اے پیچہ بجا ہمراہ قندریہ کے بھی باجا اگر بجا
--	--

جائے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوڑے تھے ہم سر این کہ کوس سفر بجا

یو ایہ خوش شب ہر دیدہ تر کا	چراغ دیدہ ماہی بنامے گھر کا
-----------------------------	-----------------------------

ورق سیاہ کروں آفتاب محشر کا
خزانہ دیدہ گریان ہی حوض کوثر کا
ہر ایک حلقہ ترے گیسو سے منبر کا
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ چیمبر کا
پیمانہ دانہ کبھی آسیا میں گوہر کا
ہمارے روضے میں ہو فرش سنگ مرمر کا
کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا
اڑھا گئے تھے ہن کوڑا فقیر کے گھر کا
زیادہ دیر نہ کرو واسطہ پیمبر کا
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا
چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا
ہمیشہ حال پریشان ہو کیسا گر کا
مقام خوف نہیں شیر ہو جو پتھر کا
نہ پانون کی خیرا و نکو نہ ہوش ہر سر کا
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا
غضب ہے شیشہ اڑھا تو جو بوجہ پتھر کا

لکھوں میں حال جو اپنے خط مقدر کا
یہ سسکی یاد میں رویا کہ آبر و پائی
حصار امن ہے جسے سیاہ کارون کو
عیان ہر رجبت خورشید اور شق قمر
جو صاف دل ہیں اوھین جھجھک سے پرمان
صفا سے دل کا ہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہو ایہ کس قدر موزون کا باغ میں جلوہ
عبث ہو ناز متول پران امیر دن کو
شائب کو چہ جانان کو ہو روان قاصد
زبان پہ نالہ ہے جب تک نہیں شک بھی طاری
جو کام آئے پس مرگ بھی کیسا ہنر
حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
جمال جلکے سراپا تھے نور کی صورت
غریز کر کے فلک کر رہا ہے غلو ذلیل
کہان یہ سختی عالم کہان دل نازک

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب کے کام

امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

سارے کی بھی دیکھا ہے غائب بدن ہوا
جس گل پہ بنے رنگ جسایا چمن ہوا
تن پہ یمن تو پیر یمن اپنا کھن ہوا

یہ زلف منعت سے احوال تن ہوا
جس پنجہ لب کو چھیر دیا خندہ زن ہوا
انگل کی طرح نیست تندہ رنج تن ہوا

یہ موٹگا فیوں سے ہوا شاعر و نکی تنگ
آوارہ میں ہوا جو جگہ دل میں ستے کی
دنیا کی تسخیر تھی کہ تماشا طلسم کا
احوال گور و تشرنوبل جھپٹہ کھل گیا
دکھلا دے اے رب آج تو بہر خدا وہ شان
رخصت کی وقت روکیے اوس تمہ پر رکھکے منہ
غیروں کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
مدد شکر قوت اتنی تو جگہ فلک نے دی
فلوت کدہ قاتل گرا ب شکل آئینہ
کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا میں غریب
پہلی نگاہ یاس میں تو کاہنے لگا
مٹیا دہم کمان کا وہ تماشا ہے گل کمان
افشاے راز تا ہنوز یاد پر کہ سین

علم خدا میں جا کے مہمان وہ دہن ہوا
تم آئے اپنے گھر میں غریب الوطن ہوا
جھپکی لپک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا
خلوت سے جب وہاں طرف انجمن ہوا
شیخ حرم پکارے کہ میں برہمن ہوا
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ و دقن ہوا
اک حسرتوں کی پوٹ ہمارا کفن ہوا
ہاتھوں سے میرے چاک مرا پیر ہن ہوا
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا
پھر دیکھنا نصیب نہ مج کو وطن ہوا
اے ترک آج کیا وہ ترا بانگین ہوا
روٹی کو نگاہ ہو نہ کر چپس ہوا
رندوں میں دخت زر کا لقب جان میں ہوا

نغم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہوں نصیب مجھے تب کفن ہوا
چھیڑا جو بیٹے یار کو گرم سخن ہوا
کا فریدل کے بیس سوارا ہزن ہوا
شکل وطن نہ صورت اہل وطن ہر یاد
مجھ مست کی ہر باتہ ترے یارب آبرو
لایع تھا واسطے ہی سے ذوق سخن سٹلے

جب رہن می فروش کے گھر پیر ہوا
پیدا می زبان سے اسکا دہن ہوا
پتھر بنا ہوشیشہ تو تو بہ شکن ہوا
مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا
بتق کو کریم جان کے تو بہ شکن ہوا
اس سے میں ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

اس گھر میں جو گیا وہ غریب الوطن ہوا
 پتھر ہوا جو شیشہ تو تو بہ شکن ہوا
 گولر کا پھول یار کا سیبِ ذوق ہوا
 اس واسطے عطا نہ تون کو دہن ہوا
 کیا صرف کار خیر مرا پیسہ بن ہوا
 نظارہ جمال سے بت برہمن ہوا
 تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا
 غربت میں مہمان جو خیال وطن ہوا
 تو آگئی بہار میں تو بہ شکن ہوا
 ہم آئے کیا سفر میں کہ خالی وطن ہوا

سو عکس آئینے میں پڑے اور مٹ گئے
 مٹی نے جام نیچے اوڑائے جہان کے ہوش
 اب سیرِ باغ وصل کمان اور ہم کمان
 رکھنا تھا پاک پریش روزِ حساب سے
 چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوسمن شراب ناب
 طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
 تارِ نگاہ و تارِ نفس سب ہوئے تمام
 روئین لپٹ کے خوب مرے دلی حشرین
 واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزانِ تملک
 اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے

خلوت میں تھا تو شاہدِ مہنی تھا میں امیر

خلوت سے انجمن میں جو آیا سخن ہوا

جو گلِ نیا تھا جامِ شرابِ کمن ہوا
 برہم تمام سلسلہٴ انجمن ہوا
 برگِ شکوہ پنبہٴ داغِ کمن ہوا
 کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا جان ہوا
 تھے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا
 افسوس ہو کہ میں نہ تھا پیرِ مہن ہوا
 یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا
 زاہد کہا کیا میں نہ تو بہ شکن ہوا
 یوسف کا پیرِ مہن مرے حق میں کمن ہوا

سورنگ سے میں ست بہارِ چمن ہوا
 باہم جو ذکرِ زلف شکن در شکن ہوا
 آئی بہارِ پھر مجھے شوقِ چمن ہوا
 کس سبزہٴ رنگ پر نہ نشین کا تھا شینقت
 اب شکوہٴ دل کا متین کو
 رہتا رہیہ خلوت و خلوت میں غمِ بغل
 اب کا سفرِ دل کے کہ نہ دیکھو نگا پھر وطن
 غمِ حوی فراس میں ایسی شراب سے
 یقیناً کئی کئی آنکھیں مزار میں

<p>اللہ درے پاس خاطر غربت تڑپ گیا جو رُسپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل منون ہوں میں زمین کا بھی آسمان کا بھی اجاب اپنے اپنے گمروئین ہن محو عیش مٹیا و قید میں مجھے کیا خواہش چمن یلی کے نائقے کو جو کیا ساربان نے تیز لکنت بنین فراق شرانہ گوار ہے مٹی ملی جو اوٹنے ہوا بد گمان میں</p>	<p>سندوخت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا بیدار دیا تے ہن شگفتہ چمن ہوا حاصل بیان سے گورو بان سے کفن ہوا کسکو خبر کہ کون غریب ا لوطن ہوا جہاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا سینے میں لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا لب پر رکھا جدا جو زبان سے سخن ہوا بوسے لیے یہ کسے کہ نیلا بدن ہوا</p>
--	---

راتوں کو کی امیر یہ ذکرِ خفی کی مشق
 دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

<p>مر کر علوق در سے عریان بدن ہوا دل عشق میں یہ جاذبِ رنج و محن ہوا کس کا رخ صبیح یہ پر تو فگن ہوا دشت شکار میں جو وہ ناوک نکلن ہوا چارہ غم فراق کا کیا ہے سواے صبر ممنون چادر گر نہ ہوا میں ہزار شکر اللہ رمی صفائی طبیعت کہ جد مرگ آہر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم یاد پہلی رنج روشن جو دل میں بھتی ایسا ہوا ہے اب تو لہانے کا خون سفید اختلاسے راز و ہجمن ہر رنگ گل</p>	<p>جو بدن میں قدسیوں میں تبرک کفن ہوا ماتمذہب داغ دل بھی حسد و بدن ہوا آئینہ و اراک تک تہہ زمین ہوا بن کیا فرشتہ بھیس بد لکر ہرن ہوا کٹری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا ہر داغ تازہ مرہم داغ کمن ہوا گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا پھان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا آیا جو مثل ہاتھ میں در عدل ہوا پوچھو مٹنے سے چاک مرا پیر ہن ہوا</p>
--	---

سیلا ابھی تلک نین میرا کفن ہوا
 منہ بند کیا ہوا میں سہا پا دہن ہوا
 تازہ نگاہ زلف شکن در شکن ہوا
 مشہور فضل اشک مرا صفت شکن ہوا
 دست سوال جادہ راہ سخن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
 نالے بدن کو توڑ کے نکلے رنگ نے
 قسمت کے پیچ دیکھ ان آنکھوں نے اس قدر
 پلکین جو گرے غم فرقت سے گر گئیں
 نکالی تو دی سوال پر اس نے ہزار شکر

بارغ جان میں طائر مضمون تھے اسے امیر
 جس دامن میں پھنسے وہی انیا وطن ہوا

بجلی کا کوئٹہ صائب مجھے تلوار ہو گیا
 یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا
 مین نام حور کے گنگا رہو گیا
 گل بلبلوں کا غنچہ منقار ہو گیا
 جگنو چمک کے شمع شب تار ہو گیا
 جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا
 سجدہ کا تار ہاتھ میں زنار ہو گیا
 خامہ ہمارا شاخ و ثمر وار ہو گیا
 ثنابت جو تھادہ کو کب سیار ہو گیا
 چاک جگر سے دا در گلزار ہو گیا
 سون کا بوجھ سایہ دیوار ہو گیا
 کشتی مرا سفینہ اشعار ہو گیا
 قاصد بھی مکے راہ میں پیار ہو گیا
 طوق گران گلے کا مرے ہمار ہو گیا

بے یار برین میں ول افکار ہو گیا
 قیدی جو تھادہ دل سے خریدار ہو گیا
 اولٹا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
 درد زبان جو وصف سخن یار ہو گیا
 خواہش جو روشنی کی ہوئی فلو جہر میں
 کیا دادی جنون میں ملا جگو بخت پست
 کھڑا آتشا کمان پر کوئی مجھ سادہ سرا
 بادام چشم و سنب زخم زبان کے وصف ہے
 گلیوں میں اب تو پھر نہ لگا ہے وہ ماہر
 گلگشت باغ کی جو جنون میں ہو رہی ہوا
 احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا ہوئے
 دہاے تپتی میں نہ ڈوبا میں جہر
 بے جیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
 اور ترانہ یہ گذر گئی فصل بہار بھی

<p>لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ کی جس راہرو نے راہ میں دیکھا ترا جمال</p>	<p>عالم تمام دادی پر خار ہو گیا آئینہ وار پشت بدلیو ار ہو گیا</p>
<p>کیونکر میں ترک لغتِ مرگان کروں امیر منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا</p>	
<p>یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا وہ گھر جو گر پڑا تو یہ قیصر ہو گیا قیصر بامِ خسانہ زنجیر ہو گیا جگنو شرار نالہ شبگیر ہو گیا یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا میں لاغری سے خسانہ تصویر ہو گیا سکھایا میں کہ قیصر تصویر ہو گیا ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا لو بے گناہ موردِ قہر ہو گیا موتی محلِ بہشت میں تمسیر ہو گیا عقا کا دامِ گس گیسر ہو گیا اب شاہی جوان ہے تو میں پیر ہو گیا</p>	<p>آنسو زمین پہ آتے ہی قیصر ہو گیا پہلے تو ایک صفحہ سادہ تھا آئینہ بر بادِ قصہ تن جو ہوا بنگئی لحد ہم و شیونکی پانوں سے اور کرجی خاک افشان کے ہر مین جو چمک یا د آگئی دل چسپس گیا جو اس کے خط سبز تک گیا گردش ہی ہزار زبان سوزنا آفت کروں وہ طالبِ فنا یوں بنا جب کوئی نکل عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان آئینہ جمال سے سکھتا ہوا بے زاہد ہوا بہشت میں مجوس دامی اوس حد کی گلی میں ہوا آنسو دیکھا ڈھیر ہم کو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف چپ میں جوان تھا تو میری شاعری تھی پیر</p>
<p>بخت سیہ مرا جوازل میں بنا امیر صوف مراد خامہ تقدیر ہو گیا</p>	<p>بخت سیہ مرا جوازل میں بنا امیر صوف مراد خامہ تقدیر ہو گیا</p>
<p>ہر شگاف زخم دروازہ بیت اللہ کا</p>	<p>دل مرا کس ہو یا رب کس شاد گاہ کا</p>

<p> شمع کے مانند دل تپا ہر شگ و آہ کا سر نہ سجدے سے ادھیگا بندہ درگاہ کا تو تپا ہی پوچھا ہے اتک ادسکی راہ کا ایک عالم ہے محبت میں گدا و شاہ کا وہ بھی اک میدان پر میری شادیت گاہ کا کون چکر کما سے پردیر و حرم کی راہ کا بنگیا پیکان سمٹ کر تیرا پنی آہ کا تب جا نہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں گمراہ کا خلوت دل ایک مجرہ ہے تری درگاہ کا سرو نگر قبر سے نکلا ہے صبح آہ کا بت ہی ہیں جو کہہ ہیں آگے نام پر اللہ کا دیکھے چلیے تاشا اس تاشا گاہ کا چاک ہی ہونا ہے اچھا جائے کوتاہ کا مال اپنا جان ساتی اپنے دو تنخواہ کا اس دوطن نے منہ نہیں دیکھا کبھی نوشاہ کا </p>	<p> حال روشن ہر پارے مدد نہ جانکاہ کا پاسے امتغنا سے تم ٹوکر لگا دو گے ہزار رند مشرب کب کے پونچے یار کے گمراہ کا عشق شیریں میں نہیں فرما د بھی خسرو کی کم عرصہ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے بجھے کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار سے ضبط غم کا دشنے تیرے دل کو تو وہ کر دیا فکر رہتی ہے یہی دل میں کیسے گم کرین منتظر حشریم اک تاشا گاہ ہے تیرا صنم کیا ہی سوز و ن سے طبیعت عشق قدیم بوجہ درمیں حسن کا طالب ہی تو اسے زائد اگر ہم کمان نیا کمان کہ یوں ہی دلین آگئی جانے بھی دو جان چھوٹی مدد نہ ہستی ہو آج دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف بر طرف آرزو اپنی مطلب سے کہی واقف ہوئی </p>
--	--

اگر کسی دل سے کوئی وحدت کے عالم میں آئیں
 دیر میں جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

<p> رتبہ دیکھو عشق کی سہکار عالیجاہ کا خوف ہو گرد و دن کو چلائے نہ خرمن ماہ کا ایک تہی و فون کی منزل پیر تھا کہ راہ کا نوکری کب کی کہ دعویٰ ہو اسے تنخواہ کا </p>	<p> حسن اس شوکت پر پھرائی ہو اس درگاہ کا بے طمع اوٹتا ہے شعلہ میری دو دہ آہ کا شیخ کیسے سے گیا اس تک برہمن دیر سے ہر جینے نعمت لجاتا ہے کہ کچھ زور برتن </p>
--	---

ہر مریر کلک میں اپنی یہ جان بخشی کا فیض
جا پہونچا عیش تک و منفعت کچھ مشکل نہیں
ہر گلی اپنی نظر میں کو چہ محبوب ہے
اپنے در سے دور لیجا کر عیش کرتا ہی قتل
کچھ نہ بکھے ہونہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہے
ای معلّم تیر ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
میں اگر کانٹے دکھاتا ہوں زبان کی پلیر میں
آج سے کینون تو آتے آتے موت چاہیے
کیجئے غم دور و زہ عشق ابرو میں بسر
میرے دل کے آئینے میں تمہو جو دیکھے برہن
مر گیا ہوں اُلفت قاست میں آہیں کھینک
رو سے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر موت

پست آوازہ ہو جس سے قم باذن اللہ کا
ہاتھ آجائے ذرا بھگو سارا آہ کا
جیسے ہر آنکھوں میں سرمہ اسکی گرد راہ کا
سردہن ہو چنگا قاتل بندہ درگاہ کا
نام تھے سن لیا ہے زاہد و اللہ کا
دیکھ ہو جائے نہ بسل مرغ بسم اللہ کا
دیکھتے ہی شک ہو جاتا ہے پانی چاہ کا
منفعت میں مشکل ہے دے لب تک آنا آہ کا
قطع کرنا چاہئے شمشیر سے اس راہ کا
نقشہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ تہ آہ کا
سرخ آئند میں ہے بار بار ہن شاہ نگاہ کا

ذکر حق میں ب حوادث سے ہوں محفوظ ای میر
رو صابر امن گنبد بکوب بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
تالیب ریا ہو دیدار ایک رشک ماہ کا
خوب ہو ہندی رچی خوش شید ناز کی
فی الحقیقت غوطہ بھر فنا ہے لا الہ
صبر دل میں تجربے یوسف کو کیا ہر بادشاہ
استقرار دل پر تصرف کیا سبب کون ہیں
بیسلو کر قص پاؤں طفل نما ہو لوٹ دل

مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا
رزق ہا ہی کیجئے لک لک کے نام اللہ کا
خبر قاتل یہ عالم ہے کشت نوشاہ کا
سے ادھر لڑا میں مجبور سے ذکر اہل اللہ کا
اے پروردگار تو دیوانہ ہوں اپنی چاہ کا
بک گیا ہے کیا تونکے ہاتھ گمراہ اللہ کا
اب شاد نگاہ میں عالم ہے بار نگاہ کا

<p>منزلین طرہوں تو حج حائل ہو بیت اللہ کا رہروراد عدم کو بھی خطر ہے چاہا کا بیچ مثل مشور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا لوٹتا ہے لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا بات وہ کیے بھلا ہو جمین خلق اللہ کا حیف ہی پیاسا جو رہ جائے کبوتر چاہ کا بنگیا سرو کنار جو الف اللہ کا تہ کو جب پونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا</p>	<p>حق ری پاس ہے تو نہ تھا دو دولت سے گذر دیکھ کر نات و کراش تبت کی آتا ہے خیال ساکن مسجد ہوا جا کر بھجا جو سر و قد حق عارض کر رہا جو حسن عارض کو تباہ صمیمت اجاب یاد رہا بار یا سرکار ہو پیاس شیدائز تمدان کی بھجنا چاہئے آنسو دکا جوش یہ ذکر اکی میں ہوا لوہر مقصد ملا کبر سخن میں ڈوب کر</p>
---	--

نوریا دیدہ دل کو خدا بختے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

<p>ہچشم ابر کیون خڑہ تر سے ہو گیا ہو کشور عدم میں خدا جاتے سیر کیا اب بلبلیں چمن میں کمان آگئی نوزان آیا عرق تو اور بڑھائی صفا سے جسم آخر ہوئی خیال خط سبز میں جو عمر پتا شرار آتش گل سے نہ آگیا خس پیری میں آئی موت جوانی گذر گئی ما تم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا</p>	<p>تھوڑی سی آبر و مٹی سودہ بھی ڈبو گیا آیا نہ پھر کے منزل ہستی سے جو گیا مٹی و صوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا اوس گل کے بال بال میں موتی پرو گیا بھجایا میں خضر مری کشتی ڈبو گیا پروا بر آشیانہ بلسل بکھو گیا جاگا تمام شب بین دم صبح سو گیا ابہر آکے خاک گور پہ ہر سال رو گیا</p>
--	--

احوال صہبہ کا دل گم کشتہ کا امیر
رہتے میں نامہ رہے وہ مکتوب کو گیا

<p>میں کاشب بھی خدادہ بنت مقرر رہا</p>	<p>جو حیلہ دل کا جو تھا دل میں بدستور رہا</p>
--	---

<p>لیکن اوس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا روز ہنگامہ ترسائیہ انگور رہا منزلوں وادی غربت سے وطن نثر رہا دار سے خلق میں آواز نہ منصور رہا بچ ہے عیسے سے بھی بالاتر مزدور رہا اپنے سر میں تھا جو سودا وہ بدستور رہا مدتوں جا کے میں زیرِ شبِ رطوبت رہا شک وہ شک نہ کافور وہ کافور رہا لیکے مثل کسی نزدیک کبھی دور رہا</p>	<p>عمر رفتہ کے تلع ہوئے کا آیا تو خیال جمع کس دن ہوؤں جو ہم گل میں میکش گردشِ بخت کمان سے ہمیں لائی ہر کمان راستبازی کر اگر ناموری سے درکار وہ تو ہر چرخ چارم یہ بچ محلے پر فضل گل آئی گئے صحنِ حینِ سوبار جلوہ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی زلفِ فوخِ دو نونہن جانے سے جوانی کو ترزا غول حواسے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر</p>
--	--

ہم بھی موجود تھے کل مغل پٹان میں امیر
رات کو دیر تک آپ کا مذکور رہا

<p>شہر کا ہے ہر کون کون سا کس کا نہیں معلوم کر کے دل کو ہوا مان کس کا پھر تو یہ کوہ ہے کس کا یہ بیا بان کس کا ذکر کرتے ہو رہے سانسے جاناں کس کا دیکھے حصہ ہے وہ سیبِ زندان کس کا چھو کے آئی ہے مبالغہ کس کا کیا خبر ہے کہ ہوا حال پر کس کا عقیدہ ہون کے سوا ہے یہ گلستان کس کا یاد آتا ہے مجھے چہرہ خندان کس کا گوئے امت میں نہ ماہوا میدان کس کا</p>	<p>آہرا زیر زمین اسے تن جہاں کس کا نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل حوصلہ قیس کا خراب و کا دل پیدا کر غیر کا مال سنون میں یہ مجھے تاب بھی ہے وانت ہر وقت ہمارا ہی ہوا غیار کا بھی جامہ گل کو جو کرتی ہے مطہ ہر صبح کنگھی چوٹی سے کسید امتینِ درمت نہیں چٹخہ گل جو چلتے ہیں یہ آتی ہے مدا موصوت گل و شگفتہ ہیں مرے زخم جگر نچلے کول کے دل کشین سکتے ہیں قدم</p>
---	---

داغ حاصل ہو کیونکر سب تھے بدنامی کا
مخزن ہیں رخِ بلقیس سے پرمان کیسی
ہو رہی ہو تری رفتار سے پامال جو خلق
اہل آفاق جو کرتے ہیں فلک کا شکوہ
بن دندان سے ذرا کرچین حسن کی سیر

سامنا تو نے کیا سے مہتابان کسکا
آج منہ دیکھ کے اٹھا ہے سلیمان کسکا
تو نے سیکھا چلن اور یکب خرامان کسکا
یہ تو بھین کہ یہ ہے تاج فرمان کسکا
پھر ہے خرامے لب دیب و نخلان کسکا

ابن زمانے میں نہیں نام سخاوت کا امیر
کون مٹس ہر اداٹائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
نہ جہت تیرے لیے بڑے کوئی جسم ہے تو
شش جہت چنان چکے ہم تو کلا ہمہ چال
صلحت اس جنگ میں آتی ہو نہیں ملک کی بڑ
دی سزا مجھ سے طلب کرنے صفائی کے گواہ
نہیں بچنے کا ترے تیر خرہ سے نل زار
دست نازک سے اداٹائے نہ بیماری قاتل
اب تو پیری میں نہیں پوچھنے والا کوئی
اے صدف پاک کر چکا یہی سینہ اکدن
ہندی ملتی ہو جو مشاطہ تو کتا ہو وہ شوخ
دل عاشق کبھی ہوتا نہیں مڑگان سے جدا
دور دوسرے ہونے لگا کیجئے نالے کب تک
کوئے قاتل کو تو ہوتا ہے روان تو قاصد
اصل آئنگی تو بیکار کی سہرا ضرور

مٹ گئے ہم تو ملا ہم کو ٹھکانا تیرا
چشم ظاہر کو ہے شکل نظر آنا تیرا
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا
دل ملاتا ہے یہ آنکھوں کا لڑنا تیرا
کوئی میرا نہیں ہے سارا زمانہ تیرا
ہال باندھا ہے یہ اے ترک نشا تیرا
ہاتھ بولگا ادا تر جا بیگا شانا تیرا
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانہ تیرا
تو ابھی ہے کہ گوہر ہے بگانا تیرا
خوب ہم جانتے ہیں آگ لگانا تیرا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشا تیرا
شکل اے طالع غمت ہے جگانا تیرا
جان بے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا
پیش چاہیگا نہیں کوئی بسانا تیرا

کیون تجھے ہے مداوت نہواں نفس شقی

بہنے کنا کہی جو ٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کہی اور امیر

اب تو ہے ملک معانی میں زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ نازاد سکی کبریائی کا
 قلق ہوا مجھے صیاد کی جدائی کا
 عزیز کیون نہوداغ ادسکی بیوفائی کا
 میں طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہوں
 بغیر ہوئے ہوئے یار تک نہیں رہتا
 بٹاؤ آئینہ ہمو بھی دیکھنے دو گے
 خدا کرے کہیں جلد آے روز شادی وصل
 تمام عمر ہوئی ڈھونڈتے پستانہ لگا
 نہ پوچھ جام میں ساتی کے کیا ہو اوزداری
 ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جگر و دل کا
 ہزار بار قیامت جہان میں آئے گی
 شنواران محبت تو سیکڑوں ہیں انگر
 جچے ہماری نگاہوں میں کیا درازی حشر
 مرے نصیب یہ کہتے ہیں میرے نالوں سے
 خانے دل کو بنایا تھا جام استغنا
 رنج طرز سے کتا ہے آپ لکھا کئی ہاں
 کچنی کو تیغ تو خوش ہو کے نبھے دل نے کیا

کہ لے اوڑا ہے مجھے شوق خود نمائی کا
 یہ چچے نہیں افسوس ہر ربائی کا
 کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا
 کہ دن نہودہ کہیں یار کی جدائی کا
 میں مٹ کے نام شاد و مگانا رسائی کا
 کہ خود ہی دیکھو گے حسن اپنی خود نمائی کا
 لباس ماتی آترے شب جدائی کا
 ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا
 ہوا ہے اس میں لہو تیری یار سائی کا
 زبان تیغ سے پینا سم وہ معانی کا
 چڑھا ہے چار گڑی دن ابھی جدائی کا
 جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا
 کہ طول دیکھے ہوئے ہیں شب جدائی کا
 رہے خیال ہماری بھی نار سائی کا
 بتوں نے کا سہ او سے کر دیا گدائی کا
 یقین ہے یہ او سے میری نار سائی کا
 وہ دیکھو گھاٹ ہے دریا سے آشنائی کا

بہن میں روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھائے کو آئی تھی بیوفائی کا

امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا
 کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا
 شکستگی نے کیا کام مومنائی کا
 کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا
 کہ ہے یہ کوئی ستارہ شبِ جدائی کا
 جنون کے ہاتھ میں ذہن ہو پار سائی کا
 اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی کا
 لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا
 یہ خوب وقت ہو تقدیر آزمائی کا
 جان کیوں نافوق دلربائی کا
 کہ تو بھی داغ مجھے دیکھا جدائی کا
 غبار میں بھی سے عالم وہی صفائی کا
 مگر جو بیٹھنے دے شوق خود نمائی کا
 کہ اور شکوہ لکھو خط میں نار سائی کا
 وہ جانتا ہے کہ مشاق سے رہائی کا
 کہیں پیار سے ہے سخت دلِ جدائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
 ہر فریفتہ ہوں اس اندازِ دلربائی کا
 انہو اوصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
 کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کتا ہوں
 میں آفتاب قیامت کو دیکھ کر سمجھا
 بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوند
 نگینِ آیتِ سجدہ ہوئی سے پیشانی
 لپٹ گیا سب جانان ہمارے دامن سے
 وہ آزمائشِ شمشیر ناز کرتے ہیں
 ہمارے دلین وہیں گدگدی ہوئی پیدا
 ادٹھا جو درد تو گہرا کے میرے دل نے کہا
 گہر کے گردیتی ہے میرے دکھ لال
 حیات تو ادسکو بھائے ہزار پردے میں
 پہنچ سکا نہ وہاں نامہ بہانہ دل نے کہا
 بیانِ ہر ذوقِ اسیری میں مجھ چلتا جا
 کسی طرح نہ کٹا کو کہن کے کاٹے سے

ادٹھا امیر نہیں ماننے کی وحشت دل

یہ صذر رنگ تمہاری شکستہ یابی کا

تجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا
 مجھے یقین نہیں آتا سنی سنائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مینے کج ادائی کا
 وہ خدا و سبہ جو دعویٰ ہے خود نمائی کا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا ونگو
ہماری آہ رسالہ مکان میں دم لیتی
خدا کے گھر میں کروں جا کے شکر کے سجدے
عجب طرح کی در انداز ہے خزان عالم
سنہے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
نقاب یار نے ادلیٹی ہو حضرت ناصح
تڑپ تڑپ کے گیا ادکے آتائے پر
چلی ہو تو ہمیں محرا کو لیکے اے وحشت
سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
میں درد دل بھی شب وصل کہ نہیں سکتا
کہیں سے باتہ شراب آئی ہو کہیں سے گزب
چلون وہ چال کہ عشق میں کہ غار تو کیا
دوفا کے ذوق میں ہے بخودی یہ ڈرتا ہوں

نکل پڑے یہ ہوا ذوق خود نمائی کا
مگر نصیب میں تھا داغ نارسانی کا
ٹے جو اذن و ریت پہ جبہ سائی کا
کہ رنگ و بو میں پڑا تفرقہ بدائی کا
لوڑ لایگا ہنسنا یہ بھیجیائی کا
یقین ہو فاش ہو اب پردہ پارسانی کا
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا
پسل نہ جائے کہیں پاؤں خود نمائی کا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو او سے جدائی کا
مڑہ ہے کو سے خرابات میں گدائی کا
سرن پائیں نہ چاہے برہنہ پائی کا
گلد نہ سمجھ سے نکلاے بے وفائی کا

گزار نہیں ہے حرم میں تو دیر کو چلے
امیر کام کہیں بند ہے خدائی کا

نہ ہو فانی کا ڈرتا نہ غم جدائی کا
کہان نہیں ہے تاشا تری خدائی کا
وہ ناتوان ہوں اگر زمین کو ہوئی جنبش
شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کو
یہ چوچن حسن سے ملک آئی ہو قبا ونگی
گمان ہاتھ سے رکھو صید کاہ عرفان میں

مڑہ میں کیا کون آغاز ہمشائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کیریائی کا
تو صاف جوڑ جبراً ہو گیا کلائی کا
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا
کہ بند بند ہے خواہن گرہ کشائی کا
کہ تیر صید ہے یان دام نارسانی کا

وہ بد نصیب کن یا آئے میرے مگر توبہ بنے ہزاروں کا فردوس پڑے ہیں بچہ بین تام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ میں حیف نہیں ہو مہر خافہ پہ خط کے اے قاصد نقاب ڈال کے اے آفتاب مشر نکل نہیں قرار گڑھی سیر کسی کے پلو میں مریٹ ہو کوئی جا کے گوہن سے کے کما جو مینہ کہ میں خاک راہ ہوں تیرا جنوں جو میری طرف ہو وہ جست خیز کرن	سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا تو کنگھڑی میں بھی سامان سے خدائی کا نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسانی کا خدا سے ڈر یہ کہیں دن ہے خود شامی کا یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا نہیں نہیں یہ محسوس زور آزمائی کا تو بولے ہے ابھی پندار خود غامی کا کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ بانی کا
---	--

اتھیر روئے اپنے نصیب کو ایسا
کہ جو سب سے ابر نارسانی کا

نگلی دل سے تری فرقت میں ایسا ہر تھا کیون ہو اجاڑتو خوار گشت گشت تاریکین کیو کہ ہاتھ کیس کوئی دین تاج بست تاجین کے سزا دہ کا دیا مگر تاج و تاجین ہو سزا دہ کا دیا ہنگامی اک سنگدل جس سے سزا دہ کا دیا	ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا کے دل کی تپ کی تپ کس کا جبر تھا سی نمی بویدان میں جا بجا ہر تھا ہم سلطان اس کے کے تھے کا فر گبر تھا وہ کمال کی من میرا من قبر تھا سے دل کے چہرے سے ہے میرا میر تھا
---	---

باہر دلی کی مین کیون نہ جاتا اور امیر
کیا کہیں ہے اقتدار کی منی کے دل سے میر تھا

تاج سے تاج دے نکلا تر ہو تیرے کی منی تیرے تاج نہ گزرا	اوس کی سبب شراب تو میں بخیر تھا میں شیش میں شہرہ بشت
--	---

اک یہ بھی اتفاق قضا وقت ہوا
قصہ ہماری زلیست کا یوں مختصر ہوا
سوئے کبھی جو پانون تو دوران سر ہوا
مضمون بند حاکم کا تو دردِ مکر ہوا
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا
پتھر تے کمائی چوٹ تو پیدا اشہر ہوا
مین خاک ہو کے ذرہ گرد نظر ہوا
سکلی دولہن جو گھر سے ہر اک فوج گریہ
پینے کو قطرہ قطرہ باران شرر ہوا
ہنسنا ہمارا باعثِ زخیم جگر ہوا
میں جگہ طائر بے بال و پر ہوا
دوہی پتھر کے کلاں پر ہوا
آہی دولہن جو گھر میں تو آبا و گھر ہوا

اے ترک تیری تیج ہمارا گلا کمان
راہِ دراز کو چہ جہلا د قطع کی
فرصت ملی نہ گردشِ لہت و بلند سے
الغدری نزاکت جانان کہ شرمین
کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آورہ کے شریک
سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سو عشق
پسینا کیسی آنکھ کی گردش نے اسقدر
چلا گئے ٹیلیں جو چین سے چلی بہار
تا تک دونوں کو ہر سخن ترخ بھی بہت
شادی نے شل گل بہن دکھائی شکل غم
سچی میں پر ضیعت کہ ٹپکن بھی جھون
مضمون اگر رسا ہے تو اسے کلامِ زبان
ہوتی اگر نہ رنج تو تھا خاک جسمین

کیا جانے نامہ بر نے کہا اے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ میں بخیر ہوا

آنکھ میں خواب پریشان نہ لگتا
مرگت کہ کلاں شبنم میں چھان ہو گیا
پتھر کے کلاں پر آیا سلیمان ہو گیا
پتھر کے کلاں پر ایک نکلے چراغان ہو گیا
چلیاں رہ گئیں جالی کھدوان ہو گیا
پتھر کے کلاں پر آیا سلیمان ہو گیا

دل میں جہان خیال نہ لگتا جان ہو گیا
اس قدر شرمندہ پیش دے جانان ہو گیا
دل کیسیکامات میں لانا ہو گیا
کیا امیر گھر سے ایتان ہو گیا
دل نہ خون سے نہ اسے قاتل ہو گیا
کچھ تھا اور بھی حد سے نہ ہو گیا

غیر نے اوس گل کے باونہن کبھی گنگھی جو کی
منبط غم سے طرفہ دولت سرخرو کی ہوئی
عشوق گیسو میں ہوا سامان غم سامان عیش
اوسے جب تیوری چڑھائی کر لیا جگو شکار
وجہ روائی نہ تھا دلین نہ تھا جب تک کہ عشق
ہوش بخواروں کا بھی شاید کوئی سیاحت
اوج بہت ہے بقدر بے سرو پائی بیان
سوز غم میں کچھ نہ پوچھو جلد تن کا ٹیسے ٹال
اے جنون کتے ہیں اکو اسکا حسن و عشق
قید میں آنے لگے جب تخت لٹکوں کے ساتھ

مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا
خون ہو کر دل مراصل جہ خشان ہو گیا
خواب گر آنکھوں میں آیا وہ پریشان ہو گیا
گوشہ ابرو دکھان تیسہ مرزا گان ہو گیا
آگے معنوں لفظ کے جاے میں عریان ہو گیا
آتش تر سے جولے ساتی گریزان ہو گیا
جسے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہو گیا
طلکے یہ کاغذ شراروں سے چراغان ہو گیا
جب کھلا جوڑا دہان یان دل پریشان ہو گیا
خانہ زنجیر میں بدوشن چراغان ہو گیا

تیرا لکھن کھائے میدان محبت میں امیر
دل تو تھا ہی شیر سبز اب نیستان ہو گیا

اوج دولت وں پر کیا سوز ہجران ہو گیا
خط جو نکلا بوسہ رخسار آسان ہو گیا
اب کیا تک میرے تڑپا نکو چہر لکھانک
میری چشم تر سے ہمیشی کار کشا تھا خیال
تم کلے بانوں جو آنکھ کی جگہ گشت کو
جب بہار آئی جنوں کے ہاتھ سے تزلزل
دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذبہ شوق قتل
شب گیسو میں جانکے سووی صرا جہم
تھا سلمان جب تک شائق کا فر تھا وہ بیت

دل غم صحر پر قائم دست سلیمان ہو گیا
کاروان آنے سے نزع حسن ازان ہو گیا
ہر دہان زخم اسے قاتل نکدان ہو گیا
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہو گیا
نختہ زرخس جن میں ہنستان ہو گیا
لکڑیے دامن ہو گیا پردے گریبان ہو گیا
جب گلے سے لکھا نیم سر گریبان ہو گیا
تیج کھا کر عبادہ رہ مار چپان ہو گیا
یہ ہوا کا تر تو وہ ہند سے سلمان ہو گیا

سوزنی پر چلو کاٹھون نے بٹایا دشت میں
 تنگی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
 خوب دیون سے نہیں خالی زمانہ الیکدم
 کیا اثر ہے جو بایا دل عین میں اشک
 کیا تبسم نے تری اور شک گل چڑکا تک
 لکڑے لکڑے ہو کے اڑ جاتا آتی ہو بار
 مشق ازون پیری رہتی ہو تو اس چشم یار
 صنعت سے قیدیوں کی طرح ہل سکتا نہیں
 حسرتیں خون ہو گئیں دل میں تو لایا عشق رنگ
 جب نقاب لٹی لگا ہوں گا ہوا ایسا ہجوم
 اوکا نڈرا اسکو کتے ہیں ہجوم درد و غم
 کیا ہن گلزار میں ہم کو شہر کا ایک شمع

شامیانہ سایہ نخل منیلان ہو گیا
 پانچون میں گو کمر و ماٹکا تو پیکان ہو گیا
 مہر پیدا ہو گیا جب ماہ پنهان ہو گیا
 گرتے گرتے آنکھ سے نعل بد نشان ہو گیا
 معن گلشن میں ہر اک غنچہ نمکدان ہو گیا
 دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہو گیا
 تجھے برگشتہ بجا ہر سوے مڑگان ہو گیا
 قد پر خم طلق زنجیر زندان ہو گیا
 طراغ دل کالا کج شیبہ دان ہو گیا
 پر لٹکے پودے دھتور آنکھوں کے پنهان ہو گیا
 تنگی دل سے سٹ کر تیر پیکان ہو گیا
 گشت گل سے طراغ انار نشان ہو گیا

گل ہو چنہ تو اوس سے جدا آئی امیر

مچ پھر ہوتا نہیں جب دل پریشان ہو گیا

محل بنیا ہر ایک شہر پاسے خندان ہو گیا
 تشنگان عشق کے لب بھی نمونے پاسے تر
 بوسہ گیسو پر او سنے فوج کر ڈالا سبھے
 اور پری بل دیکے زلفوں میں غضب تو بنے کیا
 ہوا ان میں یہ مضمون دل مراد کسے
 کو پیر دیں کمانی قح قاتل نے بار
 پر لگئی جیسی غداؤں سے دردہ گوانہ ہوا

یار جس کو چے میں بانگلا گلستان ہو گیا
 واسے سمت خشک وہ جاو زخمیان ہو گیا
 ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہو گیا
 اور بھی ہم قیدیوں پر سنگ خندان ہو گیا
 صنوبری تختہ گور بنسہ زبان ہو گیا
 بہلوں سے اوسکے ہر کوہ گلستان ہو گیا
 حسن الشان ملا ہے طاق انسان ہو گیا

نہیں لیون تک آب نخلت میں بریز غرق
نحت ہاے دل کی یہ کثرت ہر تیر ذر میں
دشمنوں کی ہستی قسمت نے پیلائے یہ پانون
دیکھ کر رنگ خزان میں باغ کے در سے پرا
آسیاے چشم ملی نے یہ پیاد دشت میں
مرگئے ایذا سے فرقت سے ہوئی حامل سچا
کعبہ دل کی زیارت کو طارت تھی ضرور
ہج جھگو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے

آفتاب مشرودہ رخسار تابان ہو گیا
کوڑیوں کے مول ہر محل پہ نشان ہو گیا
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامن ہو گیا
ہر نہال خشک جھگو چوب دربان ہو گیا
بخت مجنون سرمہ چشم غزالان ہو گیا
رفتہ رفتہ داغ مرہم در و در مان ہو گیا
تیر کو واجب و منوع آب پکان ہو گیا
ہر ستون کما کما کے بل شائع خزان ہو گیا

نامہ اعمال ہے عجب تک نہیں ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہو گیا

بے نشانی کا میں ای جھج سزاوار نہ تھا
فتنہ تھا قمر تھا جلوہ ترا اے مار نہ تھا
جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش رہا ساقی کی
بات رکھ لی مری قاتل نے گنگار و نہیں
تاب جلوے کی نہ آئی جو کسی کو تو کہا
جوش دشت اسے کہتے ہیں کہ آتی ہر بار
صاف دو ہاتھ سردی کے اگر چل جاتے
آنکھیں تھپڑا گئیں موسیٰ کی نہیں تو سڑو
لاش پر سیری جو آئے تو رہے کیوں خاموش
وہ کہنا اگر تو کہنا شان تھی مشوقی کی

دہن یار نہ تھا کچھ کس پر یار نہ تھا
جب تھک اں کو سنبھالو نہیں ڈال نہ تھا
دور سے اونٹ کے کہا کیا یہ گنگار نہ تھا
اونٹ کی آنکھ تو کو سون کوئی ہیشا نہ تھا
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنگار نہ تھا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا
ہاتھ ڈالا تو گریبان میں کوئی تار نہ تھا
پھر پھینکے مجھے مجھے مٹے سروکار نہ تھا
کچھ تجلی کے سوا پردہ رخسار نہ تھا
دم اعجاز تو قفل دہن لے یار نہ تھا
سبے کہنا تجھے اے خیر خود خوار نہ تھا

<p>کیا فرہ بجو ملاو کیے فلک مجھ کو شکست خون ناحق سے چایا تھا غضب کا لاکھا مجلو کیوں پیچ میں لایا دم آرائش سنسن</p>	<p>کیا کوئی مین نہ تھا تو نہ بیخود رہ نہ تھا لبب عشق سے کچھ کم لبب سوخا نہ تھا کچھ تری زلف کا طرہ تو مین او پار نہ تھا</p>
<p>وقت بدین ہوا کوئی امیر آکے شریک یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا پار نہ تھا</p>	
<p>کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا نیا د آشیانہ بلبل جلا گیا بانے کو گر کسا تو کبوتر اڑا گیا نال کیا تو عرش خدا تر مڑا گیا ٹانگے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آ گیا تو رہ گیا بلا سے جو کچھ ہٹا گیا گیا کعبے کے حج کو مین طرب کر بلا گیا پنکھانسیم خلد کا جھوٹا ہلا گیا</p>	<p>سارے میان کا بیخ مرے دل مین آ گیا کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑوں بسل تڑپ رہے مین نکلتا تھین سے دم سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر سو بھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو جاتا ہے ناحہ لیکے کوئی نامہ پر تو کب اوس بت کا دل ہلاتے عجب کا مقام ہے توڑی تڑپ کے زنجی شمشیر عشق نے موسیٰ اسی پہ دعویٰ دیدار تھا تھین بھوش دو اس جانیکا ایدل گلہ نہ کر ابر کا شوق کو پھڑپھڑ قاتل مین لگیں گرمی سے گور مین جو ہو سے ہم عرق عرق</p>
<p>مکلا خیال رخ مین مین دل سے دود آہ ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا</p>	
<p>کر تانہ نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا</p>	<p>بندہ نوازیوں پہ خدا سے کریم تھا</p>

<p>اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا میں بھی تو اک نیا زکوار قدیم تھا دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا قاتل سے بڑھکے خمر قاتل کریم تھا یارب شباب تھا کہ باسے عظیم تھا سایہ مرا لیے ہوئے میرے گلیم تھا اس گھر میں تھے پہلے بھی کوئی یتیم تھا دل ہی چٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا ہوا کہ قدم بڑھا ہوا پاسے کلیم تھا ٹوٹا ہوا نہ پاؤں ترا اسے نسیم تھا زیر زمین بھی دور سپر نسیم تھا اک تو وہاں غلام نظام پریم تھا</p>	<p>باتیں بھی کین خدائے دکھا یا جمال کیون تیغ ناز بھول گئی ملک و قتل مانگا جو میرے دل کو درگوش یا رنے کیا رنگ و سکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا ہم سے جو وہ کھنپا یہ گلے سے لپٹ گیا کیا کیا نہ آفتوں کے رہے ہکو سامنے بیٹھا جان فقیر دہان فرش ہو گیا دنیا میں کچھ قیام نہ بھگو کر دنیساں اب کون ہے جو منزل لغت میں ساتھ دے پوچھے تو ہم بھی جلوہ گر یا رہیں مگر لائے کبھی ہمارے تھن تک بھی بوجھ لگ ہوتا نصیب دے کہ ہن نقد عیش کیا کیا چاہتا میں فیض کہ انجم ہے آسمان</p>
---	---

جہنم تھا میں جہنم میں ہوا خواہ گل میر

تمام صبا کہیں نہ شان نسیم تھا

<p>مصل میں شمع تھا میں جہنم میں نسیم تھا منظور پرورش تھی کہ گوہر نسیم تھا جہنم نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا شمع میں کس تو مال نہایت یتیم تھا اک دو تھم کا کو چہ امید و بیم تھا کس سخت کو بھارا تھا کہ ہر کو چیم تھا</p>	<p>وہ دن گئے کہ عجیب بھی فیض عیم تھا کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر آنکھیں شین اپنی نور بتلی سے آشتا تیرے مرض غم کی نہیں آج کچھ خبر دنیا کا حال اہل عدم ہے مختصر ہم اپنی دھن میں مست تھے کیا جانیں بشریت</p>
---	---

سنا مان غصہ کیا میں کون منقریہ ہے
آخر جو خم میں بیٹھ رہا مثل درد سے
واقعہ حال کو جو رکھتا ہو کچھ غرض
غش غلو وصل میں نہیں آیا تھا اور پری
گلگشت میں نقاب لٹکتے وہ رخ سے کیا
رنگ چمن بہار میں بلبل سے پوچھیے
آلفت کی لعل جلون کو وہاں نیند آگئی
کرتا میں درد محسوس سے کیا رجوع

جہرہ گناہگار تھا خالق کریم تھا
نہی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا
کیا جانیں ہم تجیل کہ جاتم کریم تھا
سرست بوسے گیسوے عنبر شمیم تھا
شرم آتی تھی مباد سے لحاظ نسیم تھا
گل کا زمین پہ پاؤں نہ شل نسیم تھا
خس فائدہ تھا کہ طبقہ نارجمیم تھا
جسے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھو اور نہ اے امیر
کچھ ڈر مباد کا ہلکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایہ امید وہیم تھا
سویا کیوں ہر سینہ گوہر میں امیر فلک
اوسکو کمان دماغ بتلی تھا طور پر
عشر میں لقمہ میں نہ ہوا کی خدا نے خیر
تیری دوا سے اور مراد درد بڑھ گیا
کیا جانیں کس غریب کی آتی تھی درد پلاش
خود کہہ رہا تھا شوق میں گسلاخ دل مرا
قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیوں یقین
کیسی شفا مرض میں کرا دیتی ہوئی دوا
تلخی زبان دوست سے دیتی ہو کیا مزہ
ہم راز تب حرام میں پہونچے کہ کچھ نہ تھے

جہنم مجسم تھا نہ ریا میں نسیم تھا
بتلا تو ہلکو کون گناہ و تیسیم تھا
سارا طور جملوہ شوق کلیم تھا
مدت سے درد نہ کھوئے ہوئے تنہا مجسم تھا
شاید مرض سے ساز بجے اے حکیم تھا
ہنگامہ گل جواو نگی گلی میں غلیم تھا
اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا
عنوان نامہ آئے ذبح عظیم تھا
کبھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا
شیریں تھا قنک جو کلام کلیم تھا
دل کو جو خوف جع خطا مہریم تھا

<p>کیسا سوال نید جو ہم ہونے پر روشن ہیں آفتاب سے اعجاز مصطفیٰ کب مہر سے مثل سایہ چٹے بختین کے پانوں</p>	<p>سوزان کین شجر تو کین غش کلیم تھا اونگلی ادنیٰ کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا پانچون سوارون میں میں بزر کلیم تھا</p>
<p>اوس گل کا وصف چشم سنا تا میں کیا امیر نرگس کا پھول باغ میں گوش صمیم تھا</p>	
<p>ہر مگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا موت آئی در و فرقت سے بہن صحت ہوئی آنسوؤں سے بقیاری میں ذرا تسکین بقی روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر میں ترانہ ہوں اور گریہ ہے اختیار راز داری محبت کا میں کیا دعویٰ کروں وئے قسمت رہ گئی مسرت ہی طفت یار کی بیٹے اپنے حال بتر کے جو عشر میں کھلے چارہ گر کو لائے ہیں اجاب در مان کے لئے کیا دوا کی بیڑہ کر سہلویں اوسے میرے ماہر ڈالار و زاول کی محاک و طفت نے شور عشر بھی ہوا اگر شریک تفریت رات بھر رویا کیا ہے یار میں گلزار میں</p>	<p>آنکھ میں آنسو جگر میں دلخ و لین غم ہوا یہ خوشی پہلی کہ شادی مرگ اکٹلم ہوا بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا بڑھ گیا اور غم غلاب دل جو رونام ہوا خلق کو مردہ ہمارا نالہ ماتم ہوا جب پڑی مجھ مصیبت میں شریک غم ہوا جقدر محرم ہوا اتنا ہی نامحرم ہوا شہر کی شان تامل کچھ جو غصہ کم ہوا دفعہ اعمال مردم برہم و دورہم ہوا لو مر از غم جگر بھی قابل مرہم ہوا درد دل بھی گت گیا در و غم کی کم ہوا ایک دم کا عیش عالم غم کا غم ہوا دوسم سے میرے دل مردم کا نام ہوا سج کو بچوں سے رخصت صورت شہم ہوا</p>
<p>ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہیں امیر کچھ تو دشت نے کی کی کچھ تو سودا کم ہوا</p>	

سہوین دھم دست جب غم نے کی کی غم ہوا
کس طرح کمون دل اٹھا کر تاپیش یار
لذت شرم گنہ سہی کب فرشتو نکو غیب
میرے زخموں کی ہنسی پر تلوں دنا آگیا
تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملا یک نے کہا
لوگ خیر ہو کہ اے سفاک پیکان تیرا
اوپنچے اوپنوں کی مرے گل نے شادی آبرو
فوج کرتے ہو مجھے ایساں ڈھیلے ہاتھ سے
حق رنگ آلود خنجر کند قاتل خورد سال
ننگ آ کر دعا فرقت میں مانگی موت کی
جان قالب میں جو مضطرب مضطرب تھا
دل بگردون سے میری جان کے بدن کر
رنگے وہ دو قدم چکر مرے میت کے ساتھ

کی شکایت چرخ سے جس دزد مدد نہ کم ہوا
آجک میں خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا
یہ مزا چکنے کو پیدا خلق میں آدم ہوا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا
اتظام عرصہ عشر بھی لو بر ہم ہوا
جو مرے پہلو میں آ بیٹھا مرا ہدم ہوا
چہرہ فریاد گشت کر قطرہ شبنم ہوا
دواہ اچھے وقت میں غصہ تھا راکم ہوا
کیا اکون قتل میں وقت قتل کیا عالم ہوا
سرتین گز میں مزاج آرزو بر ہم ہوا
موت سی آئی مزاج یار کیا بر ہم ہوا
بریا پہلو سے میرے ساتھ کو اسطام ہوا
پانوں میں پسند انک کر گیسوے پر ہم ہوا

رونگا فرقت میں اکون کا نہیں اچھا میر

چار دن کے ضبط میں دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا بو خرابات میں خراب نہ تھا
شب فراں میں کیوں یارب انقلاب نہ تھا
معاذ ہے نہ قاتل کا ہو کا دم نہ تھا
اسے جو شوق نہ رہا ہے مجھے ضرور جو حرم
نکاح سے پہلے کوئی کامیابی کی کیا کرتا
نہر جو عیش جوانی کا ہے پیری میں

ہم نے پیر ہوئے کیا بھی شباب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا
سب سے نکل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا
کوئی نہ تھا کہ کائنات انقلاب نہ تھا
کسی کا ہم کسی کی طرف خطاب نہ تھا
کی تھی خواب میں وہ سلطنت شباب نہ تھا

و منع بجز سلاو و گرنہ اسے ناصح
وہ کہتے ہیں شب بیدار مدہ میں کسکے پاس آتا
ہزار بار گلا رکھ دیا تہ شمشیر
فلک نے افسر نور شید سر پہ کیوں رکھا
غرض یہ ہو کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
ذرا سے مدد کی تابا بنیں وہی ہم میں
کلیم شکر کرد و حشر تک نہ ہوش آتا
یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر سے داغ

دہن نہ تھا کہ دہن میں مری جواب نہ تھا
تجھے تو ہوش ہی آری خانان خراب نہ تھا
میں کیا کروں تری قسمت ہی میں ثواب نہ تھا
سب سے یاد نہ تھا ساغر شراب نہ تھا
و گرنہ میں کبھی قابل خطاب نہ تھا
وہاں نہیں کے سوا دوسرا جواب نہ تھا
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا
پیسے ہوئے تو کہیں خانان خراب نہ تھا

اسیر اب ہین یہ باتیں جیادہ شوخ
حضور یار کے منہ میں ترے جوت تھا

کہا جو بیٹے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
لیٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار
مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے
نصیب جاگ اٹھے سو گئے چو پانوں پر
غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
زمانہ وصل میں لیتا ہے کر دین گیا کیا
تھمن نے قتل کیا ہے مجھے جوتتے ہو
دعا سے تو یہ بھی پہنچے پڑھی تو سے پکر
میں روئے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا

تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا
نقاب اولٹ کے بھی دیکھا تو ذوق نقاب نہ تھا
نہیں کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا
حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا
تھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا
ارے یہ دل تمام اس شیشہ شراب نہ تھا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا
اکیلے تھے ملک الموت ہر کا ب نہ تھا
مزدہ سے ہلکے کسی شے کا بے شراب نہ تھا
ترے حال کا شیدا تو آری نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بگیسی تو کسا وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم سب جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بیسختی خط بھی سرور قتل سے تھی ہاتھ پاؤں کو جنبش	مگر میں درد نہ تھا دل میں اضطراب نہ تھا بہنسی تھی ادنیٰ کسی پر کوئی عتاب نہ تھا رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا وہ مجھ و جد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا
---	---

ثبات بحر جان میں نین کیو آئیں

ادھر نمود ہوا اور ادھر حجاب نہ تھا

ہامہ لیکر جو کوئی کوئے بتان سے آیا میرے گھر میں جو کوئی اوسکے مکان سے آیا ایک چرس تو تو تین قافلے والوں سے جدا جانتا ہوں وہ کماندار کشیدہ ہو بہت اب کوئی کبھی میں مہر میں ہٹ سکتا ہوں شغل دے گا ازل میں بھی مجھے تھانہ خیر مرگ مری دیر و حرم میں تو گئی بولتا کب ہے وہ سفاک پکار دیتا ہزار مفتیوں کے کہو اللہ وہ اب کہتے ہیں کیا	میں یہ بھاکہ ملک باغ جان سے آیا چنچ اوٹھا کہ میں دوزخ میں جان سے آیا تیری آواز میں یہ درد کمان سے آیا کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا برہن ہر طلب کوئے بتان سے آیا نوح کے وقت میں طوفان کمان سے آیا نہ نیاں سے کوئی آیا نہ وہاں سے آیا کاش قہر ہی کے اپنی زبان سے آیا غش اونٹین روزہ ماہ رمضان سے آیا
--	---

دیکھ اوس رخ گیسو کو میں حیران ہوں امیر

شب تاریک میں نور شید کمان سے آیا

ش موی ساسنے میرے جو تو ہو جائیگا عشق میں تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا ضبط گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہوں خیال ہر اہل پرستار کی یاد میں رہتا ہوں مثال	لن ترانی میں مقام گفتگو ہو جائیگا رنگ از گھر سپرہ عاشق سے ہو جائیگا ہو ملکہ کا نسا نسا آرزو ہو جائیگا سرو قمار کے نسا نسا ہو جائیگا
---	--

ہوئی نگہ تم اوس حال عارض کا اگر
 ہر کمی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
 آرسی پر کچھ نہیں موقوف ای آئینہ رو
 آفت نہ کرایدل زمانہ پس ڈالیکا بختے
 تم جو آٹھ جاؤ گے بزم عیش ہوگی بزم غم
 دست قاتل سے بڑے گاتج کا پانی ضرور
 بعد مردن شرم عصیان ہوں ایسا آب آب
 میرے مینانے سے ایسا قی کمان جائیگی عید
 محو آب و تاب ندان ہوں پرمون کیونکر ناز
 چارہ ہی ہو دلیں میرے ہقدر کی یاں کیوں

شک کا دل نات آہو میں لمو ہو جائیگا
 ذرے ہم ہو جائیگے نور شدید تو ہو جائیگا
 جو تجھے دیکھے گا وہ میرا عدد ہو جائیگا
 کما کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا
 بادہ گل رنگ شیشون میں لمو ہو جائیگا
 تاکر سچ آج کل تک کا گلو ہو جائیگا
 خاک سے میری نیم بھی و منو ہو جائیگا
 ماہ نوبان ناخن دست سب ہو جائیگا
 آب گوہر ہاتھ میں آب وضو ہو جائیگا
 دیکھ ظالم مفت خون آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکراؤن گاسر دیکھ کر ابرو اٹھیں

فرض اس کہے میں سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بس ترا سے تند خو ہو جائیگا
 جذب پر آمادہ گراے شوق تو ہو جائیگا
 طاقت دیدار کا دھوی سے اہل دید کو
 ای تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہو کمان
 ہو نہیں مجزوب خرابی اگر توڑیگا
 یکش شیشہ جو کرونگا جب میں
 سہ قلیات کے متہ پر نہ آئیں پر
 ایسے دو جہان کے اگر جو نکسے فرق میں
 دیکھیں ہجر میں ہوگی ہوس جا دکی

چارہ ہی ہاتھوں میں شرہ چار سو ہو جائیگا
 خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا
 فاش پردہ ہو گا بے پردہ جو تو ہو جائیگا
 دل میں عکس زلف آئینے میں ہو ہو جائیگا
 جنت کا ہاتھ خود دست سب ہو جائیگا
 چکیان لے لیے بس کا گلو ہو جائیگا
 آبرو مٹ جائیگی سے کھرد ہو جائیگا
 کوئی دم میں گل چسپان آرزو ہو جائیگا
 بے بے بڑھتے ورد دل گلو ہو جائیگا

<p>ختم یہ جگر آزاد کے روئے اور بھی ویران دل سے آرزو ہو جائیگا ایک نبوت کے مین ہوا سب رنگ و بو ہو جائیگا دیکھنا گل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا غازہ ملنے سے نہ زنگی خویر و ہو جائیگا ظرف بھر بھر جائیگی گے پانی لہو ہو جائیگا قصہ یہ کیسے تمہارے رو برو ہو جائیگا رنگ مین یہ رنگ ہو گا بو مین بو ہو جائیگا</p>	<p>مکھون سنتا ہی بیان اویبت مری تیرے حضور ساتھ میرا تو نہ چھوڑا یاس جبر یا رمین پھول کی بلبل نہ پھولوں پر دور و زہر ہوا بھولی باتوں پر نہ بھول آج اوس گل تر کے دلا عیب صلی عارضی زینت سے چھپتا ہو کوئی فصل گل آنے تو دو قصد و نکاح پر کیا ہوا غیر احوال ہین سمجھتے ہین مجھے کتنے جدا خوب گلرو یوں سے آتا ہو ہمارے گل کو ربط</p>
---	---

دماغ حسرت گھر سے مین لیکر کمان باؤن آتھر
چانتا ہوں گل چسپ دماغ آرزو ہو جائیگا

<p>غبار آسمان مین کس کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا زمین سے جاوے ملک و جزا نشان و چاک تین کا دست لکھا تو لوٹ جا تا علم ہمارے غلام مین کا مین سے دماغ لالہ تر نقش سے مہر کی نگین کا نشان تنگ شکستہ جبین کے کھلا نہ مطلب جبین کا کہ کوئی جینک سے غم لبالب تپا کمان و تر نشین کا سخری ہو گیا نیل جو مشکلا نہ غزال جبین کا یہ نقش جس دلمین چکے بیٹھے بلند ہوتا طبع نگین کا قلم ہوئی یہ بدیع گردن زبان پر لہو و آفرین کا عجب رنگی غم کو پکارے گا آئین کا ہر ہر رنگ و رنگ مین پر اپنا تپا مین مورت آفرین کا</p>	<p>یہ جو سودا ہی تجھ زین کا تپا کمان کو مین کا یہ طرز و شمع رنگ بندہ کا کہر گیا دھواں کو سودا خارج کا تب کو رحم آتا بخت بنیاد ہی مٹاتا چرخ بلبل کے خون کا مغر گواہ مین برگ و برسر یہ جتنے پائوں پائوں کے نہ آسمان کے نہ مین کے غم غمت ہو جیسا مطلب کو دست دین لگی ہو عیان کب کیا تھا کیوں اوس کا باطل ہوا تھا اوس سے کیوں کمال طبع و سلیمان کے جتنے رتبے تمہاری لغت کرتے کرتے کمان کا کمان کا فیون ثنائے قابل ہے وقت مروں تو جیسے یاد و زخم ہے گاکشتو کا قتل کیونکر عجب مرقع ہو دماغ دیکھا صباغ مین ہویدا</p>
--	---

ہوانہ و شواربکو مرنا اوی گلی میں تھا اپنی دسہرنا
 لکھا جو وصف ایک گلابن کا تو رنگ پیدا ہوا چین کا
 کمال جابجے ہر شکوہ کیا نہ عرس ایکدن ہمارا
 اثر ہو گیسو کا یہ تمہارے کہ حرف آگین ہن حرف
 نہیں جواب ذکر ہم ماضی گنتی قذیر پر ہون ماضی
 خدا سے جیتک متوشنا ساحریم دل کا ہر شوق بجا
 کہاں ہن ایسے نصیب اپنے کہ ٹھکے مضمون اب لکھے
 ملا ہر شکوہ دل مصفا پر کیو بھی دیکھتے ہن اچھا
 جنون کا ہمپر قلعہ جامہ قبا کہاں کی لباس کیا
 کس آستانے پہ جا پڑا ہوں کہاں آئی میں جہیل ہوں
 کہاں کا گلاب ہر دیکر کیا بتا دو کہ چہ کا اوسکے رستا

نہ تھا مناسب غریزہ کرنا موسے پر دو
 جو صفیہ ہو برگ ہا میں کا تو خامہ ہر شل
 سہر سحر ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ
 ورق ہر دیوان میں جو ہمارے تختہ ہر عطر کی
 لگا و رہ جو بلکہ ماضی کسی کے گیسوے غم ہن کا
 مکان کا تب تپا ملیگا کہ کچھ بتا یاد ہو مکین کا
 اوڑھے نامہ کے اوسے پرزے کھلا لفظ خط جہین کا
 پڑ گیا عکس آنی میں سید ماہر ادا و لٹا ہو خطا گین کا
 ہمارے بازو تلک ہو چکا کسی طبع ہاتھ آستین کا
 کہ ہر نہ ادا ہو ہزار چاہوں یہ لفظ ہر سجدہ و زمین کا
 میں پوچھتا ہوں تپا گین کا نشان تیرے جو کھین کا

امیر گزلیون ہی غوشی گلبے سے آواز تک نہ نکلی
 خیال جس رات خواب میں ہی جودا کسی شہر گرس کا

ہوا جو یونہی میں کالہ لہو ادا و مجر خیزن کا
 اگرچہ ہری میں ناتوان ہن شایکے کچھ اثر عیان ہن
 فقط ہر تیرا خیال اعلیٰ کہ راستی میں ہر حال
 کہین گرز زبان کتا کوئی مخاطب نہیں ہر ہلا
 کھلے ہن یہ استخوان پیکر کہ پست ہی پست ہر سرا
 ہزار ہر زمین ہن زبرد کو کونہ زمین ہن حرکت
 بھائیں ہن ابرس کہ اول سے پامال ہے ہر عالم
 ہوا کو زمین ہن عوایا چچن میں مگر کر خواجہ آید

بس ایسا یادہ نہیں کہیں کا کہ رہنے والا ہونین سین کا
 نہیں بازو حین جہر بان ہن نشان ہر چہ آستین کا
 درست اور کبھی ایدل جو نقش ادا ہوا گین کا
 ہا لالہ اظہار غم ہو گیا سوال درویش رہ نشین کا
 کلاہ کا شک ہے میر سر رنگان ہوا ہر آستین کا
 کہنے دور وید نہ لکھتے ہر روئی پشت و زمین کا
 کہ لڑ شہنشاہی نامی اہم سنا ہر شوالیک نجی ہن کا
 سیاہ سی میں میں یہ سجا جلا ہر آب و تاب

جو گھر سے نکلے درجہ ازاد تو سامنا ہو کسی حسین کا
 بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے خسار آتشین کا
 لہو پو نیکی شوہارا جو نام لو آب آتشین کا
 برہنہ دیکھے نہ گورنگو میں کشتہ ہوں چشم سرگیں کا
 کر نیکی اوس چہ جبہ سائی نشان بیتک ہر چین کا
 جبری جو چشم غزال محراب کا دیا رنگ شہرین کا
 یہ کوئی تو نیکو گل پڑا ہوا سی کے بازوے نازنین کا
 گرا ہوا ہے کوئی تارہ لباس زرتارہ جبین کا
 ہنس خوشی سے جو ہر دیوین مزہ طوفانکوں انگبین کا
 نگاہ میں پھر گیا ہاری حجاب وں چشم سرگیں کا
 قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کیلا غزال سپن کا
 الٹ گئی صفت تو نوقاقل ولٹ دیا گوشہ آستین کا

ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدا یا
 غور چکا چھک گئی جس سے چشم مو سے
 بس مست نے کنار سرد خاک ہو گوارا
 یہ میرے نہ آئے کمد کوئی یہ درد کھن سے یارو
 ہوئی ہے تقدیر سے سائی ضرور ہر قسمت آزمائی
 جو دست غربت میں کھینچی نیا بندھا تصور بہن وطن کا
 جہن میں غمچہ نہیں کھلا ہر گل بیان را نکور ہار
 اوس کا پیلا ہر نور سارا کمان کا خوشید عالم آرا
 حسین جو پیشی نہاٹنے ناگین تو جان شیریں ہند لکین
 جو دیکھی نرگس کی شرساری جڑی آئی آنسو وں کی ماری
 عجب ہے آئیے کا مقدر کہ عکس افکن ہر چشم دلبر
 جو تیغ ساعد ہوئی مقابل ٹپ گئی حق مثل لیل

امیر دیکھا جو اس کا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
 کہ نقش ثانی بکھلے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

رویت بای موصدہ

صحن گلشن میں ہوئی ایسی خوش کامنند لیب
 فاختہ کپڑے مراد امن گریبان عند لیب
 سر پہ تانوں سے اودھا لیکے گلستان عند لیب
 خانہ صیاد میں دو دن ہر ہمان عند لیب
 پانچ برسائے اب شکون کا باران عند لیب
 گل پر مرقی کیلئے ہوتی جو انسان عند لیب

سیک کر مجھ نالہ کش سے طرزا فغان عند لیب
 ہونڈ عاشق قدر و معارض کا جو گلشن سے چلون
 رحم کریں پھل ہیریزی سے اڑ گلچین نہ توڑ
 فصل گل اپنے تودہ اوڑھائیگی لیکر تقصیر
 برق آسا ہر فرد زان خندہ گل باغ چین
 چور زکرتیرے رخ رنگین کو اسے رشک چین

کیون نہو پر دم کش مرغ سلیمان عندلیب
فصل گل میں بیشتر موتی بر نالان عندلیب
تو وہ گل ہے جسے ہر سارا گلستان عندلیب
سرور قریٰ خدا ہے گل پہ قربان عندلیب
کیلئے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب
مولے دیکر زر گل و سنگردان عندلیب
لالا بھی ہو خون گل میں ہو کر غلطان عندلیب
دام کو بھی تراگیسو ہے پیان عندلیب
اے گل تر دین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فصل گل میں بھل دکھائیں جو پریوں کا جال
عاشق کامل کو وصلت میں یادہ ہر مال
کون گل ہو جو تیغ گل رنگ پر عاشق نہیں
جو پسند آجائے عاشق کو وہی معشوق ہے
اور کے گل خود شوق میں ہو پناہ پر دست یا رنگ
تو کرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی اور گل جدا
شوق میں لالوں کے جاوے بلغم میں وہ گل اگر
قابو سے میا دین آتی کبھی ممکن نہ تھا
وہ بھی نہ آئے کہ اور سے تیرے صدمے میں کبھی

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر غوثان عندلیب

سچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب
تجھ کو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب
ایک حمت او سکی ہو اس سار کو فر کا جواب
غیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب
کہتے ہیں تم کو بتا دین روز محشر کا جواب
شیشے کا شیشہ بیان تیرے پتھر کا جواب
لے زبان تو او سکے بدلے دیو برابر کا جواب
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب
تھا تو تھا پو دیا سینے بہتر کا جواب

کیا ہنسی ہو گریہ عاشق مضطر کا جواب
در دیا ہو گا شکست کا سہ سر کا جواب
منہ چڑھاتا ہو کر کیا آئینے میں دیکھ تو
شوق سے لکھیں ہر عصیان فرشتے رات دن
ایک دن وہ میرے گھر ہے ایک دن وہ اوسے گھر
جب میں کتا ہوں کو گئے کیا خدا کو کساٹھے
نرم دل سے نرم دل میں سخت گوے سخت گو
بیزبان ہو گوش یار و نکی کڑی کتک سے
اوسے خط بھیجا ہو جھکو ڈاک پر ڈاک پر ڈاک
ہاے ہفت وہ دما ت مجھے بحث عشق میں

<p>آئینہ ہون نہو پہ دو نگا میں برابر کا جواب پانوں کی ظلال دیگی شور و شر کا جواب آڑ کے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب لیکے آیا تھا تری زلفِ معبر کا جواب</p>	<p>تمہ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر کیلئے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی پینک و خطا لکھ کے قاصد سے جو تم سبزا رہو تمہ کی کھائی سیکڑوں بال آئینے میں پڑ گئے</p>
<p>رنگیا خاموش وہ بت بید ہانی سے امیر یا نہ تھا کوئی سوال جان مضطر کا جواب</p>	
<p>آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب جان دینے والے دیتے ہیں برابر کا جواب پانوں اور گٹا بڑھکے دیتا ہر مرے سر کا جواب خشک مغزوں سے ہے شکل مصرع تر کا جواب سر تھا دنیا تھا قاتل تیرے فخر کا جواب بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب کعبہ و تہانہ میں پتھر ہے پتھر کا جواب بت تراشی میں ہے یہ کافر بھی آؤر کا جواب ایک گھر اس شہر میں ہے دوسرے گھر کا جواب</p>	<p>ہے خوشی غم چرخ دیو سپکر کا جواب جو گہو لا دشت غربت میں اودھا بھایہ میں ساتھ فخر کے چلیگی وقت فرج اپنی زبان سجدہ کرتا ہوں جو میں ٹھوکر لگاتا ہر وہ بت ابر کے لکے نہ اوجھیں میرے موج اشک سے وہ کھنچا تھا میں بھی کھنچ رہتا تو فنی کس طرح بیٹھتی جی ملن نہیں اس شیخ کا خط دیکھنا شیخ کتا ہے برہمن کو برہمن اس کو سخت روز دکھلاتا ہے گردوں کیسی کسی حور میں ہر جگہ قبر گداستیکے میں ہر جا گور شاہ</p>
<p>جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیسہ کا جواب</p>	
<p>کہ پیری میں دے تو جوانی شراب اوڑا دیتی ہے نا تو اتنی شراب پیون میں تو ہو جاے پانی شراب</p>	<p>پلاس تیار غوائی شراب وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنگ کی طرح کہان باد امیش نقد یر میں</p>

پلاتا ہے ساقی و بانی شراب
نئے سے ہے بہتر پیرانی شراب
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
پیادوں میں تھی ارغوانی شراب
خضرین مری زندگانی شراب
سرچشمہ زندگانی شراب
ٹپے ساقیا ارغوانی شراب
کہ پر تو سے بنتی ہے دہانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
کمان عقل بر بنا کمان عقل پر
مرے چہرہ زرد کے عکس سے
ہوئے مست کیجا جو پھوٹو نکارنگ
کمان چشمہ خضر کیے خضر
خضر ہوں اگر میں تو جا کر پیون
گلستان ہر پھولوں سے کیا سل لعل
عجب ساقی گندمی رنگ ہے

رہے طاق پر پارسی امیر
پلاسے جو وہ یار جانی شراب

آئیگی اس چمن میں اکھی بہار کب
بیٹیا زمین پر اوٹھ کے ہمارا غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشہ و امان یا ر کب
حاضر ہوا بہ حضور میں یہ جان نثار کب
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب
اکرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب
کھیلو گے یکسو بلوے کا شکار کب
جائیگا بہر حضور کے دل سے غبار کب
بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب
مرنے کا میرے اذ نکو ہوا اعتبار کب
اگر دشمنیگی اسے مرے پروردگار کب

لائیگا رنگ خون دل اغدار کب
رویہ ہمارے حال پر ابر بہار کب
اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
مقتل سے وہ پہرے تو قضا نے یہ عرض کی
داغون سے نل چمن ہر کرون ضبط آہ کیا
نامع خوشی سے کون اوٹھاتا ہی بار عشق
ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے ستر ہے
ہلکولہ کے خاک میں بھی جب ہوئے نہ نما
کہنتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
کیا کیجئے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
میں خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گرد با

<p>آخر تمام ہوگا غم انتظار کب خوش ہوگا انکو کھا کے سنگ کو یار کب تغلبیم کو اوٹھانہ ہمارا غبار کب سونگے وہ بوسے نافہ مشک تار کب کرتا ہے عاشقون میں وہ ہلکا شمار کب ہوگا یہ تیر میرے گلجے کے پار کب آئینا چین تخت کو دل بیکار کب آہا نہیں سہے گریہ بے اختیار کب کرتے ہیں شکوہ ستم روزگار کب</p>	<p>مشرین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے اے ہا کو بھی نہ مرے استخوان پسند برہم نسیم کو چھ جاناں ہر کس لیے جبکا دماغ ہر ترے جوڑے کی بوسے مست ہم کیا سچو کے یارے رکھیں امید قتل یار بنگاہ بھر کے وہ دیکھیں گے کیا دھرم میں تو ترپ ترپ کے ہو عشق میں تمام کیا بیکسی کا شکوہ کروں میں فراق میں جو بچو جانتے ہیں فلک کا شریک عمر</p>
---	---

مرنے کو منع ہم نہیں کرتے مگر امیر
سومر گئے تو اوٹھو ہوا اعتبار کب

روایت تار فوقانیہ

<p>دوست کے دوست کا دشمن ہے جو ہر دشمن دوست شاید آجائے مرے ہاتھ میں بچی اس دوست لاکسی دزد مہانت پیرا ہن دوست غور کرو دیکھ کہ ہر خانہ دل مسکن دوست برگ آسان ہر گھر کون سے شیون دوست دیکھ کر کامل پر پتہ پس دشمن دوست یا اگر بیان ہو مرے ہاتھ میں یاد اہن دوست آئینہ اور تاشاے رخ روشن دوست گرم جولان نہ کسی دور ہوا تو سن دوست</p>	<p>کیون نہ کھلے مجھے جو خاری ہر ہم زن دوست دیکھ کر بھل و خاریہ امید ہوئی مثل یعقوب مری آنکھیں بھی روشن ہو جائیں طرف کعبہ نہ حاج کے لیے نادان ہے ملک الموت سے کہہ دو کہ نہ تکلیف کریں شاخ صندل پہ ہوا مار شمشیر کا دھوکا اسے جنون یان کوئی پیکار رہا جاتا ہے ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا</p>
--	--

کہا تھ آجائے جو اوترا ہوا پیرا ہن دوست گر پڑا تھا جو کوئی نخل سم تو سن دوست کہیں آئینے سے بڑھ کر یہ صفا تن دوست	کہ کفن مجھ کو اسی کا دینا نہ بنایا ہوا اسی کو مہ نو عکس عضو کا ہر عضو میں کیونکر نہ پڑے
---	---

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو آئینہ
شمع روشن سے زیادہ ہر فرخ تن دوست

گھر میں ہوں گھر سے ٹکڑے ٹکڑے بھی نظر کی صورت وصل سے جان چراتے ہو کمر کی صورت گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت رہ گیا کھول کے آغوش میں در کی صورت خون کے قطرے نکلتے ہیں شر کی صورت چھپ رہی گردن میں گھر کی صورت جادو راہ عدم سے کمر کی صورت اوڑ گئی جو ہر شمشیر شر کی صورت اور کوئی نظر آتی نہیں گھر کی صورت تب نظر آتی ہے اک مصرع شر کی صورت بچھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت آج خورشید سے ملتی ہو قمر کی صورت چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت بڑھتی جاتی ہو گرہ دل کی شر کی صورت رات دن پانون بھی چکر میں ہیں شر کی صورت	ایک ہی میرے حضر اور سفر کی صورت چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت ہوں وہ کبیل کہ جو صیاد نے کاٹے مے پر تیرے چہر کی ملاحظہ جو فلک نے دیکھی جھانک کر وزن دیوار سے وہ تو بھاگے تیغ گردن پہ کمر ہو سنگ پر آئین دم فرج گون کتا ہو ملے خاک میں آنسو میرے نہیں آتا ہو نظر المدد ملے حضر اجل پڑ گئیں کچھ جو مے گرم ہو کی چھینٹیں قبر ہی وادی غربت میں بنے گی اک دن خشک سیر و ن قن شاعر کا لہو ہوتا ہے آفت آغاز جوانی ہی میں آئی مجھ پر جلوہ گریام پہ وہ مہر تھا ہے شاید دہن یار کی توصیف کڑی منزل پر نوبار چین غم ہو عجب روز افزون ہوں گولے کی طرح سے میں سراپا گردش
---	--

بارش سنگ حوادث ہونہ کس طرح مہیا
آہر شکل شجر اشک شمر کی صورت

زنگ فق صبح کو کیوں ہونہ سحر کی صورت
دل شکستہ میں وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
ہوش اڑے تھے تو اٹھے تو خبر جہالت سے
چمن دہر سے کیوں قطع نہ بخش مراد
جھک گیا بار مجت کے اوٹھانے کے لیے
دیکھتے ہی مجھے چوزنگ کیا قاتل نے
سایہ آساتے کچے میں ہر سب سے مجھے رسم
باندھ رکھ کے گروہ میں کہ بہت توڑی ہے
رات دن کعبہ دل میں ہر بتوں کا جمع
شکوہ کس کسکا آلتی میں شب بھر کروں
اس نزاکت پر میں ہو جانے صد تے قاتل
وہ تہید دست ہون تذکرہ شمع کا ہے کیا
ظفر آنکھوں کو دکھاتی ہر تماشا تری نیرم
عمر گزری ہر مری وادی غربت میں مگر
شہر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
سچ لے دیدہ تر مزع دل کو ایسا

پھرتے ہیں شام سو شب بھر دھڑکی صورت
گر ٹپا اڈتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت
نیند کیوں اڑ گئی آنکھوں سے خبر کی صورت
تپا پٹا نظر آتا ہے تہر کی صورت
ابھی کھینچ بھی نہ چکی تھی مہر کی صورت
تیغ ابرو بھی چلی تیسرے نظر کی صورت
راہ دیوار بھی دی گئی مجھے در کی صورت
آبرو ہو جو حسد ادا دگر کی صورت
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت
منہ چھپا یا بڑا جل تے بھی مگر کی صورت
ہاتھ بھی تیغ لپکتی ہے مگر کی صورت
صورت گل بھی ند کی بھی زرد کی صورت
تیلیان دو تپتی پھرتی ہیں نظر کی صورت
اب تلک یاد ہو کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت
اڑ کے نامہ مراپوئے گا خبر کی صورت
نخل تا تم بھی پھلے چھوئے شجر کی صورت

قبر میں چین سے یاروں کی گذرتی ہر گھبراہٹ
پانوں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں گھر کی صورت

بات کرنے میں تو جاتی ہر ملاقات کی رات
کیا بیری بات ہر بھلاؤ یہ میں رات کی رات

<p>ہر وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات کیسے کس طرح کئی قبلہ حاجات کی رات خوب ہوتی ہو بسر اہل خرابات کی رات ہو یہ اللہ و پیہر کی ملاقات کی رات ہر توقف ہمیں اس جاتو فقط رات کی رات وصل کی شب ہو نہیں جن حکایات کی رات</p>	<p>وئے : ہاں سے نہیں کر کہ شبتاب سے کم نرا بلکہ زلف میں بھنس جا تو اتنا پوچھوں شام سے صبح ملک چلتے ہیں جامِ حویش وصل چاہا شبِ معراج تو یہ عند کیا ہم مسافر ہیں یہ دنیا ہر حقیقت میں سرا چل کے اب سو رہو باقی نہ نباد صاحب</p>
---	---

لیلۃ القدر ہو وصلت کی دعا مانگ مہر
اس سے بہتر ہو کہاں کوئی مناجات کی رات

<p>ہرین غزالانِ حرم صیدِ سگان کو ہر دست پھٹ پڑے دشمن پہ یار بآسمان کو ہر دست دو جگہ ہکو بھی تھوڑی سی میان کو ہر دست معتکف چلے نشین ہرین ساکنان کو ہر دست کون ہر چھ سے زیادہ درمیان کو ہر دست تقدیسوں سے کم نہیں ہرین ساکنان کو ہر دست جلد دکھلائے ہمارے بغیر ان کو ہر دست سخنِ اقرب سے ملا ہکو نشان کو ہر دست حکم حیدر ہو صدا سے پاس بان کو ہر دست ہرین خوشاق بہشتِ جاودان کو ہر دست یاد آئے ہکو کیا کیا پاس بان کو ہر دست سستی ان بڈیوں کے ہرین سگان کو ہر دست وصف تو فرود کی کر میں بیان کو ہر دست</p>	<p>بڑھکے کچھ کہنے سو بھی ہر غروشان کو ہر دست کیا زمین پکڑی ہر عالم نے میان کو ہر دست دور آئے ہیں ہم اسی ساکنان کو ہر دست کی شقت جنے ہو نچا وہ میان کو ہر دست باغِ جنّت پر بھی تیا ہوں اسے ترجیح میں ستے ہرین تسبیح میں تقدیس میں تسلیل میں او فلکِ اشل نہ گسے یہ ہے چشمِ شوق جھک گئی گردن گریبان کی طرف جب قوت فکر ہر یقین پر حجتِ ثور شید سے جلدی سحر گلشنِ جنت کی کیا پردا ہر اے رضوانِ انھیں بلبلوں کے چہرے جب باغ میں جا کر سنے لے ہما بیغائرہ تو نے قدمِ رنجہ کیا دیکھو ان اوداغ کے ستارے دیکھیں</p>
--	---

جب گھلا تفسیر سے مضمون خبات نعیم یہ ہر آشکوں جو دریا مچ زن ہر رات دن ہو نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا نامہ برین جاتا ہوں پر بتا سکتا نہیں	میں سمجھا دینے قرآن میں بیان کو دوست مردم آبی بنے ہین رہروان کو دوست اور ہی کچھ ہین زمین و آسمان کو دوست بار بار کہنے کیا ہے امتحان کو دوست دل ہین بولت مک نہیں آئی نشان کو دوست
--	--

چاہتے ہو وہ اب لو اسکو بغل میں یا میر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کو دوست

ردیف شلے شلے

گریہ بے سوا ہونا لے دل ناشاد عبث کھینچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے تھما ایک ننگ آتا ہر بیان صنعت اک جاتا ہر بندہ ہوں تیری محبت کا میں جاؤ لگا کر ان ایک مشتاق شہادت بھی تو جو ہر نہ ہوا وہ گل آ یا ہر نہ آئیگا کبھی گلشن میں داد بھی دیگا وہی جس نے یہ کی ہر بیداد لاکھوں گھر اور ہین دلیں مری کیا رکھا ہر عمر رفتہ پتا سفت سے نہیں کچھ حاصل تسکے درد و دل عشاق یہ کتا ہر وہ بت بال بال او سکا گرفتار بلا ہوتا ہے جان دی کام میں عشوق کے سب کچھ پایا	دادرس کوئی نہیں شلوہ بیدا و عبث حوصلہ دار لگانے کا ہے جلا و عبث رنگ بھڑکے نقشے میں ہر ہر اور عبث بند کرتا ہر نفس میں مجھے صفا و عبث تجھ میں جو ہر ہین یہ اعتراف فلا و عبث سرد قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث دوڑتی پھرتی ہر ہر سو مری فریاد عبث کرتی ہر خانہ خرابی اسے برباد عبث وہ ہمیں بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث بند سے اللہ کے ہو مجھے ہر فریاد عبث بندہ عشق کو سب کہتے ہین آاد عبث کون کتا ہے کہ تمی محنت فرما و عبث
---	--

انبیاء تک سے پابند شریعت کے امیر

ظاہری قید سے گھبرائے ہیں آزاد بحث

ردیف حبیم

اکل تک ترا تھا موت کا ہوا انتظار آج
گذرا ادھر سے کیا کیا کوئی محل سواری آج
نکھر اٹھا ہے رنگ عروس بہار آج
کل سو ہوئے تھے قتل مرثیے ہزار آج
کل کانکالتے ہیں وہ مجھ سے بھاری آج
بیٹھے ہو پاس آ کے کہو کیا ہے یار آج
تجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج
رہ جایے آبرو مری پروردگار آج
شاید کہ پی گئے ہیں بہت باد غبار آج
کھڈتا ہر تیرے کوپے میں کسا ہزار آج
شب بھر ہے فسانہ گیسوے یار آج
اودل ہی تو وقت ہر بہشت نہ بار آج
شاید چمن سے ہوتی ہر فصاحت بہار آج
باقی رہیگا ایک نہ دامن میں تار آج
باقی کہیں کہیں ہر جو نقش و نگار آج
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

آنے سے تیرو پاس ہوئی محبو یا ر آج
مجنون کی قبر سے جو اٹھا پھر بھاری آج
تم بھی بناؤ کر کے چلو سیر باغ کو
قاتل جو یوہین روز ترقی ہر حسن کی
ہاں سچ ہو فید بوسہ گیسو کی ہر سزا
اکل تک تو بیکر سلیے سے تم بھاگتے تھے دو
حسرت کے بعد مرگ بھی آنکھیں کھلی رہیں
مد نظر تہون کو مرا امتحان ہے اب
خاصی برہنہ سر ہر تو زخمی ہر مقترب
مشتاق قتل کون ہوا رات کو نشان
بہرام دراز ہے شبِ فروقت تو غم نہیں
کھینچے پگٹے ہیں تیغ وہ بڑھ بڑھ کے رکھ قدم
روما ہے باغبان در گلشن ہزار آج
کاشٹون میں لپٹا ہر جون جس کو چھوچھو
کل پہلے دھنیں بھی صاف شاہیگا آسمان
قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا

رہ رہے ہچکیان مجھے آتی ہیں کیوں آج

کرتے ہیں یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

پہری ہر باغ باغ نسیم بہار آج

گلشن ہر جگہ گلزار آج

پھول لگاؤ بیچ دشت میں پھر لا لہ زار آج
 بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
 تڑپا رہی ہو حیرت لذت وصال کی
 جاگا ہوں عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہوں
 میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہو بے قرار
 جھنجھلا کے بوسہ لب جان بخش پر کہا
 حورینِ خان میں بیٹھی ہرچ امن سمیٹ کر
 گرم خرام رات کو ہو گا کھد پہ یار
 بسمل نظر سے راہ میں لکھون ہر مرغِ دل
 منظور کس کا نسل سے تیغ نگاہ سے
 سیکش ہر زیر سایہ انگور نالہ کش
 وہ کیا شبِ فراق میں کوئی نہ آئے گا
 پہلو میں غیر کے ہو مقرر وہ جانِ جان
 کل تک سواری آئے یقین ہو بہار کی
 سر پہ سے ابر ساقی و مطرب ہر سانسے
 قدموں پر اد کے چکو تڑپ کر گر ادیا
 کل تک جو کچھ دکھایا ہو دیکھا ہے دیکھے

چھالوں سے چھیر کرتی ہو پھر نوکِ خار آج
 آئینہ کھیلتا ہے ہر ن کا شکار آج
 کل پی تھی جو شراب ہو اوسکا خار آج
 کدور سے خموش چہ راغِ مزار آج
 مشتاق صبح خود ہو شب انتظار آج
 کچھ موت تو نہیں ترے سر پر سوار آج
 اودھا ہو کسکی خاک سے یاربِ بخار آج
 ہر نفس پاپ بنے گا چراغِ مزار آج
 گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہیں شکار آج
 پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج
 ساقی جن میں تیری پڑی ہو پکار آج
 بیٹا مکہ ہے موت کا بھی انتظار آج
 دل کو کسی طرح نہیں آتا قرار آج
 نکلا ہے پیش خمیہ ابر بہار آج
 اس سے جوشِ رحمت پروردگار آج
 کیا کام آگیا ہے دل سے قرار آج
 دکھلائے کیا شیت پھر درگاہ آج

روستے ہیں پھوٹ پھوٹ کے کیوں لبِ اکہم
 دیکھو تو ڈوٹی ہے کوئی کیا نوکِ خار آج

جلے تمہارے رخِ آتشین سے دامنِ موج
 یہ انتظار ہے سال پہ کسکے آنے کا
 پہلے وہ ہے جو نیجا سے برقِ خرمین موج
 سرِ جاب ہے ادنیٰ بلند گردنِ موج

خیال زلف میں کرتے ہیں جم تری کا سفر یہ خون ہو تری ابرو کی تیغ کا قاتل عبث ہو تجکو قریبوں سے چشمِ دادرسی ہم سے رونے پہ آتی نہیں کسے رقت یہ خون ہے تری تیغ نگہ کا دریا میں فقط نہ دیدہ تر سے لگون ہر چشمِ جاب	لپٹ نہ جائے کہیں ابرو کے مار و مہرِ نوج کہ آج تک نہیں جاتا ہر عشقِ تنِ نوج سے نہ بحر میں گوشِ جاب شیونِ نوج جاب دتے ہیں آنکھوں پہ رکھکے دامنِ نوج کہ چشمِ مردمِ آبی سے زیرِ جوشِ نوج خمیدہ شرمِ شرہ سے ہوئی ہر گردنِ نوج
--	---

ڈور ہا سے مجھے بھر کس خطا پہ اسی

جاب کا نہ مخالف ہوں میں نہ دشمنِ نوج

دنیار کی نہ حکو درم کی ہے احتیاج خطِ عذر اریا در قسم بے رقم ہوا دل نکلے کیفیت میں ہیں جامِ جان نما اشکوؤں کے ساتھ عشق میں لازم ہوا ہم سچے ہیں آنسوؤں سے اپنی کشت کو بے احتیاج کوئی نہیں اس جان میں ہر شگِ سجدہ گاہ سے شوقِ سجود میں کب کب میں ہوں لبِ لبانِ تجھے انو فلک	بس تیری اک نگاہِ کرم کی ہوا احتیاج اس خط کو کیا ودات و ظلم کی ہوا احتیاج کب سیکشون کو ساغرِ جہم کی ہوا احتیاج جو ہر سپاہِ اوسکو علم کی ہوا احتیاج سے ابر کسکو تیرے کرم کی ہوا احتیاج ناوک کو پیر کی تیغ کو دم کی ہوا احتیاج ساجد کو دید کی نہ حرم کی ہوا احتیاج جان سے اگر تو رنگِ شکم کی ہوا احتیاج
---	---

وغدہ کیا ہوا ستے تو آئیگا وہ اسی

کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہوا احتیاج

روایتِ حلی

آزاد و دل کو صاحبِ زلفی کی طرح دیدہ و دلین کے کما ہو کیا تو تم اشک	کر و زمین تم کو بختے ہونے کی طرح رنگ پیدا کر زمین میں لگے دانی کی طرح
---	--

<p>صورت آئینہ ایدل تما کجا دیدار رخ درود دل دل تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہیں ماوکل نواز نگہ اچھی نہیں یہ تاک جھانک بادہ خوار و ملک کیا خورشید محشر کا ہے فوف جب کبھی آتا ہر دل میں تیری چوٹی کا خیال چشم فتان اونٹے کتنے ہے اگر ارشاد ہو ایک بار ابرق تکلیف اور کر جھگڑا سٹے تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بیا اچھوٹا بابا و رہی دکھلا کوئی عالم وسیع در سے کعبے کے نہیں اوتھسا سراپا اسلیے چار دن کو کیسی طرح آشیان لے عذرا لیب اوکمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ و لکوا آجالیہ یاد سوزن شرکان سے چین</p>	<p>خاک چھان اب کچھ گیسو میں شانے کی طرح اور جو سنتے ہیں تو سنتے ہیں شانے کی طرح اوڑھ جائے دیکھنا کوئی شانے کی طرح چار بار ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح ہم بھی کچھ نیرنگ کھلائیں شانے کی طرح پھونک دے مجھ کو بھی سیر آشیانے کی طرح دل میں آتے ہو تو آؤ گھر میں آنے کی طرح سنگ پر ٹھہر یہ عالم قید خانے کی طرح اسمیں بھی کچھ کچھ ہر ترے آستانے کی طرح بوالیوں پر کاٹ دین آشیانے کی طرح تیرے شہساق ہم بھی ہیں شانے کی طرح زخم میں اچھی ہر یہ شانے لگانے کی طرح</p>
--	---

کہتے سید و اس زمانے کے اہل ہا میں امیر
 حال ہماروں کا سنتے ہیں شانے کی طرح

<p>جس دن رشک ہر مجھے منہ دکھائے صبح پیر سخاں کی بزم میں بخت سیہ کمان نگاہ سیکشی کا مناسب ہے گرم ہو ایسا کیا ہے چرخ نے کو تار و فوٹول اہل جان بیل میں سک میں جس میں ایسا شب و فراق کیا تینے اتل</p>	<p>تار و فوٹول شام نہولے خدے صبح جنت میں جیسے شام نہیں ہر سولے صبح کیا سوسر و طوقی ہر ساقی ہولے صبح کیا فوٹول ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح اللہ رو ہے زشت نہ انکا دکھائے صبح آنکھیں سفید ہو گئیں اپنی برے صبح</p>
---	---

پوچھو نہ کچھ جوانی مہیری کی سرگزشت صبح شب وصال پر روتا ہوں میں لہو شاوی کی رکھ آمید جو غم کا ہوسا منا شکل سے ہوتی ہر شب فرقت اگر تمام صورت شب وصال کی آتی ہر کب نظر ہوتے ہی صبح گھر سے سدھا راوہ مہروش میرے جنون کا پیچہ خورشید میں چر رنگ	یہ ماجرے شام سے وہ ماجرے صبح مثل شفق سے سرخ سراپا رولے صبح بعد سواو شب سے مہور ضیا کے صبح دور تاہوں کوئی اور نہ فتنہ جگاے صبح تاخیر ایک دن نہیں کرتی دعاے صبح کیون آتش شفق سے نہ جلکو جلے صبح کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قباے صبح
--	--

بیجا سے دخل غیر شب وصل اسے الیمہ
دروازہ بند کیجیے آنے نپاے صبح

روایت خاں کے مجھے

کیا کیا جلاہر و دیکھ کے رنگ شراب سرخ نہم رنگ اہل فرخ نہ ہوگی کسی طرح گشتہ جو تھا میں ایک بہت سرخ پوش کا ہم دل جلن کا سینہ ہو بخانے کا جواب رہتا ہے دل میں بادۂ گل رنگ کا خیال غازہ جو او سے رات کو منہ پر لگا لیا فرقت میں یاد وہ سرخ گلگون جو آگیا قاصد سمجھ گیا میں یہ ایما سے قتل کا چھوٹے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار چھتا ہے نور عارض گلگون سے اس قدر ادھر اجواو سن نگار کا جہن شباب میں	مجھے سے ہو گیا سرخ آفتاب سرخ گل ہو ہزار سرخ نو کا گلاب سرخ ہاتھ آئی حشر میں مجھے فرد حساب سرخ وہ دن ہو شراب سرخ بیان ہر کباب سرخ ساقی سے نہ کیون مری چشم پر آب سرخ مانند آفتاب ہو اما تھا ب سرخ خون روئے اس قدر کہ ہوا فرش اب سرخ شیرین سے لکھا مجھے آئے جواب سرخ یا قوت کی طرح سے ہو درخشاں آب سرخ ہو جاتی ہے سفید بھل و کی نقاب سرخ دریاے حسن میں نظر آئے حباب سرخ
---	--

یہ تو سے تیرے شانِ جمال و جلال کی مغمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی یکسو خونریز بیاں شکستہ ہرین قاتل کی وضے سے سندھی لگا کے ہاتھ جو دھوڑوہ گلبدن	سے روے مہ سفید رخ آفتابِ سرخ بہور کی پیالیوں میں ہر شرابِ سرخ جوڑا گلے میں سرخ کمر بین ہر ڈابِ سرخ پانی ہو کیونٹ لٹشت میں شل شہابِ سرخ
--	---

مطلب نہیں امیر کو جو ردِ قصور سے
ساقی ہو سبز و رنگ لکھی شرابِ سرخ

ردیفِ دالِ محلہ

کون اونٹنایگا تمہاری یہ جفا میرے بعد ہو نہ نالان کہ ہر اتنے لیے مرنے کی خوشی جتنا جی چاہے بلاؤں میں بھنسا لو مجھ کو ہر وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب شکر سے کچھ تو محبت میں ہوا رنگِ اثر کون ماتم میں ہر یون دل کا جلائیو الا ضعف میں ہر تن مجھوں بھی مہ نہ لو لیکن مر گیا ہوں میں صنم تیری فراہوشی پر تھا وہ لبیل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا خون مرا کر کے بہت ہاتھ ملے قاتل نے تھی میرے دم سے فقط او کو ستم کی تیزی میرے مرنے ہی ملا خاک میں یہ اوجِ جنون نہ گناہ تار سے مارا نہ کسی کو اس نے خوش غلوں نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبیر	یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد چین سے سوئیگی سب خلقِ خدا میرے بعد کوئی پاؤں گے نہ مشتاقِ بلا میرے بعد کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد تین دن اوتھے لگائی نہ خامیرے بعد گل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد سے وہ عالم میں تو انگشتِ نامیرے بعد یاد کرنا نہ مجھے بہر حالِ امیرے بعد چمن حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد تہ جاپر نہ جہاں رنگِ خامیرے بعد نرسے جو ہر شمشیرِ جفا میرے بعد دشت میں کوئی بگولہ نہ اوتھا میرے بعد یاری سے کھنچ نہ سکی تیغِ ادا میرے بعد یک قلم چھوٹ گئی مشقِ جفا میرے بعد
--	--

زینت محفل ارباب سخن تھا میں **میر**
 نہ رہی رونق بزم شعر امیرے بعد

سوت پھر جاتی ہوا نکو غنیم اگر آتی ہر نیند
 ہجر میں مجھ تک جو آتی ہو تو گھبرا تی ہر نیند
 دیکھتا ہوں او کی پلنگہ کو جو آجاتی ہے نیند
 ربحر کی شب ایک تو یوں پرین آتی ہر نیند
 درود دل کتا پرین جہاں کتے کہتے ہیں وہ
 تیرے چکھو کا اگر آنکھوں کو بند ہوتا ہر خیال
 ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو حجب میں
 جاگتے میں جو فرشتوں کو نہیں آتا نظر
 جاتے ہو بند کیونچہ تیری آنکھیں وقت خواب
 یکتا ہوں روز یہ مکرمین شتاق حیاں
 غفلت پیری ہر ابھی زو جانی تک ترنگ
 غافلوں کو اور غافل میری صحبت نے کیا
 ڈرتی ہر میرے سپہ خاں میں جوتے ہوئے
 خواب میں ہر شب نظر آتے ہیں کیا کیا ماہر و
 چشم واپس شام سے ہر چند درواز کی طرح
 عین غفلت میں ہیں خوش طرح یہ اہل جہاں
 سخت جان ن ہجر میں پرتی ہر گرتخ اہل
 میں تو کیا محفل میں او کی کجا سو جاہ میں پانوں
 ہجر میں آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہیں

رات بھر ہر کوئی ترشے مجھ کو دکھلاتی ہر نیند
 مانگ کر پلنگہ کے پر آنکھوں اور جاتی ہر نیند
 جا کر دیوانہ مجھ سے تنکے چڑا تی ہر نیند
 اور بک بک سے ترناصح اور سجاتی ہر نیند
 ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمیں آتی ہر نیند
 کہ ایک شب تاب بنکوصات اور جاتی ہر نیند
 احوال کیوں تو ہم کو نہ کہ نہیں آتی ہر نیند
 وہ تماشا خواب میں انسان دکھلاتی ہر نیند
 اہل بنش چشم پوشی تجھ کو سکھلاتی ہر نیند
 آج دیکھوں میر کیا کیا مجھ کو دکھلاتی ہر نیند
 رات کے جاگے ہو کر جو جیسے آجاتی ہر نیند
 آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہر نیند
 سوت کو ہر راہے لیتی ہر تب آتی ہر نیند
 اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہر نیند
 کیا ہجوم پنج سے آئے نہیں پاتی ہر نیند
 جیسے ہنس شہر میں ہو کر کو جو آجاتی ہر نیند
 یوں اچٹ جاتی ہو وہ چٹ جاتی ہر نیند
 نرم بستر پا کے کیسے پانوں پھیلاتی ہر نیند
 کام کیا راحت کا کیوں تکلیف فرمائی ہر نیند

ہجر جانان میں جو سو غزون سے آتی ہے امیر
خفگان خاک کی صورت سلا جاتی ہے نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سر طور پسند
جتنے میوے چین ہرین ہرین دن سب میں
شکل ملتی ہر تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
اور نمنوں سے نین بزمِ جہان میں کچھ کام
کاش جراح چمک دے کہیں تھوڑا سا نمک
بیری تھوڑے کے ہرین کان ہوائے شتاق
تیرہ دل چاہیہ کیوں سا کج جان میں اندھیر
ہوں میں شاعر ہو مجھے شعر سے زحمت ایسی
کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کہی
کاش کراہ مرے گھر کی چلے اور طرف

بھکوا دس چہرہ پر نور کا ہر نور پسند
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند
کیون نہ ہو بھکوا دس شب دیو پر پسند
اپنے کافون کو تو ہے نعمت منصور پسند
میرے زخون کو نہیں مرہم کا نور پسند
ذکر لیلے کا نہ شیریں گلے کو نور پسند
شہرہ کو ہے سوا دس شب دیو پر پسند
جس طرح مست کو ہوا دہ انگور پسند
خود ہوا دار پر رہنا تجھے منصور پسند
آئیے کو نہ کو ہے وہ تہت مغرور پسند
یہ طریقہ نہیں مجھ کو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہوں بہت اہل وطن سے میں امیر
کیون نہ دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہر یوں جہان میں اہل ہوس کے گرد
پھولوں کا ڈھیر روز لگاتے ہیں گافروں
گھیرے ہیں مرد و عجم دل لان کو عشق میں
ساتی بھو باد و خوار ملاست پسند ہوں
گھیرے ہیں تخی یا نگاہ کشان عشق
دوران سرین آفت اب کیا یہ حکم ہے

ہو بنگبوت گھات میں جیسے گلے کے گرد
میرتا ہی پھول والوں کا میلا قفس کے گرد
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جہاں کے گرد
ساجد بکھن پھر اہل جن جن میں گلے کے گرد
منظوموں کا ہر دم ہی قریا دس کے گرد
بیارنگے پھر ہے یہ قفس کے گرد

سر پہر گیا کیسی پاک یاد آ گئی	دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر میں جس کے گرد
عالم تمام بحث عقول عشرین سے	کیا سیر ہو کہ ایک زمانہ سے دس کے گرد
سود آ زلف میں میں غریز چہان ہوا	ایسا فراملا کہ پھر اساتپ دس کے گرد

حسرت سے دید گنبدِ مولا کی لے امیر
آنکھوں کی تیلیاں ہوں تصدق کس کے گرد

پہنچا نہیں کو جو بہت و نحوہ میں قاصد	کیا جانے کہاں بیٹھہ رہا راہ میں قاصد
اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا میں نے خط شوق	لیجا مرے نالے کو شبِ ماہ میں قاصد
مکتوب میں : چاہے زخندان کی ہر تعریف	ڈرے نہ کہیں ڈوب مرے چاہ میں قاصد
اوس بت نے کالاتھا اگر حبیہ تلک آتا	کیون بیٹھہ رہا نہ اللہ میں قاصد
کیسا چہن کو چہ جانان میں گیا جلد	بٹھہراتہ کہیں شل صبا راہ میں قاصد
لیکر خب نہ بار پھرے جلد اتنی	بھیجا جو بڑے صدمہ جانا کہ میں قاصد
خط لیکے گیا ہے کئی گزرے ہین مینے	آتا ہے اوھر دیکھے کس ماہ میں قاصد
خط او سے لکھا چ ہوئے کتنا تو قسم کو	یہل حضرت عباس کی درگاہ میں قاصد
دو میل ہو کر کے ذرا ماندہ دوبارہ	گر جاے نہ خط کھل کے کہیں اد میں قاصد
خط پڑھتے ہی ہوتے وہ اوھر آپے روانہ	ہوتا ہوا اثر کچھ بھی ہری آہ میں قاصد

بھینجا تھا امیر او کو تو اک بت کی گلی میں
سید عالم اللہ کی درگاہ میں قاصد

روایتِ دالِ محلہ

خبرفت آں نگر اتنا روانی پر گھنڈ	سخت کمر فی ہواک دو دو تہائی پر گھنڈ
شع کے اتد کیا آتش نہائی پر گھنڈ	صورت پر دانہ کر سوز نہائی پر گھنڈ
سے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھنڈ	بے سون کو بھی ہوا اپنی نعت جانی پر گھنڈ

مازا دھانیکا ہوا اسکے حوصلہ اس جان ناز
نوبت شاہی سے آتی ہر صدا شام و صبح
دیکھا و نادان کپیری کا زمانہ ہر قریب
چار ہی نالے ہمارے شے چکی لگ گئی
عفو کے قابل مے اعمال کب ہرین ای کریم
شمع محفل شامت آئی سے تری خاموش ہو
لیع شاعر کے زور وں پر کمر کینہ ناز
چار و چون میں چھاری چشم تر کے رگیا
دیکھنے والوں کی آنکھیں آنے دیکھی تھیں
عاشق و معشوق اپنی اپنے عالم میں ہر بہت
تو سہی کلمہ ترا پڑھوانے کے چھوڑ دیا
سبز خطا جلد یارب رخ پراد کے ہو نمود
گور میں کہتی ہو عبرت قیصر و فقور سے
سہی یہی تاثیر آب خنجر جلا دین

اب تلک تجھ کو سے زور نا توانی پر گھمنڈ
اور کر لے چار وں اس دار فانی پر گھمنڈ
کیا لڑکپن سے کہ کرنا سے جوانی پر گھمنڈ
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بانی پر گھمنڈ
تیری رحمت پر سے تیری مہربانی پر گھمنڈ
دل جلوت کے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ
سکھوتا سے جوانی میں جوانی پر گھمنڈ
ابرنیساں کو سہی تھا در فشانی پر گھمنڈ
حق بجانب ہوا اگر سے لہن ترانی پر گھمنڈ
دان نزاکت پر تو یان ہونا توانی پر گھمنڈ
زاہد وں کو ہر بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ
خضر کو سے اپنی عمر با و ادانی پر گھمنڈ
کیون نہیں کرتے ہوا صبا جقرانی پر گھمنڈ
چشمہ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تغافل کیا امیر
ہرین و نادان جگہ سے قصے کہانی پر گھمنڈ

روایت ذال معجمہ

قلعہ سے نہ کچھ حصار تویند
یا فتنہ روزگار تویند
گندے کاسے رشتہ دار تویند
چار وں ٹکڑے ہرین چار تویند

کیا رو کے قصا کے وار تویند
چوٹی میں سے مشکبار تویند
دونوں سنے نہ درد دل مٹایا
کیا ناد علی میں بھی اثر ہے

سچے مرد زنگار توید
 کھوئے جو تپ غیب ر توید
 گاڑا تہ پاسے یار توید
 بازو پہرین پانچ چار توید
 دیکھا جو سر ہزار توید
 سچے نقش نہ خاک ر توید
 اک تیغ کا خط ہزار توید
 لایا تو سہ سادہ کار توید
 کھوئے جو تراغب ر توید

ڈرتا ہوں نہ صبح ہو شب وصل
 بہکو بھی ہو کچھ ایسا تسکین
 پتال کو بڑبڑا رہی ہو بونچی
 حاجت نہیں او کو نور تن کی
 کشکے وہ نہ آئے قاتلے کو
 پی جانیگے گھول کر کسے آپ
 اسے ترک ٹلین بلامین سر سے
 دُور سے تمہیں کنکھون سے لازم
 اکسیر کا نسخہ او کو سمجھوان

مجمع ہے امیر کی لمحہ پر
 میلے کا سہو اشتہار توید

لا میرے ہی سر سے مار توید
 دہان بغض کے ہرین ہزار توید
 من سانپ کا زنگار توید
 چاروں کونون میں چار توید
 دکھلائے نئی ہزار توید
 ناحق سے گلے کا مار توید
 سمجھا میں جگر فگار توید
 سونے میں منڈھے سنار توید
 ہرنگل میں جو ہون ہزار توید
 دُور سے کا امید وار توید

چوٹی میں اگر سے بار توید
 یان جب کے تو پانچ چار توید
 سہ مار سیاہ او کی چوٹی
 گھر اونکے گئے تو پہنے گاڑے
 لکھے مرے خون سے جو قاتل
 جاتی نہیں ہجر کی تپ حار
 قاتل نے لکھا جو کوئی تیز زہ
 چاندی ہوئی او کی جب دیا حکم
 ہوا ایک سپر نہ تیغ غم کی
 لوتا رنظر مری اگر سے

<p>ہوا دس سے جو چکنا رتو نید سے صاحب افتخار تو نید اللہ سے ترا دقار تو نید</p>	<p>کیون شک سے دل جلے نہ میرا چوئی نے ترے جو سر چڑھایا بازو سے صنم کمان کمان تو</p>
<p>اللہ سے امیر سوز فرقت جل جانا سے برق دار تو نید</p>	
<p>رویف راسی محلہ</p>	
<p>اوگا جو پھول لائے کایہ گویا شلخ شبو پر گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر عوض تو نید کے بازو ہوا دس سے اپنے بازو پر یقین ہو صید ہو ڈالا ہو گویا اپنے آہو پر اگر تکیے سے اٹھتا ہو تو آ رہتا ہو زانو پر پڑے ہو دست در گمان کھدیا ہو تیغ ابرو پر کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر سلمان کیا بھکر غصہ زن ہوتے ہیں ہندو پر جائے ابرو نے دریا میرے ایک ایک آنسو پر اگر بہات میں شب کو نظر پڑتی ہو مگن ہو پر کاپنے داغ غول کی شرفی بانہ ہو زمین بازو پر کاس چلے ہو رکھ دوں ہاتھ صاف کوا بازو پر کب احباب کسٹ آیا جاری لاش کے اوپر نفاذ تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر</p>	<p>دل پر داغ کا مسکن نہیں ہوا دس کے گیسو پر رجوم ایسا ہوا گلشن میں اوسکے قد و جو پر اتنی شکر تیر میرے خط شوق نے پایا کمان جاتا ہو اپنی فکر سے اوس چشم راغزو پر سنبھل سکتا نہیں ہر سو دور نا توانی سے امید قتل تک چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہو یہ شوق قتل ہو کہ قتل میں گلا رکڑا پر شمشیر سے بت پندار کی انگوٹھ کب دست مے روئے نے فرقت میں فلا یا ایک عالم کو چمک جاتا ہو درد دل زیادہ جبر ساقی میں اگر نصبت ہی ہو یہ نظر اتنا ٹھہراؤ دربانان پہ طلب تھا یہ میر انفرش پاسے خبر نہ تھی کہ جو لے سکے طمان تعجب سے پڑا خط بھی تیر حق پامیری سخت جانی ہو</p>
<p>امیر انجام کا کب دجھان رہتا ہو محنت میں</p>	

مسلمان ہوئے بہم عاشق ہوئے اک طفل ہندو پر

فقط کتا نہیں میں شہزادوں میں صراع کیسویں
نہیں خال سیہ جو ہو نمایاں اسکے ابرو پر
وہ شاہ حسن تل بھیجے تو لیر و حشر و نجشے
مرض میں اس کے گھر جا کر عیادت کا فرہ اٹھا
سعر مغر جان تک ہو جو کچھ رواج دل نکلیں
سلام اس ترک کا لینا جو ایما قتل کا شاید
ہو امین سینہ زن فرقت میں جیہ کر کو یاد ہکا
قلمی جوش ہر جھکو و جشیون سیرانس ہر ایسا
خیال لو کہ خمرگان نے یہ سوراخ ڈالے ہرین
کرے تھے نہ گشت میں کبھی و اشک گرم لپٹے
نہایت تنگ ہو قاتل ہماری سخت جانی ہو
کیا دلو بلا کر خاک خاک اپنی بنی دسمہ
سے بازو اگر او تپس کے نے دست حقانی سے
بہشت کرتا تھا دم جہانے کیا وہ میدان گن
مندی کیا حقیقت ہر اگر او میں نہو گوہر
پس مردن بخشی ہو گرفت بیزاری سے
یہ حاجا تاہر تجھے دیکھ کر سوہن ناقد لیلے

رباعی اک نئی بیہوشی ہو زون حیار ابرو پر
نیشیں زراغ نے آ کر بنایا شاخ آہو پر
کہ صد تے سو ہا پھر پھر کے شاہین ترازو پر
وہا سینے پڑی ہی جب ہاتھ رکھ کر او سکازو پر
چمن میں ست برین کیا بلبلیں ہو لو کی خوشبو پر
کر کتا ہو وہ پیشانی کے ہسے ہاتھ ابرو پر
خیال آ یا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر
کر آنکھیں شست میں تھما ہوں نقش پانی ہر
کر تو سے کا گمان ہوتا ہو جھکو اپنے پہلو پر
جواب انکو نہ سمجھو میں یہ جھکے لب جو پر
کرتن پڑھا نہیں پڑا کوئی اسن ست بازو پر
بڑی شکل سے پایا قبضہ اسکی تیغ ابرو پر
جھایا ظاہر رنگ خاسے رنگ بازو پر
نہ سو جھکا کچھ پڑی حیرت کے کچھ چشم بازو پر
نہ کیونکر آہر نہ ہو سکے کی موقوف آنسو پر
چھپے ہم خاک کے پیچے گئے افلاک کے اوپر
سوار اری قیس قیس کیوں نہیں ہوتا ہوا ہوا پر

سوی قد یاد آتے ہیں ہو گشت میں خرمایان بھی

ہمرازی ہیں اسیر آنکھیں ہری قمر کی کو کو پر

کیا قصد جب کچھ کہوں او کو جب کرا

وہی بات ہو دشمنوں میں متحد سے ملکر

اگر امید ضعیف اوسکے کو چے کو چل کر
 مٹی سیر دیکھو سوئے قاف چل کر
 اودھر کی نوجاے دنیا اودھر کو
 وہ کرتے ہیں باتیں عجیب چکنی چکنی
 وہ مضطرب و غمیں کیا سرے ساتھ گھڑوں
 بہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
 گلستان نہیں ہے یہ بزم سخن ہے
 غصبا وجہ پر ہے مری بقیہ داری
 پڑا تیر دل پر چومنے تو نے پھیرا
 نہ آئیگے وہ آج کی شب بھی شاید
 چلو و خشیو بزم گلزار ہر کے
 چھپا کب ہوٹ خاک غالم ہے ڈال دیا
 کمر بال سی ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے
 حضور اوسکے یاتین جو کہیں ٹرتے ٹرتے
 چھپے حق گیری سے سب عیب میرے
 وہ ہوں لالہ سان سوختہ سخت میکش

زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر
 سہراہ بیٹھی ہیں پر یان ٹکل کر
 دہانے کو بد لونہ آنکھیں بدل کر
 یہ مطلب کہ چوٹ بیو کوئی پھسل کر
 تر پتا ہے سایہ بھی کر وٹ بدل کر
 کہ جمعہ سے کسان جاگی تو چل کر
 کہو شاعر دن سے کہ چھو لین نہ پھل کر
 زمین آسمان بن گئی ہے اوجھل کر
 نشانہ اوڑا یا ہے کیا رخ بدل کر
 کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر
 گل آئے ہیں پوشاک میں عطر مل کر
 شمع بنگیا خون میرا اوجھل کر
 جوانی پر اسے ترک آنا نہ بل کر
 کہ شہزادہ اور بادور مطلب نکل کر
 ہوئی پردہ ہر بات میں نہ نکل کر
 کہے ہو گئی داغ ساغر میں بل کر

کہے شہزادہ میرا اس کر کے ہزاروں

مگر رہ گئے تھے پہلو نکل کر

چشم اول و بکا محکو نکل کر
 کسی کس طرقت موت کجنت ٹل کر
 کہ گھٹ کر ہوں قلم نہ دیا اول کر

یہ حق سوز دل ہے تو محشر میں جل کر
 پتری چپ اوجھی وہ تلوار جل کر
 نہ وحدت سے مطلب کثرت سے مطلب

<p>تری بات بھی تیرے ناوک ہنگن جو شام شب ہجرہ کی بھی تو سمجھے چنانچہ میں نہ کی قدر نعم جب کسی نے ترخ اوس بت کا شاید نکلتا ہے پھر جلا تھ مرادل جو چرواندہ آسا جلائے کو دل داغ سینہ ہو حاضر جو کھینچے گا بھی تیرے سینے سے ظالم اونٹیں ہلتے دیکھا تو دوڑیں نگاہیں یہ میری طرف پاؤں محفل میں کیسے عزیز اس قدر نقد جان کیوں ہوا بدل بستر کیوں نہو بیو طن ہو کے مضطر وہ لبھل جو رہا بس بات تھ قاتل نے کہنیا مرادل بھی آئینہ انجمن ہے قدم جب خوشی نے در بدل پر رکھا</p>	<p>گڑی میرے دل میں بجائے مکمل کر قصا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر پشیمان ہوا میرے دل سے مکمل کر کہ قدموں پہ کرتی ہیں لہر میں پھل کر کہا میں نے بھی شمع وادوں کو جل کر مگر تو ہی اے داغ پسو پھل کر تو پیکان سے لیجا ایک گادل بدل کر گئی آنکھیں اون سے بھی آگے نکل کر ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر خدا سے جو چہت تو نذر اجل کر شہتی ستو دریائے مچھلی مکمل کر گلے پہرے گر شہتی تیج اوکل کر دکھاتا ہے سورت گ صورت بدل کر خدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر</p>
--	--

امیر اہل مسجد سے اظہار تقویٰ
 ابھی آئے ہو میکہ سے مکمل کر

<p>دکھائی ادا طرہ ظالم نے چلکر ارادہ ہو خود اونسے پوچھوں میں چلکر جو برسات میں نا دربار چوسنے توقع ہے جو کے میں اگر وہ پڑھ لیں کہیں تجا سب چونکا دے غمیش سے</p>	<p>وہ پیشہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر یہ خط تھے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر بسا نہ کیا خود گرسے ہم پھل کر کہ گستاخ نامہ اونٹیں خط بدل کر دجا بوسے میکہ سے مکمل کر</p>
---	--

<p>یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو زمین پر نہیں پائون رکھتا ہے قاتل وہ بیزنگ پردانو سے عمر انسان نکالا جو پیر بنان لے تو کیا غم کچھ دل نہ کیونکر حسینوں کی جانب دم نہ کرے وہ بیان کس خوب رو کا پڑا ہے جو بے آہن چادر نہ خندان نفس دار کی ایک جا آمد و شد حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین وہ قتل سے تیرا کہ آتے ہیں قاتل نہ جائے کبھی دار و قضا بل کا خالی یہ خواہن سے مثل نگین ہے نشانی مرے قتل سے وہ گر کب سے منکر یہی موزنم جو تو اشکون کی صورت</p>	<p>دکھاتے ہیں جلو سے وہ شکلیں بدل کر کہو خون دامن پکڑ لے او چھل کر دکھاتی ہے یہ تین شکلیں بدل کر بلا لیسگی پھر دستہ رز چل کر جو پارہ بھی دوڑے کنوئیں سے نکل کر کہ سانچے میں آتے ہیں مضمون ڈھل کر ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر کہ مقصود اپنا تمکنا تھا چل کر کہ جو بن شا اشک کی طرح ڈھل کر جو ان دوڑ کر گھٹیوں لعل چل کر جگر و ب سے روک لے دل او چھل کر نہ جائے کسیں نام سے نکل کر خطر کیا ہو پیشی جو کیون ناف نکل کر کسی روز چہ جائیگا دل گھل کر</p>
---	--

ایسے اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
 کہ جن ہو گئی خاک ساتی سے جل کر

<p>ہم چاہتا تھا اوس تک کہ تو درہل کر تھکے تون راہ میں جسکے چل کر ہمارے ہوا جیگا روز روشن کرے وہ جو ہرے کی لپٹے حفاظت مضمون گو سے باعث زلیلت بستر</p>	<p>روانہ کیا عین قساز مل کر وہ وہ ملک بھی کہے نہ گھر سے نکل کر زانے کو بدلو نہ آگئیں بدل کر تو پست جان بھیر میں بن ہو چل کر کہ گھاسے گلن آتے سے نکل کر</p>
--	--

<p>ابھی سے سے تپلا ہو شیشہ پھل کر کہاں جاے بازو سے مچھلی نکل کر صدف میں گھر پھر ہو قطرہ پھل کر کہ بے غم ہے بچوں کو لپٹے نکل کر مرا حی پا کوئی شوے سے نکل کر جو بیٹھیں کبھی مثل چھپک نکل کر پکڑے سپند اسکا دامن او چھل کر کہ دیتے ہیں جھکو خطا و سکا بدل کر چراغ سہرا ہو گھانس جل کر غبار اوس ستار کے دل سے نکل کر کتوئیں بیٹھیہ جاتے ہیں اکثر ابل کر جلایا جو پردوں کو آنکھوں نے جل کر پر سی کس شکنجے میں نازوں سے پل کر بڑے کام آئے یہ لڑکے چل کر مشادے نہ رنگ خالہ تھ مل کر گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر</p>	<p>در اگر م نطردن سے دیکھے جو ساقی لگا رہے دودر سے بیتاب دل کو گرین گرم آنسو جو دریا میں میرے عجب خاک تیر وہی ناگن سے موزی ہے گرم نے کر دیا گرم ساقی یقین ہو کہ پھر جان ہی لین یہ موزی جو وہ آنکھ چلے اہل مفضل تو کیسے رقیبوں سے کیا راہ ہے ڈاکیوں کو وہ مجنون چون شبکو جو صحرایں بھٹکوں ابھی جان دیدن جوئے جھکو مٹی اٹھا ایدل آنکھوں سے اتنا نہ طوفان نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے جھنکائی لحد گلر خون کو فلک نے میرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا کہو تیرا مرنا نہ اوس گلبدن سے وہ لاغر تھا میں ہفت طہزم میں ڈوبا</p>
---	--

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
 دکھاتا ہے کیا کیا ہر نقشے بدل کر

<p>آستین سے جو ہوا دستے تنگ باہر خد سے آتے نہیں میرے سینہ خاں داغ الفت مژدہ میں کوئی چھپ چکا میں یہ سمجھا کہ حاسیان سے خیر باہر ماہ و خورشید چلے جاتے ہیں باہر باہر شمع فانوس کل نور ایک سے نور باہر</p>	<p>آستین سے جو ہوا دستے تنگ باہر خد سے آتے نہیں میرے سینہ خاں داغ الفت مژدہ میں کوئی چھپ چکا میں یہ سمجھا کہ حاسیان سے خیر باہر ماہ و خورشید چلے جاتے ہیں باہر باہر شمع فانوس کل نور ایک سے نور باہر</p>
---	---

غیر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہر یقین
 کیا ہوا خط کا جو اس چاہ ذوق پر ہر جو
 شوق ہو با جو نہ اس چاہ ذوق کا ہر
 ایک گھر میں نہیں ہو سکتے ہیں یان و انس
 ہوں وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہیں نہ نہیں قید
 مجھ چشم سے کیوں نہ اٹک لے نہ تند
 ہوں وہ جاننا زمین آیا تو پہے استقبال
 چاہتا ہو کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کی حضور
 قاصد ہی کیا جو خطاوس تیر فلک میں لکھوں
 شیخ صاحب نے جو زندوں کی سنی ہے آمد
 ہوں چرھتا ہر عیث جان بھی سی سر بھی دیا
 بادہ بخاروں کا زلٹنے سے قید اسے عالم

ہو گا سنگ کو چہ قصاب سے کیونکر باہر
 مور و زن سے نکلے ہیں برابر باہر
 کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
 حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ستر باہر
 غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر
 کہ سپند آگ سے آتا ہے چمک کر باہر
 تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
 آتا جاے سے نہو ایدل مضطر باہر
 چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
 کیسے گھبرائے بچے پھرتے ہیں اندر باہر
 کب ہو آنجہ دست بین او ترک شکر باہر
 بھشیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہو اس پیکر خاکی کی المیہ
 کیا حقیقت ہو صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وشت نے ہزاروں کو پنہائی زنجیر
 ہر جاسے دل صد چاک کا حصہ وہ زلف
 آج منت ہوئی پوری تیرے دیوانے کی
 لے جیونان خدا کو نہ کڑی کر محسوس
 ہر خوشی ہو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
 ترے ہر لمحہ میں ہیں لان میں فقط
 قید کا کہ ہر دلی حشر میں ہوں قید

رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
 شانہ ہو کون جو چہو تاسو پرائی زنجیر
 ملک موت نے پانوں کی بڑھائی زنجیر
 عرش بل جابیکا میں نے جو بلائی زنجیر
 رنگ سو قید سے پائلی رہائی زنجیر
 کھینچتی ہو سے پانوں کی دہائی زنجیر
 ہو گئی جس کو رہی آبلہ پائی زنجیر

<p>یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا کس بچہ کی گل عارض کا میں دیوانہ تھا قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت میں چمن سے پری دست خانی کا میں دیوانہ ہوں پانوں پر انکے گری ہو کے پریشان گل گل اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجھ کو لیچلے یوں تکر وحشی کو قیامت میں ملک اک حسین کا ہونے میں دیوانہ تکلف ہو ضرور تیرا وحشی جو کبھی جان بھر اگذا ہر گھڑی نکل آتش ہوں جو آواز ہنگر اوچھون پانوں میں مجروح تو گردن میں خاش</p>	<p>شیشہ دل میں ہمارے اوترا آئی زنجیر کہ مری پانوں میں پھولی اندھ سمانی زنجیر صبح گل آئی تو سمجھا کہ میں آئی زنجیر چاہیے ہو مری گردن میں طلائی زنجیر مری وحشت نے پری کو بھی پنچائی زنجیر یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر تیر گری ہاتھوں میں پانوں میں پنچائی زنجیر تقری طوق سے زیبا تو طلائی زنجیر طوق گردا بنے موجوں نے پنچائی زنجیر آجہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر طوق لکڑنگ لہو سے ہے خانی زنجیر</p>
---	---

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ افسر
جائے گل سایہ گیسو سے پڑھائی زنجیر

<p>تج قاتل بھی نہیں ملتی کبھی مجھ زار پر جا بجا سترو نہیں احوال یہ قصر یار پر ہوں بوجہ وحشی جب قدم رکھا دروازہ پر ہو دروغت افلاک میں انسان کے جسم زار پر یہ کہ بیت الحزن پر چھائی ہو وہ سیدگی کہ گئی گل کر کے میری شمع البین کو جہا بے نقاب آدھیں میں تکر تو ہر رنگ جنا ہوں دلیل یہ کیا گلشن کو دھون میں بہت</p>	<p>واسے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیار پر ہال کو لے پران پھرتی ہیں سر دیوار پر چڑھ گیا سایہ پری بہت کر سر دیوار پر ہو جہان ساتون چھتوں کا ہوا بھی دیوار پر ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہر قدم دیوار پر کوئی ادنا دامن روٹا ہے سر بیار پر ہاتھ رکھ دے ہر کے چشم تر گس بیار پر دست گلچین لڑ گیا اکثر سبک کر غلام پر</p>
--	--

دارِ نرنگی نہ قاتل کو ملی گلشنِ مین بار
بانِ غصے پہونچا مینِ حسیٰ تہِ کلفِ سوکدشت
جو سے کپڑے نہ ادا نہ خشک کے کیا تر کیے
وہ حسینِ حور تو ہوا زندِ امنینِ جسدِ جلوہ گر
بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پہ ہوا بال ہر پہ
گر دگل کانتے نہیں ہوتے یہ گلشنِ مینِ نو
کی نظرِ قاتل نے جب یہ لطف کی مین نے آہ
نہیو بالا یہ کیا مرغانِ گلشن نے ہجوم
آنکھیں اگر آئینہ وحدت نما سے ہو دو چار
بانغ سے باہر تو کیا جاؤ نگاہیں بے بال و پر

دوڑ کر خود رکھ دیا مین نے گلا تلو ار پر
پانوں بھی رکھا نہ مثلِ بوسے گل دیوار پر
چلے پہننے آگ رکھ دی جبہ و دستار پر
کیچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر
جو کبوتر اوڑھ کے آبیٹھا ترسی دیوار پر
اونگلیاں اٹھنے لگی مینِ عندلیب زار پر
دار و کے سیکڑوں تلو ار کے تلو ار پر
اور اک دیوار اٹھی بانغ کی دیوار پر
سو پر طوطی کا عالم سیزہ زنگار پر
اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون بانگی دیوار پر

شع سان گویاں ہر قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی میرا پر

رہتے مینِ عشاق کیا کیا ابرے خدار پر
جلوہ گر سے خود وہ اپنے طالبِ دیدار پر
دیکھ کر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
شانِ او کی ہر کوئی فانی ہو کوئی زیر بار
سجھے ہم پہونچی جواہر تک پلا دس آنکھ کی
نہ آنکھوں کی دکائیں نہ گھٹن نہ گامِ مرگ
ایچِ وحدت مین بھی کتنے شاد مینِ کفنِ خیرین
میں نے محوِ راحت گرشاؤں فرشِ خواب
ہر بند و پست کی کس تیغ قاتل کو تہیز

روزِ یاروں کے گلے کتنے مین اس تلو ار پر
دھوکے کی ٹٹی ہر پردہ یار کے رخسار پر
کیسے جھنجھلائے وہ لپٹے تو میون کے بار پر
چست جوختی جو تو کڑیاں پڑتی مینِ دیوار پر
باہر دیکھی رکھ کے اونگلی ترک سنے تلو ار پر
آخر شب کیا اودھسی چھا گئی بالار پر
لالہ زہی کبک کیسے خندہ زن کسار پر
گر پڑے دیوارِ محبت کمرِ سایہ دیوار پر
سیل کی سو چال کیسیان ادا ہمار پر

<p>ہو نہ طاہر لذتِ نعم کبئی پور فی نصیب اس لیے تا دیر ہی دیکھنے والے ہوں ست کر کے گلگشتِ حین گھر کو چلا جدم وہ گل ہو یہی باعث جو جو رنگ بدن طوطی کا ہنر نیزہ قاتل سر سہل پہ خندان زخم تن آخر ہی تے سلیمان بھی عیادت کو اگر</p>	<p>نوجہ میں رہ گئے صیاد سے دو چار پر بوتلوں کے ٹکڑے ہیں بیجانے کی دیوار پر ابر کے بدلے اودھی چھا گئی گلزار پر زہر کھایا ہے تھما سے سبزہ رخسار پر کیا اوگا سے نخل ماتم قہقہہ دیوار پر سورہ جن پڑھکے ہم کرتے تھے بیمار پر</p>
--	---

تیز پڑتی ہو نظر اوس ترک کی مجھ پر ایسا
تل رہا سے باز گریب کٹھنک کے آزار پر

<p>ہوا گزاز سے وہ بزم میں قصان جھک کے مرتبہ پیش خدا ہوتا ہو اتنا ہی ملبس خاکسارانِ زمین کا یہ شوق پا بوس رفعتِ قوم تو اضع سے اگر واقف ہوں میں نہ عاشق ہوں صفا کیش پر پیو پاں کا دیکھ پائے جو اسی ٹھاٹھ سے تھکوا تو ترک تم وہ لیٹے ہو جو آئے تو برائے تسلیم بیڑیاں بھی جو کشین ہوں وہ اسیرِ لاع سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے تو وہ گروہ اگر باغ میں رکھتا ہو قدم قدحِ غم گشتہ کس طرح نہ دین انسان آئی پیر سی تو ملی خاک میں تعمیر حیات ہو یہ ایمان کہ چلا چاہتا ہے زمین زیر زمین</p>	<p>چوم لے پانوں سر گوشہ دامن جھک کے بصدہ چلتا ہو انسان سے انسان جھک کے رہ گئی ہے کمر گنبدِ گردان جھک کے آئین پھر خاندہ درویش میں سلطان جھک کے موتے ہیں مجھ سے بغلیہ سلیمان جھک کے لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جھک کے بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کے پانوں میں میر پہلے طوق گریبان جھک کے پست دروازے آتا ہو خود انسان جھک کے چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کے سب سمجھتے ہیں کہ چلتے ہیں دیوان جھک کے چار دیوارِ عناصر ہوے ویران جھک کے چلتے ہیں تو ہم پیری میں انسان جھک کے</p>
--	--

کدو صیانی سے کیا لائقہ بڑھانے سے جو کام | خود نہ پا دگی مجھے شاخ گلستانِ حُجّاک کر

یاد رکھ مصرعِ استاد یہ ہر وقت آمیز
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسانِ حُجّاک کر

دل کو رہتی ہو جو یاد دے جانانِ ات بھر | ہم بھی خاک کی طرح پڑھتے ہیں قرآنِ ات بھر
یا ذر لعلِ یارینِ جمعیتِ خاطر کمان | خواب آتے ہیں نظر چمکو پریشانِ ات بھر
انِ نونِ تہی میں یوں اپنی بسریں نہار | یاد رخِ دن بھر خیالِ زلفِ پیمانِ ات بھر
کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حالِ اشکِ وادہ کا | برق چمکی صبح تک بے ساری بارانِ ات بھر
بند گیا ہوشام سو کس لعل کی نشا نکا دھیا | جگنو دوسے جوئے گھر میں چراغانِ ات بھر
باغبانِ پوتا ہر چہ گریاں سے کیوں چینِ چین | مثلِ شبنم پوچھنا گلشنِ بہارِ ات بھر
نیتِ بہر تو کار نیک سے حاصل ہے کیا | جاگتے ہیں درد بھی مثلِ نگہبانِ ات بھر
عالمِ افلاس میں کیا روشنی کی احتیاج | ہو چرخِ غنا اپنا ماہ تابانِ ات بھر
اور بیماری میں ہوتا ہر شریکِ رد کون | شمعِ رہتی ہو مجھے بالینِ پیر گریانِ ات بھر
تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا | پھوکتے ہیں مثلینِ غولِ بیابانِ ات بھر
آتشِ شوق اور سیرِ قصہ خوان نے تیز کی | کیوں سنایا ذکرِ لیلیٰ و سلیمانِ ات بھر
کی عبادتِ صبح تک بھیجی کیے ہم بھی سلام | حکمِ حیدر تھی جو آوازِ نگہبانِ ات بھر
پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال | اپنی آنکھوں سے سوئے ہم آپ پیمانِ ات بھر
فردہ و پردہ آساگر و شبِ ایام سے | ہمیں پریشانِ حالِ ات بھر ہم تو سوانِ ات بھر

کشور و زمین لکھ کے خطا جواب کو بھیجے آمیز
کیسے کیسے ملے کیے خاتمے نے میدانِ رات بھر

غنی بنانِ بیحدہ دلا سیرِ بگربانِ ہو کر | رخِ یار آئیگا آنکھوں میں گلستانِ ہو کر
روہینِ کشمیر کی گلے ملی میں شادانِ ہو کر | عید سے عید ہوئی یارِ قربانِ ہو کر

<p>دیکھنے آئی ہن پران تجھے انسان ہو کر رہن قرآن میں ہشیرازہ قرآن ہو کر چشم مردم میں کھٹکتا ہوں میں انسان ہو کر ناز پیوں کے اوٹھا تا ہوں سلیمان ہو کر نیچی کر لیتے ہن آکھینچہ ہشیران ہو کر آسیراہ گئی انگشت باندان ہو کر جسم پیوہدیز میں ہوتا ہے بھیان ہو کر چشم عالم میں پھرون خواب پریشان ہو کر سیکڑن دلنے او گے خاک میں ہنپان ہو کر جمع پھر دل نہیں ہوتا ہر پریشان ہو کر پل دیان خون پہ قاتل نہک نشان ہو کر جلوہ گر ہوشفق شام غریبان ہو کر حل اوٹھیں شہر طاؤس چراغان ہو کر دہن زخم میں جم بیٹھتے دندان ہو کر رہ گئیں نیست دیوار گلستان ہو کر</p>	<p>پتلیان کتب ہی آنکھوں میں ہر غیرت حور عشق عارض میں سحر ناز نظر چاہتے ہن اتوانی نے مری نبھ کو بنایا کانشا ہر کے محمود میں ہوں بندہ فرمان ایاز ابھی اتنا جو حجاب دکو جو کچھ کتا ہوں جگلیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا موجد اتمے تو کیا ناک سحر عاشق میں ہوں وہ چشمی مجھے نذر ونگ گر لے جو جان دل ملا خاک میں ایسا کہ ملا پھر نہ پتا گل ہوا غنچہ تو آداز یہ اوس سے آئی کچھ اوٹھا یا نہ ترسینے کا مزہ تر پا کر خان دل کو چہ گیسوے سیہ میں جو ہے ہوتا تھا جو مرے داغ چمن میں چمکین چاہتے ہن تری تلوار کے جوہر اتر کر باغ سے چکو کا لا تو ہمارے آنکھیں</p>
--	--

موسم گل میں تقاضا ہے جنون کا یہ امیر
 چاک ہو پیر ہن زبیت گریبان ہو کر

<p>زار ایسا میں ہوا باد یہ پیا ہو کر اسقدر تھک گئے ہم باد یہ پیا ہو کر ہم مریخون سے یہ انماض میجا ہو کر بہت درد سے جینے کا مزہ ملا ہے</p>	<p>دڑہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحر ہو کر کھٹ پا اوٹھ نہ سکے نقش کھٹ پا ہو کر کیسے نادان بنے جاتے ہر دانا ہو کر چھیر تا کیوں ہے مجھے زخم دل چھا ہو کر</p>
--	--

<p>گنبدِ قبر اڑے کیوں نہ بگو لا ہو کر لال آنکھیں نہ کرو آگ بگو لا ہو کر رہ گیا دیدہ بسمل کی طرح وا ہو کر آرہا کان میں اوس مہر کے بلا ہو کر جالے چمن سے کیا عقت دریا ہو کر بہ گیا آنکھ سے دل خون تنہا ہو کر غرق کر دے نہ قطرہ مجھے دریا ہو کر پور ہر دانہ انکور ہو بیسنا ہو کر لوٹے دولت دین طالب دنیا ہو کر نازنین کے اوٹھاتا ہے وہ لیلیٰ ہو کر خوب دم دیتے ہو مردوں کو سیسا ہو کر تم ہی کہہ دو کہ رستہ پھر کوئی کسکا ہو کر قاف سے آتے ہیں جن آہوے صحرایہ ہو کر</p>	<p>بہدمنے کے بندھی ہو مے نالوں کی ہوا سروگل سے تمھیں تشبیہ میں کب تیار ہوں یا د کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر ہاں نہ ماد کا دل شوق سے ایسا پھسلا اوجھے اڑتے ہیں کہ پوتر تری مگر کسی غضب حسرت دست خانی میں ہم ایسا رھئے دل حسینوں کی محبت میں لگا ہو رہنے دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے نکش کھٹرون لیچلے مال امیرون فقیروں کے لیے آکے وحشت میں جو کتا ہونمیں سہ جاتا ہو بید ہن بنتے ہوتا قم سے جلانا نہ پڑے نہ محبت نہ ملطف نہ عنایت نہ وفا لیکے وہ تیر و گمان جاتے ہیں جب ہر شکار</p>
---	--

خرد من جان و جبکہ مزرع امید آمید
دل نے پھونکا شرر آتش سو دا ہو کر

<p>پڑا ہوں صورتِ نقشِ قدم ترے در پر یہ ذکر خیر ہے گا زبانِ خنجر پر وہ شیشہ ہوں کہ پٹکا ہوں سر کو پتھر پر سبک کے دست سہو جا پڑے ساغر پر کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر میں جبکہ پانون پڑا ہوں رکھ دیا سر پر</p>	<p>کبھی تو بھول کے رکھ دے قدمِ مہر پر جو فوج بھی ہو تو احسانِ نرکھہ ستلگر پر وہ دست ہوں کہ بگڑتا ہوں سینہ خنجر پر وہ دست جب کبھی گنڈا ہو میکہ کی طرون دل شکستہ نے اوس بیت کے دلوں نرم کیا بزرگ ساید ہوا پائیل ساری عمر</p>
---	--

<p>بھانے سایہ پیون سے کیا کیو تر پر جاب بنکے رہو گکامین آب کو شر پر چٹک لیا تھانک مین نے تیر ماور پر کہ جو ہرون نے بچایا ہو جال خنجر پر پڑا ہوا سے فقط رخت خواب بستر پر چھری کو کرتے ہین در پردہ تیز چھپر پر یہ قول گرد تیبی سے رو سے گو ہر پر گسے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر ترے حبیب کا سایہ مرے پیس پر</p>	<p>لکھا جو خط مین سگ یار کو سلام نیاز ہوا بوسہ لب جو ہی تو مرگ کے بعد ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون پھرک رہا ستہ مرا غ رنج لے قاتل وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ تباہ نلکہ کو دیتے ہین گردش جو آئینے مین تریک جو آبرو کا سے خواہاں تو خاکساری کر صعب ہر وہ کو بھی ہوتا ک چشم ساتی کی چلا سے نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب</p>
--	--

سوال سے جو یہ نفرت نہ تھما دٹھاؤن امیر
 پڑھون جو فاتحہ مین تربت تو انگر پر

<p>گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی سے چادر پر بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہل محشر پر شار سورگ جان ایک نوک نشتر پر ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہاں سر پر وہی مزا سے ابھی تک زبان خنجر پر قدم ٹھہر نہیں سکتے ہین آب گو ہر پر خطر ہو ضرب نہ آجائے او سکی پتھر پر مرے گناہون کی گٹھری ہر غیر کے سر پر مرے گناہون کی گٹھری ہر غیر کے سر پر پس فنا نہ پڑھا خون بھی مرا سہر پر</p>	<p>وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر پھر نیلے حشر مین کھولے ہوئے وہ رلے راز کچھ آسمین شان نکلتی ہو تیرے شر گانگی کیا عدو نے جو گیسو سے یار مین شانہ پیا تھا جوش جنون مین کبھی لومبہ ہوا لکون اہل دول سے یہ ثابت مین سخت جان ہون ہر گناہ سنگسار مجھے لے جو خدمت آئینہ داری خوابان لیے ہر گناہ قہر عصیان کو کاتب اعمال یہ مجھ کو حسرت دیدار یار تھی دم قاتل</p>
--	---

جو ایک دم کو بھی غم سے میں آپ آ بیٹھے وہ ناتوان ہوں نکلے جو کھر سے یار مجھ ہجوم اشک سے داتون کے عشق میں بیکھلا وہ ناتوان ہوں کہ آئے جو نیند کا جھوٹا	ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر چلون نہ چال کہ پہنچوں نہ شہر تک رہ بندھا ہر موتیوں کا پیش یہ آپ گہ ہر پر تواؤز کے شل پر گاہ جائیں بستہ پر
---	---

امیر ظلمت عسکریان سے رکیب پر
عجب نقاب پڑھی روس ایل محشر پر

سنا سی سے جو نام دولے در جو بگر رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہونین راضی نہ کوئی دور کرنے والا نہ مرہبان ہر طبیب زبان ترک نہیں سکتی ہر رنگ چہرہ جزر ترپ سے دل کے یہ ہوتا جواب مجھے ثابت دیا ہر قسمت بد سے مجب مرض میں مرض ہوئی دوا بھی لکھے عالموں نے بھی تو نید آٹھاکے آنکھ بھی دیکھا نہیں کسی طرف	ترپ کے دل نے حدادی کہ با سے درد جگر گھٹائے درد جگر یا ٹھہرائے درد جگر کہا نہ آئے اتنی دوائے درد جگر کہاں تلم کوئی یارب چھپائے درد جگر کہ جان جاے یہ سچا ہوتا ہے درد جگر کہ درد سینے میں بھی جو سوائے درد جگر ٹلی نہ سر سے بہا رے بھلائے درد جگر ہوا کہاں سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر
--	--

ہمارے دل کا دہری درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہر عشق میں جو بتلائے درد جگر

جلتا ہر دل فراق میں کیونکر خوش آئے ابر بکیں وہ ہوں کہ میری لحد پر جو آئے ابر ہرین کسکے غم میں نالہ درد آشنا سے رعد دریا باقی ہرین نہری آنکھوں کی پتلیاں ساتی ہرین بادہ عوارتھے بادشاہ وقت	پرکائے آگ کے میں مجھے لگے با سے ابر روبو کے چادر آب ان کی پڑھائے ابر سے کسکے غم میں گریہ بے انتہا سے ابر آئی ہر ٹھیک انکے بدن پر قبا سے ابر سر پر پہنکے انکے سایہ بال ہوا سے ابر
---	--

<p>سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون مین حجر یار مین نکرون نالے ملے فلک آئی خزان بہار گئی رنگ دبو کمان اک برق دشا کی یاد مین درد کے مر گیا دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین ہر دہن شرمین سمندر بہرے ہون جب خط اس طرح سے روئے کتابی یار پر بیجا ہر میرے دیدہ گریان سے سامنا مجھ سے پہری ہوئی ہوئے جو آباغ برسات مین یہی ہو اگر نیکشی کا لطف</p>	<p>بجلی گرتے تڑپ کے چوٹاگون عاے ابر بلبل تو ہاے گل کے طاؤس ہاے ابر چھائی چڑ کیا چمن سینا وہاں ہی بجائے ابر کیونکر ڈپھے نہ قبر پہ میری رداے ابر پانی کو دوڑتے ہیں عبث لکھ لکھ ابر بھکر کس طرح نظر مین بہاری سماے ابر کاغذ پہ کاغذی کوئی صبیہ اٹھائے ابر کھدو کہ آبرو کو نہ اپنے سٹائے ابر شیشہ بھرون جو مری سے تو پتھر گرے ابر داسن مین زارہ وین کے نہ دھبا لگے ابر</p>
---	---

ہم بیکون کا کون غرار ہے امیر

نہ نیکون ہو دوش بہا پر رولے ابر

<p>لے تب لازم ہو چشم لطف دولت خواہ پر جانور بھی ہونے ہیں تاباندون کے مطیع پھنس گیا ہون امین صیاد کا جو اختیار بیٹھنے دو پاس لینے ہوسے عارض نہ اب چہرہ روشن سے تیرے کس طرح تشبیہ دین کاسہ در پوزہ آنکھوں کو نہاتا ہے عبث کی شقت ہو گئے ہم خاک جب کی راہ مین اوٹھ سکیا کس طرح مجھ ناتوان سے کوہ ہجر شکر سے آتا تو الفت نے کیا پیدا اثر</p>	<p>بوسہ یاد شام کچھ تو دو خدا کی راہ پر سایہ کرتا ہے ہوا شہر سے برق شاہ پر اب گلا میرا دے خواہ اوڑھ لے خواہ پر شک اگر ہو تو ہر ہم کر دین کلام اللہ پر جھائی ان ہکو نظر آتی مین رے ماہ پر چاہے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر او فلک وہ آج تک آتا نہیں جو راہ پر ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھہ برگ کاہ پر آؤ کر اٹھنا سے وہ بید و میری آہ پر</p>
--	---

<p>مہر وہ شاہ حسن ہرین افلاک بھی زیر نگین دیکھتے کیا ہوں دلِ نالان کو دیکھو رعد کو ہوں وہ بیمار محبت میں جو چاروں نگا علاج سے تفاوت ہو رہا و تخت میں تازندگی شکر برائے بھی سیر گھر میں جان بھی ہو</p>	<p>سکے بھلاؤ زور خورشید و سیم، کیا برہی آواز ہو اس قاصد کو تارہ پر چرخ سے اوڑھنے کیلئے سقف بیت اللہ پر موت کا قابو برابر سے گدا و شاہ پر یہ عنایت یہ عنایت بندہ درگاہ پر</p>
---	--

دم میں مٹ جائیگی نیشل جاباب اے امیر
ہرین عبث مغرور شہم خیمہ و خرگاہ پر

<p>کون وحشت کا ہوا سلسلہ جذبان چلکر تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی جمع عشاق ہرین نکلو کہ گری لاش پہ لاش ابر آیا ہے بست بٹھہ چکے مسجد میں قصہ اوس بزم کا کیجیے کہ بوسہ لب جاتا ہوں کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال بانج باغ اوسکی گلی میں جو مرا خنجرے دل سخت جان ایسے ہرین عاشق کہ نکلتا نہیں دم تو خرا مان ہو جو گلشن میں تو تیرے آگے</p>	<p>آرہو مہرے دامن میں گریبان چلکر مہ کیا چار قدم سوے بیا بان چلکر تیغ کی چال دکھاؤ سر میدان چلکر کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر لیجیے مول کوئی لعل بد نشان چلکر چال مجھ سے نکرائے کبک خرا مان چلکر کیا کروں میں طرفِ روضہ رضوان چلکر پانی پانی ہے ترا خنجر بر بیان چلکر کبک طاؤس نہ کیونکر ہوں لپشان چلکر</p>
---	--

دل بھرا آتا ہے اجاب کی فرقت میں امیر
روئے خوب سرگور غریبان چلکر

<p>طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہر سر پر سائے عالم میں پھر ہم نہ ملی اسن کی جا واقعی کتنی ہے مشوقہ دنیا ہے شرم</p>	<p>توشہ حسن سے یہ نخل ہوا ہے سر پر پہونچے جس شہر میں دیکھا کہ قضا ہر سر پر سرخ پر اس کے سے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر</p>
---	--

کیا تکلف سے اگر تاجِ طلا ہر سر پر
آفتابی سے کد امانِ قبا ہر سر پر
چاند سورج کی وہ چوٹی میں ضیا ہر سر پر
ترک کھینچے ہوئے شمشیرِ جفا ہر سر پر
سایہٴ بالِ حیا ابر بلا ہر سر پر
خونِ ناحق کسی گشتے کا پڑھا ہر سر پر
ابرِ رحمت کے کلیمِ فقر ہر سر پر
بجلیاں پانوں کے نیچے بریں شاہر ہر سر پر
پانوں و ٹھہر سکتے نہیں لوجہٴ ہر سر پر
بارک اللہ یہ احسانِ ترا ہر سر پر
ساتھ چلتی ہی ہو اس درگشاہر ہر سر پر
سخت دیوانہ ہو جان کے پڑھا ہر سر پر
واہ عمامہٴ عجب جلوہ نما ہر سر پر

شیخِ سان ہونشِ غم سے نہیں دنیا کو نجات
وہو پین چلکے دکھایا ہر نیا تنے فروغ
روبرو اسکے جھپکتی ہر مہر کی آنکھ
کمکشانِ چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شبِ ہجر
سلطنت کو تے دریش سمجھتے ہر بال
تسخِ ٹوپنی نہیں پہنی ہر مے قاتل نے
حسبِ رشاد نبی فقرِ حقیقت میں ہو فخر
دشت میں گرمی رفتار و بجا بدل سے
حامل کو غمِ ہجر یوں کیا راہِ جلوہ ن
کے جانان میں گرایا مجھے ای لغزشِ پا
میکشو پانوں و ٹھہرائے مجھے گلشنِ کو جلو
معتسب سے پریشی کی پری کا دشمن
واعظِ شہر بھی رکھتا ہر کنھیا کا مکٹ

اہلِ دنیا برینِ غمِ نس کے لیے دیندار امیر
وقتِ سو گند کے قرآن کی جا ہر سر پر

ساتھ بیگان کے بکھجاتے ہیں مان و چار
جمع ہوتے ہیں جہانِ حافظِ قرآن و چار
رخ کے چتران ہیں تو گیسو کے پریشان و چار
چاک ہو جاتے ہیں تے میں گریبان و چار
روز آ رہتے ہیں اسمیں نئے ہمان و چار
در پہرین خاک نشین بے سرو سامان و چار

ادب بھی تیر لگا دل پہ مری جان و چار
دکرا دس مصحفِ عارض کا بھی ہوتا ہر ضرور
ساکنانِ حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
جب نکلتے ہیں مکان سے وہ بدل کر کپڑے
مجلسِ گورِ غریبان نہیں رہتی حسالی
جھانک کر روزنِ دیوار سے دیکھ تو ذرا

عاشق عارض لب قید سے چوٹے جسد م ہوئے وحشی کہ شہر تار نہیں مل روز مرا رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو بہن سوا ہوئے ہسبل کے زخون کو مزہ درد کا ہر	گئے دس بیس چلب کو تو بے نشان دو چار جب تک طو نہیں کرتا ہون بیابان دو چار لاکھوں ہند و نظر آتے ہیں سلمان دو چار نہ بھبھے جی جو نہ خالی ہون نگہ ان دو چار
---	--

اتحان مردم دنیا کا کیا ہے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انسان دو چار

تھمکے گئے جا بھیکوں سمجھے تمام عالم سونگ ہو کر اوتو دیکھو کہ وقت نہیت ہر ایک یان بڑکا اوٹے شہر گیا ہر ہمارو لیں ہزار منت سے درد الفت قدم جواد کو مکان میں کھونچیں عکس ہون زخمی جو خٹ لگے شوق سے چھو تو پوچھو اور وکھو دس ایلا عبور زریا میں ہاتھ میرے ہر میری تقدیر کی برائی نہان آنا کہ شہر ظاہر عیاں کیا جانا کہ سب ن ماہر بہت لڑل سچو کی محبت کا شوق ایو حاجیو ہر ہو کر کہاں یق جنون میں ہر سا ہو کوئی آنا جگہ الفت غضب انسان م صیبت کی جو انسان بیوائی تھے ہو ہندو چوچن عاشق شہید ہو کی کیا خبر تھی اثر بچاے کسی جسے مرے قدر کی کو تھی کا کیا وہ سو م کشادگی کا کٹنے پڑتا تھا ہاتھ میں گل	وہی کا دھڑ میں دخل کیسا ہر ہر عیشہ انگ ہو کر چھبھا رنگ جان میں مثل نشتر جگر یہ پٹھیا خدنگ ہو کر مگر تیرے ہو کہ اوٹھ نہ جا سکا کی تگی سونگ ہو کر لگائے درد کے جھگوچھ ہر ایک وزن تنگ ہو کر بڑکوزخمی کرے مقرر جدا فلان سے سنگ ہو کر بجائے کشتی نہانت پیسے جو آہ پشیمنگ ہو کر وہ دھین ڈانگ کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر حرم کو تم سیدھی او جاؤ ہم رنگی رنگ ہو کر چھبھا جو لہو میں پڑ کا سا وہ لپ پٹھیا خدنگ ہو کر کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے ہم ہو گردش میں سنگ ہو کر نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اور کیا بولی کا رنگ ہو کر فلک تم صبح بھی دودھ قبر بچاے تنگ ہو کر خصل جو بابا گر میں گھول پھول غچہ ہونگ ہو کر
---	---

جو اب خطہ اودھر سے آیا کر دل کیا لے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کہ تو تر پھر اوبان سے خدنگ ہو کر

نہ کو رہا ملن ہوا کہ ہر بہن ذرا تو چشم تنہی داکر
 جو اوٹھ کر پہلو سوا سخن میں ہر دو بزمِ سخن مجھے جا کر
 شہر سے کہہ کر پست فطرت پہنسا کیوں سختیوں میں
 قدم کو لغزش نہ با لگو لگتے عشتہ اتھو لگو سر کو بستر
 جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ کیا سحر کو نساں سب کا تھی
 نہ بھول سن زندگی غافل نہیں ہر کچھ اعتبار اسکا
 بیاہو طرفان سے بھاتی رہا روی میں ہر جا گرم ہوئیں
 چمن پر کشتوں کا تیرہ فن لایا دل نہیں شکستہ
 نہیں ہر کوئی جنان میں باقی چلکی استیغ نازک سپر
 ادبی کلی پر نگاہ میں ہر دیکھی لو باس نستر میں
 بلا ہر حصہ ہوا دنیا کہ جس سے چکر میں ہر پہل نہا
 جو آئینہ ہو تو لوٹ جائے جو آنکھ مودہ تو پھوٹ جائے
 سخنور سے سچائے میں سو آذیت حصول کیا ہر
 یہ کسکی تیغ جفا کا یا رب ہر ایک پر ہر غلبہ لب
 شبیبہ بد نظر ہو کسکی کہ کوئی پوری نہیں اور ترقی
 زمانہ ہو دل جلونکی محفل سپند سو کم نہیں تو ایدل
 ہو بزمِ جانان شہر بیا تر چکا دلکے یہ تھا تقاضا
 جواب کہتی نہیں ہر لپٹا فسونگری میں آئی نکھیں
 دوسرے شکستہ زینید اوڑائی کہ چوٹ تپھر چب لگائی

خدا کا بندہ تبوں کج سجدہ خدا خدا خدا خدا
 ترپے دردِ دل کے دلو ٹپکتے یاہو اوٹھا اوٹھا کر
 یہ کیا مجھ پڑے بہن تپھر ارادہ منزل فنا کر
 کہ ہر گئی آواز جوانی اس آفتوں میں پھرین پھسا کر
 ہوا رہا ہر اسیرِ آنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
 کہ راہ لگی یہ تپھی اکدن عدم کا رستہ تجھے تبا کر
 ہوا میں باقی بہر اسیرِ حیات راہین گھر بنا کر
 صبا کے گویا کہ تر تبوں پر چیاغ روشن کی ہرین لاکر
 گرتے قتل گم لگتے میں مسیح مردے جلا جلا کر
 جو کھر کے تپا بھاس میں ہو خیال آواز آشنا کر
 کیا پریشان آئی نہ ہیون تمام درد کو خاک وڑا کر
 خدا نہ تنہی کا دکھائے فرغ عارض تار دکھا کر
 جس میں سچے جو ہے تو ہر سچے پھول کھل کھلا کر
 ہلال کی ہر خمیدہ گردن سپر چلتا ہے سر تھکا کر
 شائے صانع ازل نے ہر اردن نقشے بنا بنا کر
 کوئی تو نہ گناہ ہو غافل اس سخن میں کبھی تبا کر
 مگر شبی شکلوں سے رو کا ادب نے زانو دبا دبا کر
 فریب تپھی ہر اک جہان کو نئے شعبہ دیکھا کر
 صدایہ گوش شہر میں آئی کز خواب گلین چشم داکر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قابل کی آرزو تھی
 ملے وہ اگر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

عزبت پکارتی ہو کر غافل وطن کو چھوڑ
اب کچھ ادھر ادھر کی ہوا کھا چہن کو چھوڑ
اے بت خدا کیواسے اس بانگین کو چھوڑ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ
اے بت امید خیر نہ رکھہ برہن کو چھوڑ
چادر تو لے فلک کی میرے کفن کو چھوڑ
باتین خودی کی خوب نہیں ماوسن کو چھوڑ
ای وحشت اب تھکا کے غزال قنن کو چھوڑ
دولہا سے کہہ ہی دے قضا اس وطن کو چھوڑ
ایدل ہو از لہن شکن در شکن کو چھوڑ

ہر دم کو ہوس کہ نہ چھوڑے بدن کا ساتھ
کستی ہو بوسے گل سے صبا آکے صبح دم
تلوار چل رہی ہو کہ یہ تیری چال ہے
نقاش فکر مار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
عریان محض مجھ کو نہ کچھ خدا سے ڈر
نادان سولے حق ہو کسیکا کہاں وجود
بیباک میرے سامنے بھرتا ہے چوڑی
بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
راحت سے بیٹھہ کو چھوڑ محنت سے ہاتھ اوٹھا

شاعر کو فکر شعر میں راحت کہاں امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

روایف کے معجم

یکسی ہو یہ شاید تری رفتار کے انداز
ہوتے ہیں یہی طالبِ پدار کے انداز
ہیں محاسب شہر میں مخوار کے انداز
پائے نہتے سایہ دیوار کے انداز
دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز
اکسار میں بھی صاف ہیں قرار کے انداز
ظالم کی کھچاؤ میں بھی ہیں پیار کے انداز
یاد آتے ہیں مجھ کو تری رفتار کے انداز

کیا ہوشِ باہن تری تلوار کے انداز
اک جلو میں غم کر گئے اے حضرت موسیٰ
نہنگام غضبِ منہ میں بان کرتی ہو لغزش
طوبی کرتے ہر دم ہی زدوس میں بیٹھے
کیا نازین صاحبِ تمہیں کیا دھواں ہو
بوسہ کوئی مانگے تو نہیں کہتے ہیں ہنسکر
کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجرِ قاتل
جب چوڑیاں بہرتے ہوئے جاتے ہیں آہو

انصاف تو فرمائیے کیونکر میں اوٹھاؤں آنکھ میں ترخہ بھی دینا کی طالب ہر سوچ سے اک لغزش ہوتا ہے پیدا کن آنکھوں میں نہ اکتا گل کی عیسے میں تری چال تھے ناز کمان میں گھبرا کے سیما جو چلا ہے سو بے گلشن	ہر بار کے یہ نازیہ ہر بار کے انداز دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز ہیں آج بے دان میں تری رفتا کے انداز پھرتے ہیں نظریں مکر یار کے انداز ہاں باتوں میں البتہ ہیں گفتا کے انداز اچھے نہیں کچھ نرگس بیمار کے انداز
---	---

کتنی ہوا میرا دوس سے اجل میرے سر ہائے
اچھے نہیں عیسے ترے بیمار کے انداز

سچ یہ تیری کال پہچان دراز ہر مصیبت میں رہی میرے شریک سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے کیون نہ دعویٰ تیرے قامت سے کرے	عمر خضر ایسی کمان جاناں دراز یا خدا عمر شب جہان دراز کر کے دستِ ظلم وہ شرکان دراز قد صنوبر کا ہے لے جانان دراز
---	---

اہل دنیا کی ہوس ہو لے میر
مثل موبے قیدی زندان دراز

روایت سین محلہ

جاتا ہوں اس لیے صنم بیوفا کے پاس یوں لڑا ہوا صنم بیوفا کے پاس چلو میں دل کے چارے تصویر یار کی بولادہ بہت سرگرمی کے وقت شروع ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے تلوار کے نو دور سے کتنے لگائے وار	پہونچا ہوا اسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس بتجارت بھی بنے حرم کبریا کے پاس فریاد کو جہاں سے چلے ہو خدا کے پاس نکلی نہیں ہر ہو کے وہ چوں جی کے پاس جلا د کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس
--	---

<p>سنبھل کو چھپ کر جو پریشان کر دیا توفیق آتی ہے مجھے افلاس میں خدا انصاف کر کہ ہجر میں کیونکر میں جان دوں مخرج لاکھوں جنبشِ شکرگان سے ہو گئے مرنے کی آس بھی نہ ہی عاشقوں کو اب سب سے بہن با مقصد باندھے مجھے گلزارِ دہر نظارہ چاہتے ہیں بہم حسن و عشق کا آئی قضا جو حسرتِ پابوس میں تو خیر لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو تر کے</p>	<p>کیا بے زلف یا ربھی تھی کچھ صبا کے پاس حاجت نہ لیگے جاؤ کبھی اضمیاء کے پاس قاتل کہاں ہیں تیری دائیں قضا کے پاس کیا کیا کناریاں ہیں تمہاری ادا کے پاس جب پوچھیے قضا کو ہواؤں کی ادا کے پاس یا رب ہر کس غضبِ فسون! وں خا کے پاس آئینہ دیکھتے ہیں وہ مجھ کو بٹھا کے پاس بتا مزارِ کاش ترے نقشِ پا کے پاس لٹکا عجب یہ ہے تری زلفِ رسا کے پاس</p>
--	--

پیچھے پڑا ہے افنی گیسو کے دل امیر
جاتا ہر دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

<p>آئین ہیں پہن کے نئے گلبدن لباس کرتے ہو کیا لباس سے آرایشِ بدن کیا کیا تون کو دہر میں آ رہا ہے کرے پھاڑ دن میں اپنا جائہ بہستی توڑے کفن کند و قریب آئی سواری سہا ر کی وزرِ کفن کا گور کی منزل میں خوفِ ہر مانے بسائیں قیمتِ مشکِ ختنِ بڑے یاد آئے مجھ غریب کی عریانِ تنی اگر زیبا ہو خاکِ عشق کا جاہِ رقیب کو ہر عید گاہ میں بھی تماشائے بوستان</p>	<p>یا رب ہزار رنگ کے بٹے چمن لباس اک وزرِ فرشِ خاک ہے مسندِ کفن لباس اوتر اوجو پائے ترا برہن لباس پہنائے یوں جیسا مجھے خنک لباس پہنے نیا اوتارے پھرانا چمن لباس اس راہ میں بھی لوٹتے ہیں اہرن لباس پائین ترا جو تاجر ملکِ ختن لباس پسین کبھی نہ بھول کے اہلِ وطن لباس کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس کیا لعل لعل پہنے ہیں گل پیر ہن لباس</p>
---	---

عربان تون پتیرے سے اللہ کا کرم | گذرین ہرین مدین نہیں ہوتا کمن لباس

سچے مکڑے مکڑے یار وطن میں دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب لوطن لباس

تبیاب سحر یار میں اپنا جگر بزر دل کے پاس
تبیر ظاہر ہے کہ وہ جائیں گے بزم غیر میں
لیلیٰ حسین تم نازنین وقت سفر اوسہ حسین
ہوں وہ گدے متبع گھر میں ہرے خلق خدا
کیونکر ہوا اس رخ پہ خط چاہ دقن سے خوشنما
پیری میں باقی ہرین کہاں شُخرد تاپ تو ان
نار ہوتہ تائی میں تھا کچھ شجک باتوں کا نرو
تزدیک وصل در بادل کو تسلی ہے بجا
یہ فوج غم اگر گری اکدم میں ساری ٹٹ گئی
جسمین سما جائیں گہرا س چشم تر کے سر بسر
بچار سحر یار ہوں عیسیٰ سے میں تیرا ہوں
ناوک فلک شکر خدا سینہ ہوت تو نے کیا
جیتک ہو سر روش پر جائیگا کیونکر دوسر
آنکھیں ہی سخاک ہرین نور زہرین چالاک ہرین
کیا تو کرا لہجہم و نہ سلطان گدا ہوں بیشتر
دنیلے راحت دور ہے سرکش عبث مغرور ہے
مخل ہرین زہر و چین گرد اسکے سائے نازنین
ایا حسن فوج فال ہے جادو کی وہ شمال ہے

بہل تر پتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس
دیکھا زحل کو خواب میں ہنر مہر کمال کے پاس
ماتہ ہوناقے کو قرین محل ہے محل کے پاس
گو یا کہ نقش بوریہ نقش حبائل کے پاس
سر سبز رہتا ہے بہت جو کھیت ساحل کے پاس
ٹوٹا گیا یہ کاروان ہو نچے جو ہم منزل کے پاس
لازم تھا کج انرو اسخوار ذکی منزل کے پاس
لنگر سفینے کو ہوا سپونچا اگر ساحل کے پاس
جتنی شمع صبر تھی مجھ جتہ جانکے دل کے پاس
دہرین راز اس چشم ترا یا ساکان ساحل کے پاس
دیوانہ ہشیا رہوں جاتا ہوں کربائل کے پاس
پیکان تیر تجھ شل جگر سے دل کے پاس
صحت کمان عیسیٰ کو گھر چلیے کسی قاتل کے پاس
دوسا جرمیک ہرین مٹھے ہرین مل کے پاس
وہ بھیکے نیے کو اگر آئیں کہیں سائل کے پاس
انج سر فقور ہر کا سنہن سائل کے پاس
گو یا کہ ہرین محفل نشین انجم مہر کمال کے پاس
چاہ دقن پر خال ہر زہر چہ بابل کے پاس

تراہوں خوابش پر پھولوں میں قتل اگر
پونچے مقرر لوٹ کر سر زانو و قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کے تا پھر نہ تو صدے سے
ناقص نہ پھر ناقص ہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

روایت شین مجھ

بڑی جو یوہن مرے پیک آہ کی گردش
ازل میں کسے دکھائی نگاہ کی گردش
کیسکا ساتھ زمانے میں کون دیتا ہو
جو گردش کو دیکھا یقین ہوا دل کو
بجاسے تیغ نگہ سے جو آبدار اور ترک
ہزار بار ادھر کی ادھر کرے دنیا
گلی گلی اسے چکر سے ادھر کو شہر بشہر
پھنسیں گے حشر میں فریاد رس جو غافل ہیں
صفت شرہ کو وہ دیتا ہے جنبش مردم
تمھاری گری بہتار سے یہ بیٹر کی آگ
اوشاؤ پر وہ تیغ کب سے دھکتے ہیں عرب
دھوئیں ڈرائے زحل سے مقابلہ کر کے
فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجھ کو
بندھے نہ ورق چرخ پر دو اور داغ

دہ لالہ رود گردش سے جا کے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

بہنے کی حلقہ فرخیں لہ کی گردش
پھنسیاں گلی طلب غر و جاہ کی گردش

نہیں ہر چنچ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
جو آئی حشر میں یاد دس نگاہ کی گردش
سکان یار میں تب دخل مہرنے پایا
کیسے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کج رفتار
لگا کے سرمہ نظر اوسے پھیر لی ہے
کیسے کو چہ گیو میں دل ہر سرگردان
جو کچھ نصیب میں چلے ہوس وہ تیار ہی
خدا کی شان کی نیز گمان دکھاتی ہے
یوہن زمانہ ہر اندھیر میری آنکھوں میں
تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
برنگ جاوے صحر ازل سے احوشت

پہرہ رہی سے کیسکی نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش
جب اسکے کوچے میں چارواہ کی گردش
زمانہ سے کہ تمھاری نگاہ کی گردش
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش
گہلکے پانون ہیں اور کو شاہ کی گردش
پہرہ ہر سرچا وٹھاؤ نہیں راہ کی گردش
بتوں کی چشم سفید و سیاہ کی گردش
فلک بناتی ہے کیون دوواہ کی گردش
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش
مرے نصیب میں لکھی ہر راہ کی گردش

جنون میں ضعف سے یہ شکل نیکی ہے امیر

پٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

جوان کو بھی ہر وصل کی اوقات کی تلاش
یہ ایک شن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہے
جوسے کی آرزو ہر عین مفلسی میں یون
پیری میں چاہیے نہ جوانی کی آرزو
جز ذات بے نیاز کوئی یا غنی نہیں
کہ بھولتی ہر یاد خط و زلف یار انہیں
حضرت کو گرنہیں مری پروا تو غم نہیں
ہر یکشی کا دھیان عبادت کے وقت میں

طاؤس کو ہمیشہ ہر برسات کی تلاش
امادان ہر نیچے دل جو کرے ذات کی تلاش
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش
بیقل ہر جو دن کو کرے رات کی تلاش
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش
دن اٹا عاشق کو ہر آفات کی تلاش
بندے کو کب ہر قبیلہ حاجات کی تلاش
مسجد میں ہیکر ہے خرابات کی تلاش

شکر صفات حکوہی ذات کی تلاش کرتا ہے کون پردہ ظلمات کی تلاش	شہریہ حسن کے ہرے مشتاق یا یہ ہم ہم اور بوسہ لب محبوب سبزہ رنگ
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش	ایک شیخ جو آپسہ تودیدار کا فقیر
روایت صادقہ	
<p>دل کو نہ کس مرغ کو سے دام کی حرص سے ترے نامہ و پیغام کی حرص جم نہیں ہوں جو گردن جاگ کی حرص بے نشانی میں مجھے نام کی حرص اس مرض میں نہیں آرام کی حرص کام کی سے قویہ سے کام کی حرص ہند دُن کو بھی ہو اسلام کی حرص کس کو سے زیب دروہام کی حرص آپسہ قاصد کو سے پیغام کی حرص کیجیے کیا طمع حاتم کی حرص اب نہ بوسے کی نہ دُشنام کی حرص تنگ کی سے نہ مجھے نام کی حرص خاکِ مردے کو ہو حاتم کی حرص کس کو سے جامہ اہرام کی حرص عندلیبون کو سے گلہام کی حرص دل میں پوشیدہ سے وجام کی حرص</p>	<p>دل کو سے زلف سیہ فام کی حرص میری آنکھوں کو مرے کانوں کو ذوقِ دلست مجھے رکھتا ہے باغِ عالم میں سے عطا کی طرح سے عجب دردِ محبت میں مزا نامِ محبوب سے دردِ زبان نظر آجائے جو مصحفِ رخ عاشقِ خانہ خندِ اہلی ہین ہم خطا کے لایا ہے وہاں سے پُرسے ابھی نچتہ نہیں وہ سیبِ ذقن لبِ شیریں پہ ترے خطِ نکلا عشق نے سب سے کیا بے پروا جب جانان میں نہا ناکیسا خوش ہیں ہم جامہ عریانی میں پہول دیکھے ہیں جو چوٹی میں ترے ہر جو میکش سے لبِ داغِ پر</p>

لیس گئی ہند سے تا شام امیر
ہر کوادس زلف سیہ قام کی حرص

سیدھی نگاہ میں ہیں تیرے خواص
مشہور ہیں جہان میں جو اکسیر کے خواص
حیرت مجھے ملی ہے جو تم کو ملا ہے حسن
دنیا سے بے نیاز تر سے خاکسار ہیں
کرتی ہے یہ بھی ادسکی طرح سے مخالفت
اب رو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہیں شکار
ترکش میں تیر میان میں شمشیر مضطرب
اوترے نہنگ بھی تری عاشق کے پانوں سے
آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
بھیجا ہونا مہ تو نے سیسما میں جی اٹھا
شکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
گستاخو شعر شکے کوئی واہ کوئی آہ

تر چھی ذرا ہوئی تو بہت سیر کے خواص
وہ سب ہیں خاک و فتنہ شبیر کے خواص
دونوں طرف ہیں یا یکہ ہی تصویر کے خواص
ہیں تیری خاکپا میں بھی اکسیر کے خواص
تدبیر میں بھی ہیں ہری تقدیر کے خواص
یہ طرف ہیں گمان میں بھی تیر کے خواص
دیکھو تو بے قرار سی ٹھپیر کے خواص
زنجیر میں ہیں زلف گر گیر کے خواص
غافل ہیں مجھ میں سرمہ تسخیر کے خواص
تحریر میں بھی ہیں تری تقریر کے خواص
دیکھے ہمارے نالہ شہگیر کے خواص
کچھ میرزا کے مجھ میں ہیں کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہیں ہے کوئی امیر
آجاتے ہیں مرید میں بھی پیر کے خواص

رویف ضا و حجب

مکان سے ہو نہ کچھ ہو کو لا مکان سے غرض
تھپڑے جلوس کے ششانی ہر جان بھویب
تھاری ذات سے مطلب ہر دین دنیا میں
ہر ایک فعل میں بانند سرد ایک ہو رنگ

جہان حضور یلین ہو کو ہر دیان سے غرض
زمین سے کام نہ کچھ ہو کو آسمان سے غرض
نہ کچھ بیان سے غرض ہو نہ کچھ بان سے غرض
ہمارے ہو نہ مطلب کچھ خزان سے غرض

خیال ہر کہ جو برق اُٹے منفصل نہ پھرے
پنا مکان کا پوچھا تو او نے ہنس کے کہا
جو تو میرا پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
تیمیر عشق و دوس میں کہاں وہ کم سن ہرین
نہ بھولنے کی توقع یہاں نہ پھلنے کی
زمین کو کچھ جانان میں دفن ہو جاؤں
جو ہم اشک سے جان غریزہ کستی ہے
حرم سے کام نہ مطلب ہر دیر سے ہر کو

نہیں کچھ دُشمن و خارا آشیان سے غرض
کہ آپ کون ہیں کیا ہو کے مکان سے غرض
شبِصال میں ہر کسو قصہ خوان سے غرض
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض
نہالِ شک ہوں کیا مجکو باغِ بہان سے غرض
اگر غرض ہو تو اتنی ہے آسمان سے غرض
وہ یوسف اور تمہے جُلو تھی کاروان سے غرض
سرنیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کے ہے فکرِ مضامین تازہ کی فرصت

امیر سے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جگہ اعلیٰ عشق کی کیونکر نہ وقت نظارۂ عباد میں
جو سب ایمان کی بات لہجہ کمان ہوا جواب عطر میں
عیاں عجا رب حسیب پر نور زمانہ مطیع کیونکر
بیان تو صیغہ خال منہا میں کوئی لکے تو بس لکے
خدا فرد و ضیا کیسے کیسے ہیں پر نور و نور عالم
حسین کی گمان ہوا کیا کہ یوں سب تمام اعضا
نہ از خود ہر گز کی جفا چہ چہ پروردہ کیا دکھائے
کون بہشت برین ہیں گلشن تو نامنا سن نہیں کہینا
شراب پی کر وہ نہ طلعت گزرا کہ مستی میں ہو جوتا
عرق قریح خوشک باہر شمع شمع ہوا تابان
ہر وہ ہیں ہم خوش تر ایسے کہ علم ہوا و طاق نسیان

وہ رو روشن ہو موشر تو صبح موشر نقاب عارض
اگر وہ عارض مصحف غلاف مصحف نقاب عارض
جمال و سکھر ہو وہ میری جیسے نازل کتاب عارض
یخت گلزار صفحہ ترخ وہ نقطہ امتحان عارض
ہلک یہ ہر آفتاب و زمین پہ ہر آفتاب عارض
اوسیکہ گیسو جو اگلے عارض کی عارض ہوا عارض
جو خواہش کو پیش آئے کہیں لٹ کر نقاب عارض
ہزار ہر ہفتاد و یک عہد میں کیا ہو میں نے حساب عارض
کتاب باب کی پچھلے کو کر کے وہیں کتاب عارض
خفا نہیں اپنے خلیسہ پر جو ہو گمان سوا عارض
بیاض اپنی سیاہی میں کتاب اپنی کتاب عارض

<p>نہیں بھگت مہمانِ ناز جو پوشیدہ شمع روشن بنگاہِ رہِ بسانِ شبنم نہراں دیدارِ کہین طالب خوفِ خطیبہ اگر ہو تو بوسہ عاشق کو ہو غایت کہیں نہ چارہ اگر ہم تو یہ تہیہ محض بجا</p>	<p>اگر پٹنگے نہراں پرست نہونگی وجہ حجابِ رضا دکھائیے آفتابِ رضا دکھائیے آفتابِ رضا ضرور ہو مکتوحہ دنیا گن میں ہو آفتابِ رضا کہ در نصف النہار سب نہا ہو خطابِ رضا</p>
---	---

امیر کی احتیاط تھی ورنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
 شرابِ رضا کبارِ بانیِ رضا عابدِ خدا عابدِ رضا

روایفِ حطی

<p>آیا جو بندہ کس تیر میں مجھ کو اودھ سے خط کرتا ہوں میں تو روزِ روانہ اودھ سے خط مضمونِ اہمیں ہر کمرِ بار کے رسم غربت میں کس طرح سپریشان ہوئی غیب مضمونِ شوق کچھ ہر قلم سے نکل گئے چڑھے نہ ماترائی پہ او لئے ہوئے نقاب غربت نے نامِ اہل وطن کے تھلا دیے میں تمام لون جگر کو ہست سہیہ بیتار جتنے میں اتنا نکہ سے خطِ سرور میں او کو غورِ حسن سے مجھ کو غورِ عشق آیا جو تیرِ روح بنے غالب سے یہ کہا آنسو دہان نہیں دم تحریرِ خطِ شوق</p>	<p>لکھنا پڑا جواب میں خونِ جگر سے خط لکھا نصیب کا نہیں آتا اودھ سے خط اتنا نہ بانہ کیسے کے قاصدِ کمر سے خط اک عمر ہو گئی نہیں آیا ہو گھر سے خط ڈر رہا نکل نہ جاے کہوتر کے پر سے خط لکھوائے غلامی کا پہل قدم سے خط بیچوں کسے میں لگہ کے الٹی سفر سے خط قاصدِ ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط ایدل نہ شاد ہو کے لگا چٹم تر سے خط آئے کبھی اودھ سے بجائے اودھ سے خط میری طلب میں دیکھ یہ آیا اودھ سے خط تحریر کر رہا ہوں میں آبِ گھر سے خط</p>
--	---

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ کے مجھے امیر
 ایسے ہجومِ شوق میں آیا اودھ سے خط

<p>لکھا ہوں فرط شوق میں مین بار بار خط جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیکا یقین جڑوہ کیا شوق سے بنا کے کبوتر کو نامہ بر لکھوں ذرا کدورت دل کا اگر مین حال ممکن نہیں کہ کب کو کرے نامہ وہ رقم بھیجا جو یار تک نہیں پہنچا یہ کیا ہوا لکھا جو اپنے ہاتھ سے اوستے یہ نامہ پر یسین کے بدلے او کو پڑھو میرے سامنے وہ سخت جان ہوں شہتی ہرین متغین ہزار بار</p>	<p>لکھتا نہیں ہے ایک مجھے وہ نگار خط لکھے ہیں ایک روز میں مین نے ہزار خط ایک ایک پر میں باندھ شے چار چار خط خط غیب رکھا ہوسرا پاغا رخا خط جیتک نکالتا نہیں اوسکا غار خط ڈوبا کہ جل گیا سر سے پروردگار خط آنکھوں سے کیوں لگاؤں نہیں بار بار خط آجائے یار کا جودم اتھن خط پڑتا نہیں ہے تن پہ سرے زینہا خط</p>
--	---

تقلین مری رقیبوں نے کین سیکڑوں امیر
 لکھا جو اوستے مجھ کو ہوا اسٹھتا رخا

ردیف طائے مجھ

<p>جان بزم سے و شوق غیبت واعظ توبہ سوار میں کرونگا کچھ ابکار نہیں کانچا خون سے ستون کا چرو دیاں ویاں دل جلون سے نہ جھٹم کا کیا کرند کو ر حق بجانب چو جزو ملو کی تعریف کرے صدد دل کون سنے ذکر جو میں کرتا ہوں فیض ساتی سے یہاں پہر جان جھٹتے ہرین ہر سے دیوانوں کے آگے یہ قیامت کا بیان توجو زندون کی حقیقت نہیں سمجھانہ سمجھ</p>	<p>خلد میں ہاتھ نہ آسکی یہ صحبت واعظ وحشی سے تو زرا ہو مجھے فرصت واعظ کچھ زبان سے نہیں توبہ کی ضرورت واعظ کہیں آنکو بھی نہ آجائے حارث واعظ تو نے زندون کی اوٹھائی نہیں صحبت واعظ اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ درمیانہ نہیں ہے درجنت واعظ کہیں آجائے تجھی پر نہ قیامت واعظ رند سمجھے ہر تری خوب حقیقت واعظ</p>
--	--

پانی لے دو گھونٹ تو کیا ہوتی صورت و اعط	جام مے دیکھ کے جاے سے ہوا تو باہر
کھربین اللہ کے رکھریہ شبنم و اعط	بات کیا سیدھی نظر سے نہیں لیتا ہر سلام
سر پہ ستون کے ہو اللہ کی رحمت و اعط	دیکھ بیٹھانے پہ گنگوڑ گھٹا چھائی ہو
نہ جیہ تجھ میں سے باقی نہ مروت و اعط	ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا

مست ہم دختر ز کے ہیں وہ ورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ زندون کی حقیقت و اعط

کیا ہوا ہر تجھے کیوں آئی ہوشامت و اعط	صبح کے وقت صبحی کی مذمت و اعط
دن تو اچھے ہیں بڑی ہوتی قسمت و اعط	فصل گل میں بھی ہر محروم ہر گلگون سے
تا کجا تذکرہ دوزخ و جنت و اعط	اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوشٹھے
ختم کر ختم کر اب و غلط کی صحبت و اعط	دو گھڑی بادۂ گلزننگ کا بھی چرچا ہو
کچھ تو ملتی ہر زبان کو تیرے لذت و اعط	بے سبب آٹھ پہ ذکرے و جام نہیں
تو کرے پیڑ خرابات کی خدمت و اعط	نشہ بادۂ وحدت کے اوشٹھائے جوشے
سے یہی میکرہ دوزخ ہی جنت و اعط	ذوق پر اپنے ہر موقوف عذاب و رثواب
وغلط میں تیرے بھی کچھ ملتی ہر لذت و اعط	ذکر تو دختر ز کا ہو کسی رنگ سے ہو
کر اوشٹھا آج سبک کر یہ نصیحت و اعط	قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشک سرخ
دختر ز سے سے تجکو بھی محبت و اعط	ایک دم ذکر سے ادسکی نہیں تمہی ہر زبان
میکرے کی بھی مناسب ہر زیارت و اعط	سہرہ خانہ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
نہ بصیرت ہی مجھے سے نہ بصارت و اعط	دیکھتا سے نہ سمجھتا ہو کہنے سے کیا چیز

میکرہ چھوڑ کے جنت کی طرف جاے امیر
چڑھ کے منبر پر یہ کی خوب عداوت و اعط

چپ بھی ہو بیک رہا سے کیا و اعط	منہ زندون کا کھا گیا و اعط
--------------------------------	----------------------------

تیرے کہنے سے زند جائیں گے اللہ اللہ یہ کبر اور نیغہ دور بے خطا میکشون چہ چشم غضب ہم ہمین قحط شراب سے بیمار رو چکا میکدے میں ماری عمر ہو جوے کر رہا تھا متبر پر دخت رز کو برا مرے آگے	یہ تو ہے حنائہ خدا واعظ کیا خدا کا ہے وہ سدا واعظ حشر ہونے دے دیکھنا واعظ کس مرض کی ہے تو دوا واعظ کبھی یمنانے میں بھی آوا واعظ ہم جو ہوئے تو پی گیا واعظ پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ
--	---

آج کراہوں وصف سے میں امیر
دیکھوں کتا ہے اس میں کیا واعظ

روایت عین مہملہ

پیش تیغ پر نور سے ہر دم سفری شمع دن ات یہ روشن چرودہ روشن ہو تو شب بھر کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہو پر دوانوں سے ہوتا ہو جو صحت تجھے ہوئے ظاہر میں ہو مشوق ثوابطن میں ہو عاشق وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہیں خبر کو بیچارے پتنگوں کے پر وبال جو پورے سبزہ تھے کانوں کا اگر عکس فلک ہو کیا میری طرح تو بھی کسی سہ کی ہو عاشق بلیں سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے پرولنے کریں کس سے بیان حال دل اپنا	کیون شام ہی سے ہونہ چراغ سحری شمع پائے تھے کانوں کی کمان جلوہ گری شمع بیوجہ نہیں جو تری آنکھوں کی تری شمع آتی ہے کوئی دم میں نسیم سحری شمع سیرت میں ہو دیوانہ تو صورت میں پوری شمع پرولنے سے اچھی نہیں یہ جو تری شمع یہ بھی ہو کوئی شہیوہ بیدا گری شمع شہنشاہ کی صورت ابھی ہو جا ہری شمع زردی کے چہرے پر جو آنکھیں تری شمع گل کر گئی محفل میں نسیم سحری شمع سنتی ہے نہیں شکوہ ہے بال و پری شمع
--	--

معتشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق مفضل میں کھلے بالوں حسین کیا کوئی آیا	پروانہ جلے خود تو فطاس سے ہے بری شمع بیوجہ نہیں تیری پریشان نظری شمع
---	---

بہتے ہیں امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
سے سوز و گداز تم الفت سے بری شمع

میرے دل میں نہیں ہیں ارمان جج سیکڑوں پیش کے ہیں سامان جج جوش سودا خیال خط غم زلف آرزو داغ ہیکسی حسرت ہم کوئی روکنے سے رکتے ہیں ایک دل کے ہزار دل ہو جائیں ہنس پڑو تم چارے روئے پر آرزو میں تری ہیں دل میں بھری ملے جنوں کہ ہے دونوں ہیں شتاق آج اوٹھیں گے زخموں کو مزے گر پھی طبع کی روانی ہے	گھر میں اللہ کے ہیں مہمان جج پر نہیں خاطر پریشان جج ہیں پریشانیوں کے سامان جج کیسے کیسے ہیں دل میں مہمان جج درجائے ان پر کیوں ہیں مہمان جج اس لیے کر رہا ہوں پیکان جج لطف دین ہوں جو چہق باران جج یا پری غافلے میں ہیں پریشان جج آج ہو جائیں جیب و دامان جج ہو رہے ہیں دامن نکلے ان جج چاروں میں سے اپنا دیوان جج
---	---

اب ہیکلی سخن کی داد آئی

آج مفضل میں ہیں خندان جج

روایت حسین مجھ

دیکھنا عدم یہ سب کی جو چمکاتی ہے شمع جگہ نگاروں پر تیرے رحم فرماتی ہے شمع واہ رشتہ شہادت ایک پر گرتا ہو ایک	دیکھ رہی گستاخو کھینچے ہو آتی ہے شمع ابروں سے چمکے شمع میں ہر پائی ہے شمع عمر گزری ہو کہ دم لیتے نہیں پاتی ہے شمع
---	---

چین پشیمانی پر ابرو پر شکن اچھی نہیں
 رو صین قاتل ہے نکل آتی تیرا شوق کے
 یہ لگاؤ یہ کھنچاؤ یہ چلن یہہ بانگین
 سخت جانی نے فحش کس کسکو قتل میں کیا
 بسملوں کا جذبہ شوق شہادت دیکھنا
 آبرو یہ الفت وندان قاتل میں ملی
 چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جائیے
 ہے یہ بازار جزائے تیغ زن اپنی خبر
 سخت عاجز ہو چارسی سخت جانی دیکھ کر
 حال سارا آباداری کا ابھی کھلبائے گا
 کیا عروس پر مرگ کا دولہا بنا نیگی اسے
 ہر پوی آنے میں بجلی سے سوا جانے میں ہے
 خضر بھی ہے فقط ہزن نہ اسکو جانیے
 اور میری تشنہ کاجی پر کسے آسا ہے رحم
 تشنہ دیکھ رہیوں پیاسا نہ جب کو ذبح کر
 جو مان عشق کوئی دم میں بیڑا پار ہے
 بسملوں کے خون سے قاتل سے سیرا کے

دیکھیے بیچارہ جو بانگی مل کھاتی ہے تیغ
 میان اوکے نکلنے بھی نہیں پاتی ہے تیغ
 قہر کی چالیں تجھے اتو ترک سکھاتی ہے تیغ
 اوس شہر تارہ نہیں اور مجھے شرما تی ہے تیغ
 میان سے بیتاب ہو کر خود کل آتی ہے تیغ
 اپنا مال اب گلے میں میرے پہناتی ہے تیغ
 قتل ہو جائیکہ پیرا مجھ سے اوٹھواتی ہے تیغ
 دیکھیہ وہ تیری قضا کھینچے جسے آتی ہے تیغ
 پیستی ہو دانت سر سچر سے ٹکراتی ہے تیغ
 منہ سے زخموں کا کیوں کیوں کے گلھواتی ہے تیغ
 سرخ جوڑا تیرے کشتے کو چھینا تی ہے تیغ
 ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ
 جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہنچاتی ہے تیغ
 حلق میں دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ
 دیکھیہ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ
 آج کل دریا سے رحمت نکلے لہراتی ہے تیغ
 دیکھیہ تو کب سے زبان خشک کھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا آئینہ

موت میری دور ہی سے جھکو دکھلاتی ہے تیغ

انجم و متاب پرولنے پر پتھر سے تو چرائے
 گل بھی ہر جانے تو چھوڑو لکے دیکھو چرائے

تیرے لگے کیا حسینوں کا چلے مہ و چراغ
 لاکھ سے اپنے جلائے تو جوں لگرو چراغ

وقت گریباؤ کیسویخت دل بہراہ اشک
نورِ چراغ کے لیے آنکھوں میں آنسو بہن ضرور
قصرِ سلطان خانہ درویش پر ہے طعنہ زن
نورِ شب محبوب میں کیسی بہارِ بزمِ عیش
ہوش و حشمت میں بیابانِ مرگ قسمت نے کیا
مل کے سندی پاؤں میں جب ہو گرم خرام
نور کا چمکا ہوا کیا سجھے اللہ نے
چمک کی افشان زلف میں شب کو چراغان ہو گیا
صبح تک شب کو تصور کے عارض کا رہا
ایک ہے ہر ایک کو اس محفلِ عالم میں فیض
کسی زلفِ شک کی لائی ہو خوشبو صبا
صاف محرابِ حرم سے ابر ہے خمدار یار
روشنی اس کی ہو شب بھر عیہ دشمنِ ابدن
شع کا فوری مبارک منعجون کی بزم کو

رات کو برسات میں ہوں جس طرح جگنو چراغ
نورِ شب تیا جب و غن سے مملو ہو چراغ
اے مہتابان ہو گردن پر نکھر تو چراغ
تیرہ آتا ہے نظر مثل گلِ شبنم چراغ
قبر پر راتوں کو ہو گادیدہ آہو چراغ
نقشِ پائے شب کے روشن ہو گئے ہر چہ چراغ
ساقِ سمیں شمعِ روشن کا سہ زانو چراغ
ہو گئے روشن میان کو چہ کیسو چراغ
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اس پہلو چراغ
شب کو ہر آنکھوں کے حق میں قوتِ بازو چراغ
شب کو شمعیں ہر محفل میں غنیر چراغ
کیوں نہ کیے حالِ روشن کو تہ ابرو چراغ
کیا چراغِ داغ دل کا ہو گا ہم پہلو چراغ
ہرین ہمارے خانہ تار یک میں جگنو چراغ

سینہ پر پہنچا اشکوں میں ہر آنکھ لالہ میر
داغ میں گویا کہ روشن ہرین کنارِ جو چراغ

کہ داغ سینے کے روشن ہرین بیاں سجا چراغ
کہ جگنوؤں نے مری قبر پر جلائے چراغ
چھپے نہ پردہ فانوس میں منیا ہے چراغ
ہو محض کی چلی یک فلم تجا ہے چراغ
ہوں نے خانہ اللہ میں جلائے چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
لگے نہیں سب اگر اقبال نہ لائے چراغ
نقابِ ال کے آئے ہرین وہ تو کیا پردا
لنڈھے شراب کے سانچہ محتسب آیا
سوے جو ہم تو مرادین برائینِ عالم کی

نسیم صبح سے جس طرح جھللاے چراغ
خدا کی شان کہ پروانہ آشنا سے چراغ
مکان میں نور اندھیرا ہونے پر پلے چراغ
جو کاسہ گرنے مری خاک سے پلے چراغ
وہ ہے تمیز جو اندھے کو جو دکھاے چراغ
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھاے چراغ
کہاں ملک تہ دامن کوئی چھپاے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عسدری میں
تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
جہان کو فیض ہے مجھے بین قید کلفت میں
وہ صاف دل تھا جلے بے فیلہ و روشن
عبث ہو سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
جنون رہا یہی تا صبح یا دما رخص میں
خدا ہر دل جو بچے حادثہ کے جو کون سے

سب سے نہ داغ جوانی آئیں سپری میں
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

رولیف فا

پانوں پھیلائے ہیں گل گزرنے قرآن کی طرف
دستِ دل لپیٹی ہو کو بیا بان کی طرف
میں جگہ مفتہ جو جانکوں گلستان کی طرف
یگنی عبرت جو گل گور غریبان کی طرف
تو ہی ابا یاس ہو جا سیر اربان کی طرف
دیکھتے ہیں زخمِ حسرت سے ٹکد ان کی طرف
ہاتھ اچھوٹے سون نہیں اوجھتا گریبان کی طرف
کسی میت آئی ہے گور غریبان کی طرف
روزِ نکلا کرو دم بھر کو زندان کی طرف
یا ہر ہمن کی طرف ہو یا مسلمان کی طرف
دل کھنچا جاتا ہو میرا کوئے جانان کی طرف

زلفین آئی ہیں لٹک کر رو جانان کی طرف
گھر سے اٹھتے تھے کہ جائینگے گلستان کی طرف
پھول ترچا جائیں شاخوں پر شجر ہو جائیں خشک
بل کے اکل اک گور سے ہم دیر تک دیا کیسے
رہ گیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہو یہ نہ
پرچکین دستِ وحشت کی جو قفسیں چالاکیاں
حشر ہے شہرِ خوشان میں ہو برپا دیکھتے
کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیروں کا خیال
نہا ہر تسبیح میں زنا رکھو اور اندال
آپ سے باتا نہیں ہر بار میں مجبور ہوں

<p>بجھو دیکھو اور میرے دل کے ازار کی لڑ شوق دل لچل مجھے گور غریبان کی طرف</p>	<p>چاہتا ہوں دل و سب سے جو دو عالم میں نہیں اب کہیں یاران رفتہ کا نشان تلقا نہیں</p>
<p>جلے اب یاروں کی تنہائی میں کیوں گا آئیں لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف</p>	
<p>چوتھیں کتنی ہرین ہم ہرین چشم پر فن کی طرف دوست ہو کر بولتا ہر میرے دشمن کی طرف وہ چلے تلوار تیری میری گردن کی طرف جھوم کر کالی گھٹا آئی سے گلشن کی طرف بڑھکے کتا ہر گریبان میں ہونٹ اس کی طرف بلکین اب رخ نہیں کرتی ہر گلشن کی طرف ٹھونڈھنے کو اشک آتے ہیں دامن کی طرف وہ کہتی ہر تیغ کس حسرت سے گردن کی طرف لے صبا چنگامہ کیسا ہر گلشن کی طرف ایک بھاؤں کی طرف ہر ایک ساؤں کی طرف برق بھی آتی نہیں ہر چہرے خوش کی طرف دوچ سائے جسم کی کھینچ آئی گردن کی طرف حاک ڈرتے آؤ گے اک روز دامن کی طرف لے صبا چلنے کو میں چلتا ہوں گلشن کی طرف دیکھنا آسان نہیں ان میں دور روشن کی طرف تیغ کتنی ہر کہیں ہوں تیری گردن کی طرف دیکھ لیتا ہوں تھے کمرے کے دامن کی طرف</p>	<p>شوخیان کتنی ہرین ہم ہرین و سب کی طرف سیر دیکھو دل بھی ہر اس شوخ پر فن کی طرف دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو اوس رخ رنگین نہ پھینکے کیکر کتنی رخ و خلق اتھ جلا سپر اوٹھا تا ہر مراد سب جنوں عارض گلگون سے ہلٹی ہر جو اوس گل نے نقاب گڑا کیا کوئی کشت دل کا لعل لے چشم تر کھینچ لیتا ہر جو قاتل اتھ میرے قتل سے کوئی گل توڑا کہ گلشن نے کیا بلبلیں کو ذبح وہ دونوں آنکھوں سے ہر میری آنکھ و برسات کی ما قول خلق مجھ کوئی عالم میں نہیں سیان سے کیسے چاہو خیر یا بے اللہ کے شوق میرے گھر آتے نہیں اچھا نہ اونٹ خوش رہو پھول نہ رہا ہا میں تو مجھ سے گونا کچھ گلہ آج تک فریاد کا سنہ اس طرف ہوتا نہیں جب بین کتا ہوں ہر آخر کوئی اپنا نہیں جب بہت قریب سنتا ہوں میں چشم جو رگی</p>

ایک سینے کی طرف ہوا ایک گردن کی طرف بے گل کب کیتی ہو پھر کے گلشن کی طرف	نہیں بے شکر کاٹ و نون جامی بہن میرے لا ابالی جب کل چلتے ہیں پھر رکتے نہیں
--	--

لاکھ یاد بھائے وحشت دل کے جانان ملے امیر
میں یہ سحر کی طرف جاؤں نہ گلشن کی طرف

رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک لکڑی کا رز لفت ہوا وہی موت ہی جسے دوس جا مار لفت دکھلا رہی ہے طرہ تماشا ہمار لفت مسموم و ذکر میں جو یہ شب زندہ از لفت منظور حجاز نا ہو جو جس کو غبار لفت آہو کر گئے تشک کے نامے تار لفت یا سبز دار خط ہے وطن یا تار لفت آیا ہے گھر کے اوسپہ جو ابر بہار لفت گھبرا ہے ہن قیدی زندان تار لفت آیا پسند ہے سوا و دیار لفت ویتا ذرا جو کھل جوا ہر غبار لفت ڈر ہو نہ کاٹ کھائے گنیں اور کے مار لفت	کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا تنکا رز لفت افسوں پڑے ہو چہ راہ و تار نہیں یہ زہر چوٹی میں اپنے پھول جو کھکے ہیں یا سنے کراہو پیس کے کیسے توں میں دل خدا کی یاد حاضر چہ میری آنکھوں سے اودا من عمر جاؤ گے تم جو کھوے مجھے ال سے وحشت سودا گر اپنا دل سے ٹھکانے پہلے کے دو گھڑا دے بار کی کیا بڑھ گئی ہر زہر چپے جانیں غریبوں کے اور شانہ کمرنگ جاتا نہیں ہے دہر و دل ہا کسی طرف بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی اور دل سمجھ کے گوچہ الفت میں کھ قدم
--	--

بہتر کہیں یہ قید ریاضی سے ہے میر
چون پاسے بند رہا تار لفت

ردیف قاف

ہر دم بھی زمین یا ربلا کے عاشق تیرے عاشق ہیں خدا کے عاشق	ہر دم تیری لبت رسا کے عاشق تیرے مشوق خدا کے مشوق
---	---

غمرے خوردن کے اونٹھاتے ہیں کوئی منہ دکھاؤ نہ سناؤ آواز پاؤں رکھتے نہیں بالاسے زمین ابن جفاؤں پہ وہی ذوق دفا تجھ سے روٹے نہیں لے تیغ جفا شوخ چشتی نہ کرا تخی طفا سندی ملو اؤ نہ تم غیث حرن سے دیکھیے حشر میں کیا ہوتا ہے رغبت اب دل کو ہے یوں جان بزم	آپ کے ناز و ادا کے عاشق کان اپنے ہیں صدا کے عاشق تیرے نقش کف پاس کے عاشق ہم تو ہیں اپنی دفا کے عاشق ناز کرتے ہیں ادا کے عاشق گڑے جاتے ہیں حیا کے عاشق رنگ لائیں گے خدا کے عاشق ہم ہیں محبوب خدا کے عاشق جیسے معشوق کو تا کے عاشق
--	--

رات دن ہوتے ہیں دس بت پہ امیر
سیکڑوں بندے خدا کے عاشق

ہیں زندون میں نہ مرد و نہیں مکر کے عاشق جو دہری آکھ جو شتاق ترے دید کی ہو جتنے نادک ہیں کماندار تے ترکش میں برہمن پر سے کبے سے پھر آئے حاجی اکھ کھلاؤ ادھیں ستر ہوں جو آکھوں پہ چپ سے ہونگے نظر سے کین عنقا کی طرح بے جگر مکر عشق میں کیا شھرینگے تجگو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمو کیا ہوا الیتی ہیں پر بیان جو بلا میں تیری بیکسی درد الم داغ تنہا حسرت	نہ ادا کر کے ہیں الٹی نہ ادا دھر کے عاشق کان وہ ہیں جو رہیں تیری خبر کے عاشق کچھ کے دل کے ہیں کچھ سیر جگر کے عاشق تیرے در سے نہ سر کنا تھا نہ سر کے عاشق ہم تو ہیں یا رجبت کی نظر کے عاشق تو بہ کیجے کہیں مرنے ہیں مکر کے عاشق کھاتے ہیں خمر معشوق کے چر کے عاشق ہم ہیں ناہدا اسی آجڑی سے گھر کے عاشق کہ پوچھا بھی جوتے ہیں بشر کے عاشق چوڑے جاتے ہیں پس گ یہ تر کے عاشق
--	---

بے سبب میر شبنم نہ نہیں ہو یہ میر
ہو گئے تم بھی کسی رشکِ قمر کے عاشق

جادوہ راہِ عدم سے رہ کا شانہ عشق
کر کر خاک سے دردِ تہر پیما نہ عشق
لم بلندی میں نہیں عرش سے کا شانہ عشق
ہے جو دلِ لیل سراپا وہ کا شانہ عشق
دل مرا شیشہ ہو آنکھیں مری پیمانہ عشق
ہم تھے اد پریش نظر جلوہ مستانہ عشق
غرق ابھی بحرِ فانی میں یہ دو عالم جدا کین
ہم وہ فرما دتھے کائناتی صورت سے پہاڑ
کچھ گرہ میں نہیں گری کے سوا شل سپند
عین سستی میں لے ہیں مجھے گوش شنوا
آر سے باغِ جان سے جو زمین پر آدم
معتقد کون نہیں کون نہیں اسکا تریہ
دل نے قبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
زلزل عشق شگفت جا ادب کا ہر مقام
سننے والوں کے ذہن پر نہ جلیں پردہ گوش
خاک پر کار ہر وہ کوٹ خطا سے جو ہو پاک
کتنے ہیں مرگ جوانی جسے سب اہلِ جان
آہ عاشق سے ہوئی غفلتِ مشوق کم
بخت برگشتہ چون تب بھی نہیں جاتا یہ مزہ

ملکِ لکوت ہیں دربانِ درخانہ عشق
آسمانِ ظرف بر آو روہ سیخانہ عشق
دونوں عالم ہیں و مراعِ درخانہ عشق
سورہ شمس سے قندیلِ درخانہ عشق
جسمِ یاجوشِ محبت سے ہے پیمانہ عشق
جس زلزلے میں نہ محرم تھانہ بیگانہ عشق
ایک اشارہ جو کرے نرگسِ ستانہ عشق
حسن کا گنج لیا کھو دے کہ ویرانہ عشق
برگ و پردہ و دشر بہون جو آو دانہ عشق
سرنِ مایون میں صد لب پیمانہ عشق
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزشِ ستانہ عشق
پیرِ مقتدا و دروہیت کا ہر دیوانہ عشق
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یک دانہ عشق
بڑھ چلیں لتنے نہ مولیٰ سر دیوانہ عشق
کیا ستاروں کہ بہت گرم ہوا فسانہ عشق
ورنہ ہر خاک سے آگتا جو کوئی دانہ عشق
لپٹے نزدیک ہر وہ یارِ نریٰ لطفانہ عشق
خوابِ تھاحسنِ فسورِ سب کو فانیہ عشق
نہ کوہِ یادہ جو داغِ دل میں ہر پیمانہ عشق

<p>سرمہ حسن ہے خاک تر پروانہ عشق لوٹ پڑتا ہے یہ جن ام میں پروانہ عشق ہر کے پانوں میں رنج و پریشانی عشق ہنس بن بن کے چنگے گوہر یک وادہ عشق آفتاب ہے یہ محبت کا دیو بیگانہ عشق</p>	<p>طرح پرستی ہے یہ شیخ تجلی کی زبان طالب درویش جو اس درجہ مرطا برد ل ہونہ دیوانہ کہ دیوانہ لگا ہر کسے حسن سہ کے ہے روح کو میری یہ اتنی قدرت کیا قلاطون کو جو نسبت تھے دیوانے سے</p>
--	---

ہم تھے اور چہرہ محبوب کا نظارہ امیر
شکستہ حسن تھا جس روز نہ پروانہ عشق

<p>دم میں آجائیں حوروں کے تھکے مشتاق سر جھکاتے ہیں تو کرتے ہیں لٹائے مشتاق خوب پہچانتے ہیں تیرے اشیائے مشتاق گل زمین پر ہیں تو گردون پتارے مشتاق ہیں ہمارے محبوب تھکے مشتاق</p>	<p>جلد آجاؤ کہ میں گدگد سے مشتاق دل صد چاک بھی طین ہے کسی کمرے کی مست ہونیکا انھیں حکم سے لے کر گس بار تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہیں کون استخوانو کہیں جلدی ہو بدن سے باہر</p>
---	---

بخود دی تا کہ بجا پہنچیں آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہیں اجاب تھکے مشتاق

اردیف کا ف تازی

<p>لینے لگی بلائیں اداس سے پانوں تک رہ رہے دیکھتی ہو تھنا سے پانوں تک تو اسے منم ہو نور خدا سر سے پانوں تک خالی نہیں ہر جسم میں جاسر سے پانوں تک قد ناتواں ہو زلف رسا سر سے پانوں تک میں گاہ ہوں وہ گاہ رسا سر سے پانوں تک</p>	<p>آئی جو گل کے زلف رسا سر سے پانوں تک لاغر ہوں اس قدر مجھے پہچانتی نہیں سرخ و صبر نور شکم نور ساق نور کھائے ہیں گل تھے چیلون کے اس قدر گندہ نظر گذر کا پٹ سائے گی آپ کو دلکش ہے مجھ قصیف کا ہر عضو جسم دار</p>
--	---

<p>ہون مبتلا سے رخ و بلا سر سے پانوں تک جھپکے گرسے یہ برق جلا سر سے پانوں تک ایک بلہ سے جسم مرا سر سے پانوں تک وہ گل عرق میں ڈوب گیا سر پانوں تک زیور میں عرق بہتے ہو گیا سر پانوں تک کتنا میں آپ نام خدا سر سے پانوں تک دیکھو شپک ہی ہوا داسر سے پانوں تک گھیرے ہو دو طرف سے بلا سر سے پانوں تک فوارہ آب آب ہوا سر سے پانوں تک گھیرے ہو سے اونگوا داسر پانوں تک آب گہر میں ڈوب گیا سر سے پانوں تک</p>	<p>دوران سحر ساتھ ہر چکر بھی پانوں میں موقوف شمع پر نہیں کچھ سوزش و رونا ادنیٰ یہ خار و ادھی وحشت کی سے غلش میرے نگاہ شوق کی اللہ سے گرمیاں کچھ تھکو میری طوق و سلاسل کی ہر زنجیر اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ سے گئی سے صن کے وہ ہوا ہر عرق عرق زلف و دنا سے آپ ہوا لچھن میں ذکا دل گریبان اگر میں نہ لیں سے گزر گیا ترپے شبہصال نہ کیونکر نگاہ شوق جب میں نے فکر کی تھی دانتوں کے صف میں</p>
--	--

پہونچائے کر بلا میں جو بخت رسا میر
 لیے بدن میں قیاس شفا سر سے پانوں تک

<p>لگی سے آگ اک دل سے زبان تک اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک جو پہونچے سر تمہارے آستان تک گئے کیونکر پیہر لا سکان تک چلو لیکر مجھے پیہر معان تک ہوا ہوں ہجر میں لاغر یہاں تک</p>	<p>کردن غیب نفس چہ دم کمان تک دھوان دل سے مرے اوٹھا ہے ایسا ہر دن کس شوق سے ہر بار مسجد تجھے ملتا نہیں گھر اذکا قاصد غش آیا ہے مجھے مسجد میں بے مے جو سویت آئے تو پہچانے نہ مج کو</p>
--	--

امیر اب مہربان سے مجھ پہ صیاد
 خیر پہونچے نہ اذکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

دلو کو تیر سے گردن کو ہر تلوار سے لاگ	سے ہر عضو کو ہر اوس تبت نوخوار سے لاگ
شرودہ اور مرگ مسیحا کو ہر بیماریا سے لاگ	لا دوس لا رام کو ہر میرے دل زار سے لاگ
ضبط نعم تجھ کو ہر کیونیدہ خوہار سے لاگ	رومی ہن کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو چھ جائیں
دل میں کتا ہر وہ جلا دگنہ گار سے لاگ	کنڈ تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
ہر جو در پردہ او غصین طاب یار سے لاگ	جھاٹک کر دیکھ لیا کرتے ہیں حلین سے کبھی
کیا خزان کو ہر اتھی مرے گزار سے لاگ	پھرنے پھرنے کی نوبت نہیں آنے پاتی
جیسے چو دل کو ترے گیسوے خدا سے لاگ	شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
فتنہ شکر کو ہے یار کی رزقار سے لاگ	دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
یار سے ہر کو لگا وٹ ہر نہ اغیار سے لاگ	ہم نہ ہرچ دست کسی کے نہ کسی کے دشمن
بڑھ گئی ہر بہت اب جمع تنہا سے لاگ	مدد سے پیر مخاں المدد اسے پیر مخاں
کیا گردن خواب کو ہر دیدہ بیدار سے لاگ	ناتے گن گن کے شب ہر بھر بسر کرتا ہوں
حسن یوسف کو ہر کیونعی بازار سے لاگ	کیون گیا او کو نہ کھنکھن نہیں دیتی باہر
کچھ نہ کافر سے محبت ہر نہ اغیار سے لاگ	عہد عشق ہو نہیں پایکے دونوں ہرین مجھے

بی طرح حال تمہارا جو میں پایا ہوں اسی سے
ہو گئی کیا کسی معشوق طر مدار سے لاگ

ردیف لام

کس سے بیان کرے کوئی درویشانِ دل	ستار نہیں وہ دل سے کبھی استانِ دل
افسانے کی طرح نشو و استانِ دل	کرتا ہے اب جگر کو بیانِ دل
قربان ہر گواہِ دل جانِ دل	لے شاہ کشور دل و جانِ جہانِ دل
ہے تین تمام کو نہیں باقی نشانِ دل	کس بے نشان کی یاد تے ایسا مشا دیا

<p>ہر دست اختیار سے باہر غمانِ دل خالی نہیں رہا سے مرا آشیانِ دل پہلا تھا نقطہ قلمِ امتحانِ دل اس آسمان سے ہوا لگتا سماںِ دل کتبکِ گردن میں بحر میں ضبطِ فغانِ دل قابلِ پی تیری سیر کے یہ بوستانِ دل سے آفتابِ حشر چراغِ سگانِ دل آنکھوں میں فردک ہو سودیا میانِ دل کچھ کچھ تو آئینے سے ہو آئینہ شانِ دل رہتا ہو ساتھ ساتھ شے کا روانِ دل آئینے پر ہوا اونھیں شاید گمانِ دل</p>	<p>ہمراہِ دوڑتا ہوں میں اوس شہسوار کے جیسے کہ تیر یار کے سینے میں ہے جگہ خواہا عشقِ قسمتِ آدم میں جو لکھا بڑبڑاتا میں سے جدا ہو زمینِ عشق چٹک جگے صورِ حشر جو ہوتا ہو جسدِ ہو پھولے ہیں کیسے لالہ گلِ فیضِ عشق کے جیسے کہ دھیان سے نرغِ تابانِ یار کا جانیگا کیسا تصورِ خالی سیاہ یار حسرت وہی فروغِ دہی سے جلا وہی تو ہے وہ ماہِ مصر کہ جاتا ہے جس طرف غصے میں آکے ہاتھ سے پھینکا ٹپک دیا</p>
---	--

منون ضعفِ عالم پیری ہوں لے آئیے
 جھکتا چلا ہے سرِ طرفِ آستانِ دل

<p>بے ماہ و آفتاب نہیں آسمانِ دل شستے ہیں نام پر نہیں مٹا نشانِ دل میں ساتوں آسمان تیرا سماںِ دل فردوسِ برگِ ریزِ گل بوستانِ دل جیسے ہوا میں گوشہ نشین مکانِ دل سو گئی ہو جتنے بوسے گلِ بخیرانِ دل گلِ شکلِ مریخِ دلی ہو صنوبرِ لبانِ دل کرتا ہو حشرِ جہاں کے میں سیرِ جانِ دل</p>	<p>ماغونِ گلِ فزون کے دو بالہ جو شانِ دل غنقا سے ہے بلند کہیں آشیانِ دل فیضِ قدم سے تیرے بڑھی ہو چٹانِ دل دوزخِ شہرِ آرائشِ آتشِ نشانِ دل کھیلے ادب سے آتا ہو میرے طوافِ کو بچنے کے توڑنے کو سمجھتا ہوں مصیبت اپنے لیے پسند ہے جھکو چمن کی سیر تیرے میں وقتِ فکرِ سکندر سے کم نہیں</p>
---	---

خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل دیکھا کہاں کسی نے کبھی استخوانِ دل آنکھوں سے آشکار سے رازِ نہانِ دل اسطرح موتیوں سے بھر نیلے دمانِ دل کوسوں پر لامکانِ بلند آستانِ دل روشن مری زبان سے جو میلہ بایں دل	ہم نے نظر نہ عالم غم ہو اگر مکین سخنی نہیں ہے اہل صفا کے خمیرِ مین کیا آنسوؤں نے پردہِ الفت کیا ہر فاش کر لیں گے یادِ ہر دم درِ زندانِ یار کو محکم نہیں کہ وہ ہم کیسا پہنچ سکے مانند شمعِ نطق کی طاقت نہیں مگر
---	---

دو ٹکڑے ہوا بھی جگر بواہوس میر
کھینچوں جو تھکے مین تیغِ زبانِ دل

شبِ نیم سے جو بسریہ گہریا طبعِ گل اس چرخ پہ بھی چاہیے پوسے شفقِ گل ہو غسلِ دکن کو عرقِ گلِ ورقِ گل بیل کو فراہمِ ششِ نمو کا سبقِ گل گل سینہ بیل مین سے داغِ قلعِ گل گل کان چوکان کے پردے ورقِ گل گلکشن کی قلمرو مین جو نغم و لسنِ گل کیا تند ہوا مین مین پریشانِ ورقِ گل مدد کے لیے زہر سے ہرے مین بلینِ گل بیکار ہے اب تک کہ ما سبقِ گل کاتبِ خطِ گلزار مین لکھے ورقِ گل پھولی ہر عجب ہوسم گل مین شفقِ گل	گلِ دو مرغِ نازک سے پسینا عرقِ گل بیل کا قفس چھاؤ کبھی پھولوں سے میناد مازلت تھا مجھ زار کو عشقِ مرغِ رنگین اوس رو کتابی کا چرڈ کراور دہن اپنا ہر فصلِ خزان مین بھی وہی نگہ بہاران کے مرغِ رنگین کا سنا سننے فسانہ کب خارِ دلچہہ سکتے ہین دامانِ مہاسے آہوؤں نے کیے لختِ جگرِ ہر ہم و ورہم آند ہر یہ گلزار مین کسکی کہ مہاسے دورنگ کہاں اب کہ خزانِ مرغِ مین آئی تحریر کہ ہے وصیتِ مرغِ اوس کا تو ہر لازم تریا ہر کون مین جو غلغلاک چمن کو
---	---

پایا کھاتے ہر اوس مرغِ گلزار کا جو سہ

لبیل کے ہوا کوئی نہیں متحقق گل

بجا ہین لبیل و گچین خراب خندہ گل
 گرے برق اگر التہاب خندہ گل
 ہنسی ہوا اس گل ترکی جواب خندہ گل
 کر گی لبیل نالان جو حشر میں فریاد
 محال ہو کہ چڑھے عشق حسن کے منہ پر
 چمن میں نالہ کشی ہو قبولی اسے صیاد
 ابھی تو صورت شبنم ہوں اشک لبیل خشک
 جو کاسہ سر لبیل لے وہ نصف ہوں
 شراب قنہ لبیل کو پی کے کیوں نہ مست
 سمنہ ہوش ہو لبیل کا کیوں نہ برق خرام
 دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک
 بناتی تھی صبا یہ کہ ہو گی غش لبیل
 ذائین کسی لبیل کو ہوش صورت مست
 غش آگیا مجھے غنوں کے مسکرانے سے
 یہی ہوشام سے معنوں گرے لبیل
 لیر گرے لبیل سے گرے میسما

روا تشہ ہر چمن میں شراب خندہ گل
 تو کیوں نہ دل لبیل خراب خندہ گل
 تبسم نسکین انتحاب خندہ گل
 مباح ہے ہو گا حساب کتاب خندہ گل
 کہان ہونا لبیل جواب خندہ گل
 پراس ہین میں نہیں مجھ کو تاب خندہ گل
 چمک دکھائے اگر آفتاب خندہ گل
 بھرون ہین اس میں لبالب شراب خندہ گل
 ابھی تو نام خدا ہے شباب خندہ گل
 جو تازیانہ ہو موج شراب خندہ گل
 کہ آب آب کرے جس کو تاب خندہ گل
 کھلا کے نچھو اوٹھائے لقا ب خندہ گل
 غضب کی تند کھنچی ہو شراب خندہ گل
 کسے سے حوصلہ انتحاب خندہ گل
 سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندہ گل
 ہنسی ہو جام کی ساقی شراب خندہ گل

ہیت خیر ہو گلشن میں جان لبیل کی

کھنچی سے صبح سے تیغ فوشاب خندہ گل

پر تو تیغ سے تر ہے جو منور محفل
 جذبہ لکھنچ کے گل پر ہونو کو لے آ

سے تجبلی کدہ طور سے بڑھ کر محفل
 قطر چنودہ سے ہو جائے قطر محفل

<p>استحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل ہنس گئی غیرت تجنا آذر محفل جس طرح ماہ محرم میں ہو گھر گھر محفل گھار ہی ہو یہ ترے رقص سے چکر محفل لطفت دیتی نہیں بے شیشہ و ساغر محفل کیوں دلکشا جانتا مثل صفت محفل ہوگی جس وز محرم میں تھے گھر محفل شمع سان کچھ چلے دہر میں شب محفل تیرے آتے ہی ہوئی جلے سے باہر محفل ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتہ خنجر محفل</p>	<p>رتک پروانہ ہرین ہم تم ہو اگر غیرت شمع بت فراہم ہوے اس سچہ سو مین سیر بھر میں چارادہ چارادہ ہر رشتے ہرین صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے باغ کس کام کا جسمیں گل و شمشاد نہون رقص کے وقت قیامت ہو تمھاری ٹھوکر لیکے نالوں کے علم ہم بھی ضرور آئیں گے جا چکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم شمع فانوس میں پھولی نہ سوائی لے گل ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت</p>
--	---

گدراوس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو آئیں
 کیجیے چودھویں تاریخ مقرر محفل

<p>بلکہ شگامہ عشر کے برابر محفل بھلون کے ہوتے سائے خنجر محفل کیجیے چل کے سب قبر سکندر محفل گھر میں خلوت ہی سے جمع ہو یا ہر محفل جمع رہتی ہر اس آئینے کے اندر محفل سیکٹوں کی ہوا لگے شہر سے باہر محفل جس طرح شمع سے ہوتی ہے مٹو محفل گھر کے باہر بھی خلوت کبھی اندر محفل چشم پروانہ میں آتشکدہ ہو ہر محفل</p>	<p>فرقت باریں مائلہ سے ہر محفل ہے عجب شمع کی صورت مثل قاتل شعلے چلے آئینہ رویوں کا بھی جو ہا ہے ہم نفل مجھے ہو غیرون کو لگا سنے رکھو کس پر پردہ کا تصویر نہیں دل میں اپنے سب کا نون سے جدا ہر شرفان کا ہر مکان لیے ہر حق سے تیرے جہان کی رونق ٹھکرو پڑا ہوا اشاکی نہ اشفا کا خیال ہر دل سونگھان و عالم ہو شب عیش</p>
--	--

دل کے جاتے ہی ہوئی انجس چشم آوداس شمع محفل میں ہر پردانے بہن گرد سر شمع ہم بہن پردانہ دل سوختہ بزم خیال سرفروش لے بہن شتاق شہادت احرار ترک	محفل آرا نہ کوئی تو ہے ابتر محفل کیا کھلف ہر کر محفل کے سے اندر محفل شعرو یون سے پیمان گرم ہر شب بھر محفل جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل
---	--

او کے بھڑکانے سے برہم ہوئی یہ غیر مہیا
شمع کیسا ہمیشہ ہوئی دست خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل ہر خوف سے سائے تن میں سہ آئے مجھے دیکھنے اہلستا بولے مرے دل پہ پیکر دانت	تب ہم رے وفا کے قابل اب ہاتھ کمان دعا کے قابل جب میں نہ رہا دو اکے قابل یہ دانا ہے آسیا کے قابل
--	--

کلفت سے مہیا صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

اگر دل مجھے پیش جہلا بات سے حال تسکین مجھے دیتے نہیں اور حضرت واعظ پتھر جو ترادل میں کہوں حالت بدل گیا ہر زلیست کا حال تو فقط وصل کی لذت رقا بہن لمبوی تو مجھے سے نہیں ملتی ظاہر میں دیا بوسہ تو کیا دل سے مگر تقدیر میری تو نہ بدل دیگا دعا سے قیمت میں جو ہے ہر وہ بہر کیفیت بلیگی	خالی ہر مکان حرف و حکایات سے حال کیا اور مجھے قبلہ حاجات سے حال کہے میں چوتہ ہو تو مناجات سے حال خیرات کا وعدہ نہوا دس اب سے حال کیا بندگی پسیر خرابات سے حال نیت ہی نہیں ٹھیک تو خیرات سے حال ای شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حال پھر فانی و مفتی کی ملاقات سے حال
---	--

پچانتے ہیں اہل سخن خوب سخن کو

خاموش میرا ہی مہا بات سے حال

روایت نمبر

کیون نامے کرین مہل گلشن تو نہیں ہم
و ملک جو سچا تاہوں تو کشتی پرین ہا نکھیں
نفاق نے تمہیں مہربانیا ہمیں شبہم
حصہ دیکے تجھے کوچہ جلاد میں بھیجیں
ذرت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسہ گیسو
کیا ضعف سے حال کہ تم سے گھر میں پہونچے
دل کھینچے لیے جانا ہے قابل کی گلی میں
ارجا نینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سو بارہیں گے ارنی طور پہ جب کر
کہتا ہوں چو کنکھی تو یہ کہتے ہیں وہ گیسو
ظاہر میں تو نگہ کی طرح پائی ہیں آنکھیں
بچے کا دیا حکم تو بولے وہیں زخم
موسیٰ سے یہ کہہ دو کہ بہت بڑھکے نہ بولیں
کتا ہے جیسا ہے وہ دھان مسی آلود
غیروں کے جو دشمن ہیں تو کیا تیری طرح ہے
کیا تار کشی کی ہمیں بت دیتے ہیں ترغیب
کہرتی ہیں یہ طنز ان کے خطر سن رہا نکھیں
کیا جو صلا لڑکا ہے جو زندان میں یہ بھیجیں
یہی دستہ اجاب یہاں قبر ہے ردشمن

لے ضبط خون عقل کے دشمن تو نہیں ہم
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہن تو نہیں ہم
کہ کھلاؤ جو تم چہرہ ردشمن تو نہیں ہم
کچھ خیر ہو قاصد ترے دشمن تو نہیں ہم
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہیں ہم
ڈسے ہیں مگر ذرا روزن تو نہیں ہم
کچھ آپ روانہ سوئے مدفن تو نہیں ہم
سایہ ہیں عبا رسم تو سن تو نہیں ہم
کیا سمجھے ہیں موسیٰ ہمیں انگن تو نہیں ہم
کاٹھن میں نہ کھینچو ہمیں دامن تو نہیں ہم
پر قابل نظر رہ گلشن تو نہیں ہم
سلوٹاتے ہو کیون قابل سیدن تو نہیں ہم
کچھ نابالہ دادی امین تو نہیں ہم
کیا دیکھتے ہیں سب گل سوسن تو نہیں ہم
اچھ دوست کسی دست دشمن تو نہیں ہم
انسان ہیں ناقدس برہمن تو نہیں ہم
کچھ پیر ہیں خضرین رہن تو نہیں ہم
زندانی تاریکی مدفن تو نہیں ہم
مستحج چراغ سر مدفن تو نہیں ہم

ہوے گل فردوس امیر اپنا سے مردہ
سر کا جو ذرا تختہ دمن تو نہیں ہم

اچھے بھولے پھلے ہزارین ہم
گھر میں اپنے ہن یا مزار میں ہم
کہ نہیں اپنے اختیار میں ہم
روزِ محشر ہن کس شمار میں ہم
دور پہونچے ہو اسے یار میں ہم
مر کے بھی رہ چکے مزار میں ہم
تو بے مست ہن ہزارین ہم
ایک دو کیا کہیں ہزارین ہم
گم ہوئے ایسے انتظار میں ہم
ہن ہر اک ملک ہمدیا میں ہم
ہن طلب میں کبھی متار میں ہم

ہوے چورنگ وصل یار میں ہم
ہو گئے مردہ حیر یار میں ہم
اوس کو لائین گے خاک قابو میں
کون پوچھے گا ہم غم دیون کو
فرش سے عرش تک نشان نہیں
حضرت دل جو تم ہو پہلو میں
وصل میں بھی شکستہ خاطر ہیں
پیش رخسار یا رخسار ہن گل
قاصد آیا ہے پتھیں پاتا
گھر میں ہن لیکن اپنے نام کی طرح
زلف و رخسار کے تصور سے

جب جو چاہیں ہم پہ وہ کر لین
ہن امیر اور ان کے اختیار میں ہم

کچھ آج تک ہمیں اوسکی خبر نہیں معلوم
یہ بخود دی ہے کہ گھر کی خبر نہیں معلوم
فلک کہاں ہر زمین ہو کہ خبر نہیں معلوم
وہ ٹالتا ہے کہ مجھ کو تو گھر نہیں معلوم
یہاں کسی کو کیسی خبر نہیں معلوم
گری ترپ کے یہ بجلی کہ خبر نہیں معلوم

موا کہ زندہ رہا نامہ بر نہیں معلوم
مکان دل میں ہو کس کا گھر نہیں معلوم
کیا ہے پیچہ ہی نے جان سے فارغ
میں جیسو دیتا ہوں دس فتنہ گر کے نام کا خط
تری گلی ہے کہ میدان حشر ہو قاتل
ہو اشمید تبسم جگر کہ دل یارب

<p>لگے ہیں زخم کمان جسم پر نہیں معلوم دہن کمان ہو کہ ہر سہ کمر نہیں معلوم کہ ہر کو اوڑکے گیا تن سے سر نہیں معلوم کہ آج کیون نہیں ہوتی سحر نہیں معلوم یہ کسکا گرم ہے بازار او دھرنیں معلوم کس کا حال کیسی خبر نہیں معلوم کہ ہر کو بادہ فردشون کا گھر نہیں معلوم یہ نخل کیون نہیں لاتا شمر نہیں معلوم فلک سے کیا ہوئے شمس و قمر نہیں معلوم</p>	<p>کیا ہو ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل شب وصال ہوں محسوس کنار سے محروم پڑے تیغ کے نیچے کہ پاسے قاتل پر شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہیں اور ہر کو منہ جو نہیں پھیرتا کبھی نور شید جو کل تھے ساتھ لگے آج کس طرف یارب خضر ہو راہبری ہے ثواب اسے زاہد ہمیشہ نالہ دل بے اثر ہے کیا باعث جہان میں اب نظر آتا ہرات دن اندھیر</p>
--	---

بھٹکتے پھرتے ہیں ہم مثل گرد راہ مہر
 ہوا ہے قافلہ راہی کہ ہر نہیں معلوم

<p>یہ کلیجا کمان سے لائیں ہر دل کی طاقت بھی آزمائیں ہر باندھتے ہیں تری ہوائیں ہر لب سا غر کو منہ لگائیں ہر کوئی پوچھے تو کیا بتائیں ہر اپنے دل کی لگی سنجھائیں ہر اے بت اپنے خدا سے پائیں ہر قصہ کیا مقبرہ بنائیں ہر زاہد و دیکھ کر گھٹائیں ہر جو گھٹائے او سے بڑھائیں ہر</p>	<p>تیرے جو رستم اوٹھائیں ہر جی میں ہے اب دمان نہ جائیں ہر نالے کرتے نہیں یہ الفت میں اے لب یا کیا ترے ہوتے دل میں تم دل ہو سینہ سے خود گم آب شمشیر یا اگر مل جاے اب جو منہ موڑیں بندگی سے ترے زندگی میں ہے موت کا کھٹکا تو بے سے کیا پشیمان ہیں دل میں ہے مثل ہیزم و آتش</p>
--	---

زار سے زار بہن جہان میں آہیں
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھا یکن ہر

روایت نمونہ

کیا دیر ہے امیر کے عفو گناہ میں
آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ میں
کاٹا ہوا ہون ہو کھر کے لیکن نہال ہون
بیہوش کوئی بزم خرابات میں نہیں
خالی شرارتوں سے نہیں ظلمت جہان
پیری میں تھنگوں جو ہوا دانت بھی چلے
بدت ہوئی پھرے ہوئے آنکھوں کی تپلیاں
کھلائیں یہ خط تو سے غرض چسپاں
کشتی فرو رسا تھ ہے تیرے لے فقیر
بے قصد بد سے بھی کہی ہو تاہو کار نیک
دعویٰ بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
اللہ سے جذب میری ترپ کا کہ چرخ سے
اعلیٰ کو کیوں نہ صحبت ادنیٰ سے ہو حذر
یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا تہہ
بیدار عشق ارض سے تا آسمان ہر کون

اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ میں
تو تو پہلے موے کمر کو نگاہ میں
کھنڈو نگا اور اپنے غدو کی نگاہ میں
مشہور یہ خبر ہے غلط غافلانہ میں
لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ میں
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ میں
صورت تمھاری پھرتی ہر اتک نگاہ میں
کائنات بچھائے ہیں یہ محبت کی راہ میں
ڈوبے نہ قلمزم کرم بادشاہ میں
شبکو چراغ غول جلاتے ہیں راہ میں
کیون دل پکڑے کے بیٹھے گئو ایک آہ میں
ناشرین وری آتی ہیں آغوش آہ میں
دیکھا کبھی نہ پر تو نور شید چاہ میں
ڈوبا ہوا ہے چاہ زرخندان کی چاہ میں
ماہی میں فلس ہو تو کلفت جرم ماہ میں

ہو نقش دل چہ صورت توحید ہے آہیں

ہوں محو ذکر اشہدان لا آہ میں

چھپ جاؤ نگاہ میں پردہ گرد نگاہ میں

ہوں زار اس قدر کہ تری جلوہ گاہ میں

<p>یہ تخم چھپتے ہیں کوئی ابرسیاہ میں چاہوں تو رختے ہوں سپر ہر وہ میں ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ میں بنجائے ماہ میم جو لمبا ہے آہ میں یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ میں نے پیچھے تو چل کے کسی خانقاہ میں کیا کام غیر کا ہے تری جلوہ گاہ میں رستم کی دھاک سے ہر تزلزل سپاہ میں پھولوں کی ہلکوا آتی جو خوشبو گیاہ میں ہر ماہ کو زوال و کمال یک راہ میں پڑتے ہیں ایسے کتنے ہی میدان آہ میں بجلی تڑپ رہی ہو یہ ابرسیاہ میں دنیا نہیں سہا تی ہو جسکی نگاہ میں دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ میں لغزش نہ تازبان کو ہو غدر گناہ میں</p>	<p>ہیں جلوہ گر شد ارتری دود آہ میں وہ توڑکے فلک ہو مرے تیر آہ میں سمجھے سر و تاج کو کج کول و بوریا آہ اوس بہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو آنے نہ سے چاکویہ ہر رات و صبح کی دیوانہ تیرا آتا ہو لرزان بہن اہل شہر کیون مثل رخ نہ ہو خط سبز ہو پسند اہل زمانہ بنے گیڑتے ہیں کیسے جلد ہم رہر دان عشق کو محشر کا خوف کیا زلفوں کی آڑ میں نہیں کرتے وہ چشم گین کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم تو نے تو اسے سیاہی شہبائے تار و بحر او ہرے جو نشہ تو بہ کرین ہم شراب ہے</p>
--	--

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
 جاگے نصیب سوئے اگر خواب گاہ میں

<p>کیا آتیاں شمع شمع تماشائے ماہ میں بجلی گوسے گی چار طرف جلوہ گاہ میں پیونچا میں قتل گاہ میں یا عید گاہ میں ساتھی ہر بار ہے چھوڑ گئے ہکوارہ میں</p>	<p>کس کام کی ہو آنکھ ترے جلوہ گاہ میں ہمیں شوخیان ہیں جو تمھاری نگاہ میں محراب و سکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز میں فریاد کس سے تیرے سوال اہل کریم میں</p>
---	---

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
ادس ترک کجکلہ پہ وضعین کیون اوجگیاں
دیکھو جہا کے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
برگشتہ بخت دہ ہوں جو منزل چلا بھی
کوچے سے تیرے اوجگیا شاید ترا فقیر
اعضا تمام صوم میں رہتے ہیں وزہ دار
پست و بلند امر و عشق میں نہیں
سہراست و وہی جو ہر دین رسول پر
غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
ہوں رش یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
متر افس و نوں بانوں میں شکر کے جوش میں

قرآن مرو چاہیے دست گواہ میں
انما زہ ماہ نو کا ہے طرف کلاہ میں
چھریاں بھری ہوئی ہیں تمھاری نگاہ میں
گھیرا دھرا دھرتے گداؤں نے راہ میں
کلی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہر راہ میں
رونے ہزار رکھتے ہیں ہم ایک ماہ میں
پائین و صدر ایک ہوا اس بارگاہ میں
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ میں
پر تو اگر پست ترے وا تو نکاحاہ میں
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ میں
کچھ ماندگی سے کام نہیں قطع راہ میں

نشہ کے ڈوبے یار کی آنکھوں میں ہرین میسر

یا چند سب سے خوش مکان سیاہ میں

کسکے آگے جا کے سر پھڑون اتنی کیا کروں
یار دنگی زندگی میں بادشاہی کیا کروں
سوچا ہوا سپہ میں اپنی گواہی کیا کروں
بخت بد جاتی نہیں تیری سیاہی کیا کروں
اپنی کشتی کی بیان مجھے جہاہی کیا کروں
تپ ہی آنکھوں میں مہر کو کم نگاہی کیا کروں
بادہ صاف و کباب مرغ و اہی کیا کروں
راہ میں تہ جائہ پڑتا ہے اتنی کیا کروں

وہ تو شہنشاہی نہیں خدا و اہی کیا کروں
مجھ گدا کو دے دے کلیف ملکوت آہوس
مشک دیکھو غیر میرا محض فون دیکھ کر
دھوئے دھوئے آنسو سے ہو گئیں آنکھیں سفید
جھکے سا اہل ملک خدا پہو چائیکا اعنا خدا
نزع میں آنکھیں ملا کر یار نے مجھے کہا
ترک لذت جہان میں زبان سے آشنا
شوق کتا چروہی چاؤں میں کبھی میں جلد

کل گیا تھا بیش ابر سوچا ہوں دل میں آج	خدمت پرستان میں عذر خواہی کیا کروں
فرض کردم آہرک سکتی ہر تھم سکتے ہیں شک	چپ نہیں سکتا ہر لیکن رنگا ہی کیا کروں

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہو آئیں
پیشِ حقائق ادعاے بگیا ہی کیا کروں

گلے میں ہاتھ تھے شب و دن سچی راہیں تھیں	سحر ہوئی تو وہ آنکھیں دہنگا ہیں تھیں
کل کے چہرے پر میدانِ صاف خطا نے کیا	کبھی وہ تھا ایسا کہ بند راہ میں تھیں
فراق میں ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا	کہ وہ تو بچ تھا کچھ شک تھے کچھ ہیں تھیں
لبو لے اب ہیں کفر بہت ہو گور شاہان پر	سرون پہتر جلومین کبھی سپا ہیں تھیں
ہزاروں لوٹ گئے نکل ادھی جودے چلین	فدنگ سے شرہ برجیان نگاہ میں تھیں
کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوچا کچھ	وگرنہ ربا کی اوس سے ہزار راہیں تھیں
یہ ضعف ہو کہ نکلتی نہیں ہیں اب دل سے	کبھی فلک سے بھی دچھری ماری آہیں تھیں
جگر میں چرکی چھوڑ ہی تھیں کچھ بھاسین	مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہ میں تھیں
پونچھے سر منزل چلے جو چال نئی	اویں میں پھیر تھا کی گئی جو راہیں تھیں
فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ	جہانِ نوری میں یہ بیجا نے تھا تھا ہیں تھیں
یہ ضعف اب ہو کہ لہنا گراں ہو قدموں کو	شکر و ہی میں کبھی آگود تنگا ہیں تھیں
شاعری سے حسین کیونچھیں لیجاتے	ربا عیان مری جو گوشہ نگاہ میں تھیں

حسین نے کہ ہیں طالب کہ اب ہیں گردِ امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیا رہتا نہ چاہیں تھیں

جب کبھی اوسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں	دل ہی اتنے چرچل راہ سے ہم دیکھتے ہیں
دراغ سے بڑھکے نہیں دلیں کیا جلوہ	گھر کی رونق اسی جہان سے ہم دیکھتے ہیں
ہر پسی تو نہیں پاپوں کی گھر تو جھمبہ میں	آتشِ تجلکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہیں

ضعیف کا پاس کرے دستِ جون کے ہوتے
 ہے اگر طالبِ مقصود تو سٹ جا ایدل
 حشر میں ہاتھ سو فدا ان کے او سے بھی نصیب
 منظرِ خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
 گردِ ابرو پہ ہر منہ لال ہر چوٹا ہے پھری
 جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
 دل یہ کہتا ہے خوشان میں شفق چولی ہر
 خاک پر پائے ہیں غلطانِ ادس و حسرت کے سبب
 بار بار آتی ہو زلفِ ادس رُج روشنِ کھٹک
 ہو کہیں لالہ و گل اور کہیں شمس و قمر
 کہہ باری کو پہنچ جائے دلا فکر سے تو
 ہر طرہ اپنی ہی صورت ہمیں آتی ہو نظر
 کیا سواری کسی قاتل کی پھر مقل سے

یہ بہت دور گریاں سے ہم دیکھتے ہیں
 نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہیں
 خلیقین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں
 شانِ ادس کی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہیں
 آج او غنیمتِ دور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہیں
 مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہیں
 شیخ جب نٹھتے پان سے ہم دیکھتے ہیں
 جو گھر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہیں
 رطب کا فز کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہیں
 ہر جگہ تمکوئی شان سے ہم دیکھتے ہیں
 یہ تو باہر ترے اسکان سے ہم دیکھتے ہیں
 آئینہ خانہ میں حیران سے ہم دیکھتے ہیں
 لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہیں

کچھ تمھیں سے نہیں کاوش جو حسین کو
 چھتر پوین کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہیں

تج جلا کو ارمان سے ہم دیکھتے ہیں
 اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہیں
 دیکھتے تھے رنجِ امید کو جس حسرت سے
 شکے حالِ دلِ شاق کو اس کان سے وہ
 آنکھ آئینے سے کیوں دلی پھر ہی ہتی ہے
 روح کو تاسِ بے تو غیر کی دانائی کی

سوت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہیں
 زیرِ خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہیں
 یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہیں
 صاف اڑاتے ہیں اس کان سے ہم دیکھتے ہیں
 کیا یہ سمجھے ہیں کہ حیران سے ہم دیکھتے ہیں
 پھر دن منہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہیں

<p>دیکھتے ہیں جسے حیران سے ہم دیکھتے ہیں زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہیں تجھ پر قربان اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہیں روزا کی سجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہیں کچھ کشیدہ تجھے ہماں سے ہم دیکھتے ہیں تلک و جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہیں سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہیں جب لگا لگا سکو گریبان سے ہم دیکھتے ہیں جھلک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں دل کو پانی تری برتران سے ہم دیکھتے ہیں رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہیں</p>	<p>شکل آئینہ بنایا ہے ہمیں حیرت نے شک یہ ہوتا ہو کہ حلقے میں ہونا لگن کے یہ من جان باقی نہیں گودل میں ہماری لیکن خط غایان کبھی کرتا ہے کبھی خال و منخ بھر گیا جی غم دلہار سے شاید اسے دل رشک ہوتا ہے کہ شاید سے تمہارا عاشق سا غرابہ بھی ہو جام جان بین ساقی جی میں اتنا ہے کرین ہاتھ کلائی سے قلم ہو گیا سل کچھ استمیں کہ اب غیثت کو لکھن واؤ سے آہن ہو ہوا موم تو کیسا عرش کا حال دل صاف سے آتا ہو نظر</p>
--	--

دور بینی کہیں کیا چشم بصیرت کی آہ
 صاف میر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہیں

<p>شاہوں کے سر پہ سایہ بال ہماہوں میں دریا میں نقش آب کی صورت فناہوں میں ہر رکندریں راہ تری دیکھتے ہوں میں وہ بت بگڑ کے بول وٹھا کیا خداہوں میں نقشے تیرا معین بٹ گئے تب بناہوں میں اتنا کہ تو لگا ایک وہ تھا دوسراہوں میں سایہ صفت قدم بقدم زیر پاہوں میں عقدہ یہ آج کل کھلا چھپ گیاہوں میں</p>	<p>بخت سیر سے گو کہ کلیم گداہوں میں صحرا میں مثل موج ہوا کم فناہوں میں داگردہ چشم دل صفت نقش پاہوں میں مطلب جو اپنے اپنے کے عاشقوں نے سب لے انقلاب دہر مٹا ہے کیوں سمجھے وحشت میں گو کہ قیس سے بڑھکر نہیں مگر افتادگی میں اوس سے نہ سمجھو جد اس مجھے محنت یہی کہ نہ کو کا ناخن بھی گھس گیا</p>
---	---

<p>پروا نہ چرائے حرمِ حنا ہون میں مذبوحِ خنجر نگہ آشنا ہون میں آہنِ ہر قلعہ یار تو آہنِ رہا ہون میں چھوٹے سے قد پہ میرے خانا بنا ہون میں جو کچھ کیا وہ دل نے کیا جیٹا ہون میں فیضِ سخن سے عیسیٰ مجنونا ہون میں دل سے ادا کی تھی ہر تیری خفا ہون میں زندہ لبساںِ خضر ہون گو مر چکا ہون میں</p>	<p>ہو میں لکھتا ہوں چو کشا ہر دماغِ عشق کشہ کیا ہے محکو محبت کے جوش نے اعصاب سے تن کر بسکہ ہر زخموں کا اشتیاق کشتیِ ہر ہر ایک تیری زلفِ دراز سے رستو ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا زندہ کیے ہیں میں نے دلِ ہر وہ سیکڑوں مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہِ ناز لذتِ ہر آبِ تیغ میں آبِ حیات کی</p>
--	--

مانند سبزہ اس چمنِ دہریں اُممیں
 بیگانہ دار ایک گستاخِ پڑا ہون میں

<p>کو پے میں سیکڑوں کے بستر لگے تھے ہیں پتلے کی سان پر خنجر لگے تھے ہیں قبروں کے منہ پہ بھاری پتھر لگے تھے ہیں پھولوں کی کشتیوں میں زیور لگے تھے ہیں صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے تھے ہیں اڑ جاؤں کس طرح میں کیا پس لگے تھے ہیں اذرت لگے تھے ہیں باہر لگے تھے ہیں عجلت سے کچھ نہوگا لمبر لگے تھے ہیں ایک مشتِ استخوان میں دو پر لگے تھے ہیں اکیلے ایک رنگ میں سو مندر لگے تھے ہیں کون ایسے لعلِ خنجر میں گوہر لگے تھے ہیں</p>	<p>داہن سے لوگ اسکے اکثر لگے تھے ہیں کبوتر نہوں نگاہیں قاتل کی تیس لگے ہیں ہر گلیں گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر کیا دیکھے عاشقوں کے وہ داغدار سینے یارب ہر کسی آمدِ شہر میں ہے شادی چاہی جو میں نے عجلت بولا گڑ کے قاصد کیا حال لچھاؤں جاسوس اس پر ہی کے تھے وہ باری باری عشاق کے پڑ ہیں گے میں سنا ہوں نبل جو ہے تری حقیقت کیا کیا ہیں ہر شکران کی یاد میں بھی جتنا جواہر میں کیا وہ دن سے میرے</p>
---	---

سے حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے

یہ اشتہار ایتو گھر گھر لگے ہوئے ہیں

نچھہ بینو اگہ کو پوچھے **میر** کیا

شاہوں کے ادس گلی میں گیسٹر لگے ہوئے ہیں

جب خبر و چھپاتے ہیں عارض نقاب میں
بے قصد لکھ دیا ہے نگہ مضطرب میں
بجلی چمک رہی ہے فلک یرسحاب میں
اللہ سے میرے حل کی ترپ مضطرب میں
عہد ان کے ساتھ کھانیکا پوتا نہیں حساب
لے برق تو ذرا کبھی ترپنی ٹھہر گئی
ملنے کا وعدہ ہنسنے سے تو ادنکے مکمل کیا
د کی جگہ دیے تجھے بوسے بہک کے چار
قاصد جو قول و فعل کا کیا ادنکے اعتبار
ترغیب میرے قتل کی دو ادنکو ہمد مو
کیا آہ کی ہوا سے ہوا مل گئے جو و
سمجھے ہیں دل میں کیا جو یہ لگرو ہوا میں ہیں
سمجھا ہے تو جو غیبت پر ہر تھان حلال
خو خوار ہے وہ ستلے گا بڑا مزہ
کام آئی کیسی ظلمت عصیان بردر حشر
دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع
منظر قید و قتل جو جو حکم دیجیے

گھٹا ہے حسن میں نہ رہو گنا حجاب میں
دیکھو کہ کیا وہ لکھتے ہیں خط کے جواب میں
اب وقت رز کو چین کمان ہو حجاب میں
گھبر لے کر دھن لگے لینے وہ خواب میں
ہم تم کہا ب کھائیں ڈبو کر شراب میں
بان عمر کٹ گئی ہے اسی مضطرب میں
پوچھی جگہ جو میں نے کہا سنکے خواب میں
تھے نیند میں پڑا ادن میں دھوکا حساب میں
پیغام کچھ کما ہے لکھا کچھ جواب میں
سے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب میں
ادھتھامزہ جو بندہ نوتے نقاب میں
عہد چارون کا ہے جو بن حساب میں
واعظ تباہ مسئلہ ہے کس کتاب میں
قیمہ مرے جگر کا ملا دو کہا میں
سایہ ہمارے سر پر رہا آفتاب میں
ہم پہلے ہو گئے نظر ہی تھا میں
سے یہ گناہگار بھی حاضر جواب میں

راہنہ میں ادنکے خون کی چھینٹیں پڑیں امیر

بہل سے پاس ہونہ سکا خطر اب میں

ساتی ہزار شکر خدا کی جناب میں
سویں گن پرا شرف آفتاب میں
محشر کے دن مٹائے گئے آفتاب میں
یا پھول بھر دیے طبع آفتاب میں
کچھ زور تھا کمان سے سو خطر اب میں
کردے جو کوئی بند مکان جناب میں
پھنستا ہر تشنہ دام فریب شراب میں
جتیک ہی حیات سے خطر اب میں
کیونکر نہ گردا گرد سے بیچ و تاب میں
کب سوکتے ہیں برگِ شجر آفتاب میں
ہوتی ہر بے غمگی کی لذت کباب میں
موزی کو پال کر میں پراکس عذاب میں
بیکار بند ہو گئے اذکی نقاب میں
شیطان ہر پردہ در کہ میں ہی حجاب میں
بہل بنے جو بلبیلہ اوٹھے گلاب میں
مار عذاب بھی ہے طریقِ ثواب میں
اس خاک کا خمیر ہو بسے شراب میں
مشعل ہے برق کی کھنڈیو سحاب میں

قاضی بھی اتبو آئے ہیں بزم شراب میں
جا پائی خطے او سکے رخ بے نقاب میں
دامن بھرا ہوا تھا ہوا پنا شراب میں
رکھا یہ تنے پاسے خانی رکاب میں
تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بٹھیتا
وہ ناتوان ہوں قلعہ آہن ہو وہ مجھے
حاجت نہیں تو دود لبت دنیا سے کام کیا
مثل نفس آمد و شد سے ملا نہ راع
سرکش کا ہر جان میں دورانِ سرآل
چاہے جو حفظ جان تو نہ کرا قربا سے قطع
دل کو جب ملا تصور حسنِ ملیح سے
ڈالی میں نفسِ شوم نے کیا کیا خرابیاں
اللہ سے تیز دستی مڑگانِ خم نہ گر
چلتا نہیں ہے ظلم تو عادل کے سامنے
کچھ ربط حسنِ عشق سے چلے عجب نہیں
چوے جو اسکا صحیفہ رخ زلف میں پھنسنے
ساتی کچھ آجکل سے نہیں بادہ کش ہیں ہند
فرقت میں میر دل کے ڈرائیکے واسطے

جب نامہ بر کیا ہے کہوتر کو اسے میر
ارٹنے کباب بھیجے ہیں خط کے جواب میں

<p>دیکھا نہ پاسے موج کو کفش حباب میں دیتا ہو بھر کے مے قوح آفتاب میں دیکھو ملاصاف میں غلا ہو حباب میں شعلہ ہو کب ہو کین کپڑا ہو چرخ و تاب میں کیون ہو حوام نشہ نہو جس شراب میں عارت کی آنکھ رہتی ہو بیدار خواب میں شاید ہو نقش جب اثر نقش آب میں ماں نہ ماہ داغ لگا آفتاب میں طاقت ہو جذبات کی ٹرہہ سحاب میں ہونٹوں سے جان پرتی ہو مرغ کیا ب میں حسیاد سیرانغ کی کرتے ہیں خواب میں دیواریں جیسے خم ہوں کان خراب میں جذبات چارہ سے کوئی کاغذ کتاب میں دم مار نیکی جانیں انسان کو آب میں چشمہ تو ہے پر آب نہیں آفتاب میں</p>	<p>راحت کہاں ہو کو جو ہر چرخ و تاب میں ساتی مسیح وقت سے بزم شراب میں دریا سے حل یہ مسئلہ سو فہم چاہیے دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے دنیا بھی دین ہو جو ہولادت بشر سے ترک ٹرہہ جواہر لہو ہوں تو زندہ ادھیں سمجھ دریا میں ہو گیا ہو نہانے سے او کو عشق خط و اسکے رشے صاف نہ کھلا غضب ہوا رکھ دیکھ بدنہرگ بھی سیر گلے پہ تیغ دکھلاتے ہیں وہ وقت گزک معجزہ سحر پہو انہیں ہو ہکو اگر ہر نفس میں بند ہیرے میں یہ تھکی ہوئی پلکوں کا حال ہے گھاس ہو میں نے دیدہ گردان کا اپنے حال یہ خانے میں چولے تو نا صحرے خوش پیاسوں کو خاک سیر کر گیا یہ آسمان</p>
--	---

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا ہے
 عالم کبھی نہ رہے ہو کثیر کتاب میں

<p>دل ہو کو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہیں کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہیں صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہیں کیون غرق ہوئی لے ساحل کو دیکھتے ہیں</p>	<p>خبر کبعت جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہیں واماندہ دور سے یوں منزل کو دیکھتے ہیں ہر چند ماندگی نے ہو کو بٹھا دیا ہے آنکھوں کو بند کر لیں خالق ہے تو لگا یں</p>
---	---

شوق نظارہ دیکھو پٹی ہوئی سے عینک پردہ نہیں جو آنے پاتے نہیں ہیں شب بھر کیون تھک بنا ہے ہو بوسے کے مانگنے پر لیلے کو دیکھ کر جو بخود نہیں ہو سے ہیں	آنکھیں ہیں بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہیں ہم خواب میں تمھاری محفل کو دیکھتے ہیں خوش محبتے ہیں سخی جبائل کو دیکھتے ہیں ناتے کو دیکھتے ہیں محل کو دیکھتے ہیں
---	--

دنیا اسرار سی ہے محفل مشائخ
دیتا ہے جان او سپر جس دل کو دیکھتے ہیں

شمشیر ہرستان ہر کسے دون کے ندون مجان دھر ہما ہر او دھر ہر سبب حبیب دربان ہزار او سکے بیان ایک نقد جان بلیں کو بھی ہر پھونکی گلچین کو بھی طلب سب چاہتے ہیں اس سے جو عددہ حال کا شہر اسی دخت رشکے ہزاروں ہر ہنگام یار و کو بھی ہر بوسے کی غیر و کو بھی طلب	اک جان ناتوان ہر کسے دون کے ندون اک شہر استخوان ہر کسے دون کے ندون مال سقد رکمان ہر کسے دون کے ندون حیران باغبان ہر کسے دون کے ندون کتا ہر اک زبان ہر کسے دون کے ندون چپ شدہ مخان ہر کسے دون کے ندون ششدہ دہان ہر کسے دون کے ندون
--	---

دل جسے مانگتے ہیں ہزاروں حسین آہ
کتنا یہ ارمان ہر کسے دون کے ندون

تصور ایک بحر حسن کا یوں ہر کسے دل میں ہوا دلف جانان نہ چھوڑا کے بھی پیچھا شراب ترخ شیشے میں نہیں بے یار و ساتی تسکے شہادت میں نہ مرکب بھی ہوئی رشت ترا قال ذوق دیکھا تو ہو کہ یہ خیال آیا کیا جو ہر گھجے جسم نکھر کر رو برد آیا	روایت تھا چو دریا طبع آغوش ساحل میں قیامت میں بھی ہم جگر ہو آؤ سلاسل میں بہر ابرو خون بسمل یہ گلہ سے ترخ بسمل میں ترکے خلد سے پھر آرمیں کسے قاتل میں فرشتہ کی جگہ سے قید زہرہ چاہ باہل میں بجائے تیغ آئینہ ہر لازم دست قاتل میں
--	--

رہ صحرے ہستی کو یہ سانی سے کاٹے گا
جاگرت رہی کی تھوڑی ملی بعد فنا جھکو
یہ کیسے نوک شرکان کا تصور آئیو الا ہے
نیکالے رنگ کو جاہل نہیں پر قابل صحبت
تیپے ہیں شوق قتل میں یہ قیوس کتنے ہیں
یہ کیوں گھبرا رہے ہیں کچھ سبیل سکا نہیں کھلتا
چھری کو تیسے لے صیاد اتہک بقراری سے
آقا خدا جان شاری کا یہ ہوا ایدہ انہوا و سکو
سبز ارون قیس شربا تھہ پھٹے ہیں بیابانین
کبھی غمزدہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
جہان ظلمت تھی سیر گھر شب قتل سمٹ آئی
بخشک ضعف میں پہنچا ہوں میدان شہادت تک
سروں گ تیری تیغ کا سنفہ چوم لیتی ہے
نکلے ہاے ترا تیرا کسے چلو سے یہ کیا ممکن

تری تلوار کا دم آگیا تیرے بسمل میں
فلک میرا بھی حق ہے کچھ زمین کو قاتل میں
کھٹک جاتا ہوا کٹا سا جو ہر دم مکرل میں
طلب ہوتا ہے کسٹاؤں میں ہر قص محفل میں
تماشا بسملوں کا ہوا ہر کھسے قاتل میں
کبھی جاہل آنکھوں میں کبھی قریب وہل میں
کوئی رگ نہیں ہے کیا گلہ سے مزاج بسمل میں
خوشی ہو کاٹ کر سنا پنا کھڑی بہت قاتل میں
مے دل میں خیال بیا کر کیا لیے ہے محل میں
تو لپکوں کے چھو جاتے ہیں نہ نشتر مے دل میں
دھوئیں کا نام اب باقی نہیں ہے چادر بابل میں
جانے دو قدم لے درو پہلو کسے قاتل میں
نکلے ہر لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل میں
ابھی اتر کر کہ تھی جان باقی ہے مے دل میں

امپیر اتہک میں کھلتے ہوا اسکے تیغ کے جوہر
توقف کیوں ہو کیا مندی لگی ہے دوست قاتل میں

نہجیم یا قمر کا ہے گزرتو رشید منزل میں
نکلے کجاہنگل جتنی آرزوئیں ہیں سر دل میں
لگائی ہے جو ہر مندی پسرا سکو خون بسمل میں
نہایت پانی پہنے دیاری تیرے سال میں
نکل بھی آئے محل سے تو پھر لیلیٰ ہے محل میں

کسی ہرہ شامل کا تصور ہے مے دل میں
قدم نیچہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ بیگا
چنگی خوب او قاتل غصہ کا رچک لائیگی
میں کرتا کبھی پر دے جنت آگل خوبی
ہی حیرت عالم ہر تو نظر ارہ کمان مجنون

مبت میں سجد کرتے شوق سواں کعبہ دل میں
قیامت کا اثر ہے اضطراب سرخ بسل میں
جان آیا سحار درد دانا ہو گیا دل میں
لب بپیرن کی لذت ہر زبان تیغ قاتل میں
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسل میں
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہو کون محفل میں
چمکایا ایک پٹانے سے تو نے سبکو محفل میں
قناروتی رہی مٹھی ہوئی پہلوئی بسل میں
کھڑی ہو عرض ہوگی کی طرح جوش محفل میں
اکسی خیر بجلی سی چمکتی ہوئے دل میں

دوئی اٹھ چا تو جھگڑا کہاں شیخ و بہرین کا
مڑتیا سے دل صیا د بھی اسکے ترپنے پر
یہ بیماری محبت کی کوئی نیزنگ چلے دل
دوان زخم کس کس مڑے اسکو چو سا سے
جدا ہوتی نہیں گردن قاتل زور کرتا ہے
ذرا محل سے شکوفاک ڈرا او بے ادب مجنون
کرامت ہو کوئی ساقی کی تیری چشم بیگون سے
لگا کر دارا و چھا پھرنہ کیا اوسطرت ہینے
اجازت چاہتی ہو کس سے پردا نوئی آنے کی
نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر

امیر ادب کی شکلی گاہ ہو دنیا جو آنکھیں ہوں
دہی گل ہو گلستان میں دہی سے شمع محفل میں

شوق دیدار میں آنکھوں سے جواب آتے ہین
شہسواران عدم پاب رکاب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمیں ہنگام خضاب آتے ہین
اڑکے تنہ تک صفت سرخ کباب آتے ہین
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین
ہویمان آتے ہین ست جو خواب آتے ہین
غیب سے اونکے سوالوں کے جواب آتے ہین
نادر گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین
سوٹ کے اذ کو پسینے دم خواب آتے ہین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین
اشک آنکھوں میں سرگرم شباب آتے ہین
یاد وہ دلولہ عید شباب آتے ہین
پی کے جو جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
اب طرح مجلس بلو میں جاتا ہوں میں رند
یہ خبر دیکھ کے مردوں کو یہ کہتی ہے زمین
جو تہ گلاب تسلیم و رضا بیٹھ ہے
ہم رہو اس سے روند نیگے دہی خاک مزار
صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور

موت آتی ہو کر آتی ہے سواری ادنیٰ
مرگ کے بعد نہ آئیگی کبھی ہم اونھیں یاد
غیر شہ پر نہ چڑھے کھینچتے ہیں ہم نالے
سوزش دل سے چلتی ہیں ہماری آنکھیں
رجسارتی میں کبھی دل کبھی جلتا ہے جگہ
احتیاجِ صل کی یاد آتی ہیں اور جاتے ہیں ہوش
یہ تھنا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
نہیں جاتے کبھی پیری میں جوانی کے خیال
گرتے ہیں حجر کے بیٹا مراء دل زخمی
عمل بد جو ہو سے ہم سے سیدہ کاری میں
کیون نہ وہ دیدہ تریار کو رحم آہی گیا
دھیان بیجا ہے بط سے کی ہم آدازی کا
پانوں ٹکتے ہیں کوئی بحر جہان میں اس کے
جوشِ شست مجھے ہر سال بناتا ہے جو ان
رحم ترے کو چہ میں آئے تو کیا کون گناہ
حالِ فلاح دل صاف میں آئینہ ہے

کسی جلا د بھی ہمراہ رکاب آتے ہیں
جن حسینوں کے تصورم خواب آتے ہیں
کھواہیں شے تیر شہاب آتے ہیں
اشکِ منہ پہ صفتِ اشکِ کباب آتے ہیں
ہر طرح سے مرے حصے میں کباب آتے ہیں
غشِ غیش جو کہ شب میں م خواب آتے ہیں
صف اولیٰ جو جو مسجد میں جناب آتے ہیں
صبح کو یا مجھے رات کے خواب آتے ہیں
تیر آتے ہیں کہ ناموں کے جواب آتے ہیں
گور میں بنکے وہی مار غدا اب آتے ہیں
خوب چھپے تھے اسی خانہ خواب آتے ہیں
ایسے نئے تھے کب ترغ کباب آتے ہیں
سراوٹھائے ہوئے جوشِ جناب آتے ہیں
جب ہمارا آتی ہو آیامِ شباب آتے ہیں
لوگ کہے میں پہ کسبِ اب آتے ہیں
ایک قطرے میں نظر سا جناب آتے ہیں

دھیان بندھتا ہے جو اس عارض و گیسو کا امیر
شکلِ نخلۃ مشک و گلاب آتے ہیں

عینکِ تن خواہ آئینہ امی رشکِ باہ ہوں
بافتِ بخت تیرو میں دشمنِ نگاہ ہوں
ہنر ہو میرے قتل سے قاتل جو روزِ حشر
جیسا ہوں پیش چشمِ ہوں پیشِ نگاہ ہوں
سرمہ وہ ہوں کہ سرمہ چشمِ سیاہ ہوں
بولی زبان تیغ کے مین گواہ ہوں

کر دیگے اشک گرم مرے مجھ کو رو سپید
 حرص و ہوا کو حد جہان سے کمال دون
 ہستے میں ایک دن تو مرے گھر میں آئیے
 رہتا ہے صبح و شام گناہوں کا سامنا
 میرا زچہ مرغ نول نہیں کوئی بیس و پس
 تاب تو ان مجھ میں عقل و حواس ہوش
 کتا ہے روے یا یہ خط سیاہ سے
 لاغری عشق ہوئے کرنے کیسا بچھے
 دست گشادہ ہے سبب تنگی معاش
 اس قلم جہان میں سفینہ ہر میری ذات
 رکھتا نہیں ہے فرق سہرہ و مراغہ
 نہ نظر ہے صاحب جو ہر کا مجھ کو حفظ

گور و سیاہ ہوں مگر ابر سیاہ ہوں
 دو دن کو میں جہان میں اگر بادشاہ ہوں
 امید دار مرصحت گاہ گاہ ہوں
 فانی جو اسے ہوں تو کبھی غدر خواہ ہوں
 تاریک شب میں رہ رہ و گم کردہ راہ ہوں
 شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہوں
 تو لہ لہ ماہ کا ہے میں ہلے کا ماہ ہوں
 پیمان نگاہ خلق سے میں مثل ماہ ہوں
 دریا دلی سے لینے میں مجبوس چاہ ہوں
 سارا جہان ہو غرق اگر میں تباہ ہوں
 گویا زبان حسانہ صنیع الہ ہوں
 مثل نیام تیغ کے حق میں پناہ ہوں

روضہ سول کا ہے اگر بارگاہ حق

میں بھی امیر خاک دربار گاہ ہوں

خیال لب لباب رو بہ دہائے تر برستے ہیں
 ہزار کے ہاتھ پھٹن میں ہوا بابر اپنی
 گویا دنگی آئے کھین بادلوں کو ایک چھٹے میں
 کبھی آہیں کبھی ہیں سختی ایام سے نالے
 جہان دن ابرو دن پر لیاٹ گویا لاکھوں
 لب شیریں سے ایسی سخت باتیں میری بت پر
 چھلکے رہتے ہیں دوسرے جوش پر ہر رحمت ساتی

یہ بادل جب سے عین لب کوثر برستے ہیں
 بھری بیٹھے ہیں کھین آج وہ کسپر برستے ہیں
 بھلا بر سین تو میرے سانسے کیونکر برستے ہیں
 ہوا چلتی ہو بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہیں
 یہ دہائیں ہیں جگہ ابر سے خنجر برستے ہیں
 کہ گویا کوہن کی قبہ پر پتھر برستے ہیں
 ہوائے میکہ میں غیب سے ساغر برستے ہیں

نہیے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہیں روان ہو خون کا سیلاب لکھون سرستے ہیں کہ پلکوں سے یہاں بھی متصل گوہر برستے ہیں	جو ہم پر گشتہ قسمت آرزو کرتے ہیں پانی کی غضب کا ابرو ان نشان ہر اینٹ خاں قاتل بھی سجائے ابر نیسا خاک مجھ گریبان کی آنکھوں میں
---	---

دہان ہیں سخت باتیں یاں امیر خسرو پر نسوہیں
تماشا ہے ادھر موتی ادھر تھپہر برستے ہیں

لیٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہیں لباس زیست مرا تار تار کرتے ہیں ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہیں زمین کو صفحہ نقش و نگار کرتے ہیں ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہیں وہ میری بات کا ابل اعتبار کرتے ہیں خدا سے نفرت مجھے شرمسار کرتے ہیں ٹرپ ٹرپ کے مجھے بے قرار کرتے ہیں وہ موت کا بھی نہیں اعتبار کرتے ہیں ہمارے اسے کیوں داغدار کرتے ہیں لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہیں بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہیں جو تمکو پیار کرے او سکو پیار کرتے ہیں وہ مردہ دل ہیں گمان مزار کرتے ہیں خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہیں یہ ترک ایک سے محکوم ہزار کرتے ہیں	عروس ہرگ پر جودل شمار کرتے ہیں وہ شانز بالون میں کیا بار بار کرتے ہیں جو سیدھی طرح سے آنکھیں نہ چار کرتے ہیں جوراہ چلتے ہیں وہ ٹکے پانون میں مہندی سوے پہ بھی لمحہ اپنی سے تختہ زر گس ہزار شکر گین بد گمانیاں اونکی مٹے تبوت کے تو خود لوٹتے ہیں جھڑت دل دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے میں مر کے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد نہ شاخ گل سے مراد دل نہ دامن حی خوار میں باد و کش بوٹہ وحشی کہ منہ چے ساتی خدا نے ان جبینوں کو دی ہزار دہی کیا وہ صفات دل ہیں قایت کا کچھ خیال نہیں علیہم السلام گنج بھی آتا ہے جب نظر ہر سکو کبھی تبوت سے جو گرا ہوں وصل کی خواہش کھ نہیں جو آڈر آتے ہیں تیغ سے ٹکڑے
--	---

فلک کے قصر سے ہے اور کیا ہمیں حاصل فقط نظر ا رہ نقش و نگار کرتے ہیں	
چلو آئیے چلو تاکجا اقامت دہر سافران عدم انتظار کرتے ہیں	
<p>کیونکہ موسیٰ کو نظر پر مشوق برق طور میں روزِ حشر ایسی چلن ہوگی دلِ محرو میں خاکساروں کی جو ذلت دیدہ مفرد میں ہم ہوں یا مگو ہوں کوئی دیکھ سکتا ہوا ہے کیا تماشا ہوا ہے سچے میں غافلِ حلیہ رنگ حوصدِ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے گور میں چہ نکا کے یہ عبرت پکاری بار بار نزع کر دقت آدمی سول سکین کیا ماحض پانون بت تراشوں پر پڑین پیچہ کیا پھر جلوہ گر گھر نایا ہے یہ کس کا قصر تن ہو بے ثبات شیخ کو تھوڑا سنا نو یہ بڑا سنگار ہے منزل مقصود کی مستون کو دکھلائی ہو راہ اونسے کہتی ہو حیا اتنا جو میرا پاس تھا تھکے لاکھ لاکھ احسان کو خوشی کی طرح</p>	<p>شکلیں پڑتی ہیں سالک کو حجابِ نور میں بھاگ کر دو بیگا دو زخِ چشمہ کا نور میں مال کیا طرف گلی سے مجلسِ فقو ر میں پرے حیرت کے پٹے ہیں جلوہ گاہِ طور میں جامِ جنینی رو رہے ہیں ماتمِ فقو ر میں وار بھی ہے شاخِ سدرہ دیدہ منصور میں ہو شیار سی شرط ہو غافلِ شبِ دیو ر میں شام کو باقی نہیں رہتی سکتِ مزدو ر میں چھپ رہے تھے بتِ خدا کے سنگِ طور میں جھونکتی ہے خاکِ عبرت دیدہ مزدو ر میں ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہو تلاشِ حو ر میں خضر بن بیٹھی ہے سبزی دائۂ انگو ر میں نور بست کر چھپ ہی ہوئی نگاہِ حو ر میں کا مکر مستون کے سر لگا دیے انگو ر میں</p>
<p>ہے اگر گردون مخالف غم نہیں مجھو آئیے ہوین فلک و امن شاد ابو المنصور میں</p>	
<p>چلے ہمیں آتھو ان جلتے ہیں اس تنور میں سے زمین آسمان کا فرق نار و نور میں</p>	<p>پھٹتے ہیں اعضا یہ گرمی ہو خیر و نور میں رنگ پر یوں کا جہاں لطف ہو ہر اوس حو ر میں</p>

جاں جاتی ہر خیالِ حار میں تپو رہیں
چاہتا ہر ایک دم میں طوکر سے ہستی کی یاد
اپنی طاعت کی ذبا چاہو جو خالق سے بستر
جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کر لے تباہ
فرشِ ستبرق کی کچھ حاجت نہیں اور اذبان
میں اگر چھو لوں خلش سے آسمان پیدا کروں
سچ ہر اہلِ درد سے ہوا نہیں دیکھا ضبط
کشنگانِ عشق سے کتنی ہر تیغِ حسنِ یار
ساقیا کیوں بدمیہ خشاک و شاداب ہر
سچ ہر انسان کو مصیبت میں خا آتا ہر یاد
سیری بزمِ عیش میں رو دیا ہر یہی حجام کو ل کر
دماغ سے ہر سینہ تپ سوز عاشق کا فروغ
دماغِ الفت کھائی جاتی جوانی ہر تو کیا
رات دن میں لکھ بار و ٹھٹھکے پہ جاتا ہر پھر
عیب سلطان کیا فردت ہر رعیت میں بھی وہ
ترک کر لذت اگر چاہے جان میں عافیت
سب کو لنگرِ غائے خالق سے حصہ مل چکا
سینہ تپ درد میں کیا روح کو آرام ہو

کیسی موسیٰ لکن ترانی کی صدا کیسی آہیں

حسن کے نیزنگ تھے خلوت سرا ہے طور میں

تھکات دیکھنے والوں میں یار ہم بھی ہیں

ہر شاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہیں

تیرے روح کی کشتی ہے جبر مانا میں
 رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہیں
 کہو کہ نخل جہنم سے سد کشی نکر میں
 ہوائے آگے ذرا پتہ تجھ کے زمزمہ سنج
 کسانک آئینے میں کچھ بھالادھر دیکھو
 شرابِ تنہ سے لگاتے ہیں ہرین اور ابد
 چار اناں بھی لکھ لوجو سے قلم جاری
 ہمارے ہر گری مری ٹیوین کے آٹھ پہر

کہ تیرے ساتھ دل مقبرہ ہم بھی ہرین
 کہ تیرے کچے میں سب غبار ہم بھی ہرین
 اونچیں کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہرین
 کہ ایک نغمہ سراسر ہے ہزار ہم بھی ہرین
 کہ اک نگاہ کے امید وار ہم بھی ہرین
 فراخی یار میں پرستار ہم بھی ہرین
 قدیم آپ کے خد متکرا ہم بھی ہرین
 سگ لکے کہتے ہیں امید وار ہم بھی ہرین

بولز گھر کے گزے تو قدم پہ ساقی کے

ایسے دست نہیں پوشتیاں ہم بھی ہرین

چار بار ہرین ترے حسن میں بہتر چارون
 کس کل ترک میں کشتہ تھا کہ مرقد پہ سرے
 ایک دم حکم خدا مجھ کو فراموش نہیں
 کیا ہوا چار عناصر جو پریشان تھے آج
 ہاتھوں پاؤں کا بھر پور تھا سو وہ بھی تہ حاک
 ابرو ترکان کی شب بھر جو بارش ہے یہی
 زہر و دشتری و شمس و قمر وقتِ نشا
 شہدستی کی کمان فرقت جانان میں امید
 حق تو یہ ہے کہ ہرین تیرے درد و لبت کی گدا
 خاک میں لعل و زہر و ہون کر یا قوت و حقیق
 بطن مادر لعل گور مکان باغ بہشت

کیا رباعی ہو کہ مصرع ہرین برابر چارون
 بنائے چار چمن گوشہ جا در چارون
 دل پہ لکھے ہرین سدا ہی ہرین جو دفتر چارون
 دم یہ ہو جائیگے اک جادوم محشر چارون
 ہونگے مجھ سے جدا اولے مقدر چارون
 گھر کی دیوار میں گرائیگا سقر چارون
 گرد پھرتے ہیں ترے باندھکے چکر چارون
 حد اصلاح سے اخلاط ہرین باہر چارون
 خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون
 ہرین غنی ہرین غنی نظر میں ہرین یہ پھر چارون
 لپٹا ہندون کو خدائے یہ دیے گھر چارون

لے مہیہ راخبر سل کے جوہین چار وزیر
چار یاری ہوں مجھے ہین یہ برا بر چارون

سو کسی سے اپنی کمانی اگر کہوں
طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
قاصد یہ کوئے یار سے کرتا ہوا پھرا
لے اہل دیو کعبہ میں غماز کچھ نہیں
سننے ہین آپ سائے زلنے کا درد دل
شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
حاصل صفاے قلب ہو آئینے کی طرح
وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
تشبیہ سامنے کی ہوئے فکر چاہیے
مردم ہوں میں لذت بوس کنا رسے

طاقت جواب دے کہ یار دگر کہوں
محشر ملک کہوں میں اگر مختصر کہوں
اپنی خبر نہیں مجھے کسکی خبر کہوں
ہو اس طرف کی شکے کسی سے اودھر کہوں
کیے تو میں بھی قصہ سوز جگر کہوں
سورج قمر کو شام کو میں بھی سحر کہوں
کیونکہ تھک چاؤ صاف نہ عیب تہر کہوں
بڑھ کر کہوں تو جلوہ برق شر کہوں
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہوں
کیونکہ اذ نکو ہے دہن شبے کمر کہوں

ہرگز نہ فرق آئے مری بات میں امیر
اکبار جو کما سے وہی عمر بھر کہوں

لحنت دل لپٹا ہوا حق آہ بے تاثیر میں
ہو کے میری لاش نے پامال حسرت کما
پھر تو ہوئے دل کنا رامرگ کا زیر قدم
بتے بتے ایک دن شیریں کو ہونچکا فردر
عشق ابرے بتان میں نے کی اسی طیش
جس پہی کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
آئے جب پنچیر ہونے پر کمی تر کون کی کیا

کچھ نہیں حاصل جو پیکان ہو ہوئی تیر میں
آگے آگے دیکھیے کیا ہو مری تقدیر میں
پہرتے دو ملحقہ اگر آب اوم شمشیر میں
نامہ لکھ کر دالہ سے فرما دیجے شیر میں
زلزلہ آ یا زمین کو چہ شمشیر میں
لو تیار رک ادراک حلقہ بڑھانچیر میں
پر نہیں سرقاب لے ترک تیرے تیر میں

موسیٰ ابرو دہان بین تل نہیں اور سرخ روم
عشق گیسو میں ملی دنیا کی گردش سے نجات
رو نہ رسوائی سے نادم ہو کے قاتل بعد قتل
گشتِ خونِ یسا ہی رہتا دور تر کا نہیں اگر
نیز تیرے وحشیوں کو صبح تک تیری نہیں
باندھتا ہو کر ہولے ظلم کو جس کو شکار
عشق ابرو میں جو چلاتا ہوں کتنا سودہ ترک
متخصم ہے مجھ مومن پر شانِ رحمت کا ظہور
تیر پر تیر اوس متحرک نے لگائے اس قدر

دانہ چھٹکا سو یہ دامنِ جوہر شمشیر میں
نفیذ بھر کر پانون سوسے خانہ زنجیر میں
وہ تری تقدیر میں تھا یہ مری تقدیر میں
رو نہ عزرائیل پھرتے کو پہ شمشیر میں
رتجگار رہتا ہے شب بھر خانہ زنجیر میں
جب گھٹیں گے پر مے تب پلکیں گے تیر میں
کون دیتا ہے دلی کو پہ شمشیر میں
ہے خطا ہے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر میں
رنگینی حسرت تڑپنے کی دلِ نجیب میں

کج نہادوں سے ضرر کیا راست بازوں کو
ختم نہیں آتا ہر صحبت سے کمان کے تیر میں

ہے یہ بھیری کا چرچا دور چرخِ پیر میں
قصہ غیر و نئے تھکے عشق ابرو میں ہوا
ضبطِ غم سے آہنتی ہو مرے دلیں گہرہ
سر نوشت اتنی جو کچھ ہوا زکونِ طالع کی ہر
صبح پیری کا بھی ملے مانی نشانِ باقی ہے
کیجیے دنیا کی ساری لذتوں کو انتخاب
زیرِ ابرو شوخیان کرتی نہیں چشمانِ یار
آئے ہمیں کس بادشاہِ ملکِ حشت کے قدم
دیر سے سو مہرِ پیری میں جا کر کیا کردن
لے جنوں تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر

خونِ مادرِ طفل پیتے ہیں ملا کر شیر میں
چل گیا ہتھیار ہم سے کو پہ شمشیر میں
نیر ہو جاتا ہے پیکانِ سینہ زنجیر میں
نہایت اولٹا قتل لگا تھا خانہ تقدیر میں
چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی سی تصویر میں
کیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر میں
ہو کر ہی بھرتے ہیں آہو سایہ شمشیر میں
ہوتی ہو تالوں کی شلک خانہ زنجیر میں
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر میں
پشیم لیلے کے ہوں طلقے قیس کی زنجیر میں

دردِ حُسن کھینچتا ہوں حُسن لے کر
ملکے آنکھیں ابرو جانا ہے جب روئے میں ہم
انجمن میں سست ہو جائیں گے کیونکر سامعین
نقل سے کوئی نکلتا ہو جان میں کا راصل
بقیہ اسی سے مجھے آفت میں محال ہو سکون

جانا ہے تو کہ میں مجبور ہوں تعصیر میں
بھر پئے ہیں جتنے موتی دامن شمشیر میں
قلقل بینا کا عالم ہے تری تقریر میں
پائین کب خواص موتی قلم تصویر میں
پلے دل موج پریشانی سے ہر زنجیر میں

دور گردوں میں کمان چڑھے آسائش امیر
سیر کو آتی ہے دیرانی ہر اک تعصیر میں

عاشقوں سے ہر ترقی حُسن کی تصویر میں
قتل محبویہ ابرو میں ان آنکھوں نے کیا
غیر ممکن چر دل حیران میں میرے دخل غیر
قتل عاشق قاتلون کیواسے ہر قوت روح
یہ خبر میرے مال مرگ سے ہے وہ حسین
عشق ابرو میں جو ان پیر سب پر ہیں قتل
اپنی وحشت سے جو روشن قاتل زندانِ غم
گرمی خورشیدِ محشر سے اونھیں کیا کام ہو
کام آتی ہو جو انون کے بہت تدبیر ہو
وہیمانِ دل برو کا آیا عارضِ وحش کے بعد
جمع تر تمسک جو کر تلو ہوا ثابت ہیں
رہمیں گام نکلے کچھ تو اعزادِ گلشن
کیا عجب ہو اوس رخ پر نور پر نکلا جو خط

خکے رخ سے رنگ لڑ آیا تری تصویر میں
ان ٹھکون نے ملے مارا کو چہ شمشیر میں
عکس پتا ہے کمان آئینہ تصویر میں
جب لو چا پامرا دم آگیا شمشیر میں
جو کے یوسف ہو پریشانی اب کی تعصیر میں
رات دن چلتا ہے رستہ کو چہ شمشیر میں
مردک ہو پاتون اپنا دیدہ زنجیر میں
ہیں تھے گشتوں کی رو میں یہ شمشیر میں
طاقت پر داز سے تو نہ کمان سے تیر میں
وہو ہے ہم اوٹھکے بیٹھے ساو شمشیر میں
اسکی قسمت میں نہیں ہونے کی تقدیر میں
ہو مناسب ہوں پر طاؤس تیرے تیر میں
جمع ہوتے ہیں پتنگے شمع کی تصویر میں

کب خزانہ نیل لقا ہے بے قسمت امیر

	جہان تاسو خاک نافر خواہش اکسیر میں	
<p>یہی ہے ایک بڑی غمگسار غربت میں یہاں ایک سی ہے خزان بہار غربت میں لپٹ گئے سے دامن سے خار غربت میں دکھائیں خار ٹکوں کی بہار غربت میں یہی رفیق ہیں دو تین چار غربت میں وطن میں پیشہ محبو قرار غربت میں اگر ملا شجر سایہ دار غربت میں پڑا جو اڑ کے بدن پر غبار غربت میں دکھائی صبح وطن کی بہار غربت میں وہی وطن میں ہی کر دگا ر غربت میں کہ پڑھکے موت سے انتظار غربت میں ہر جس پڑا اگر ابر بہار غربت میں نہ ہچکی آئی مجھے زینہ ر غربت میں</p>	<p>وطن کی یاد ہے لیل و نہار غربت میں شگفتگی کے ہوں سامان ہزار غربت میں گل وطن کی جو بول چلی اڑا کے مجھے عجب نہیں ہے جو ہو موچرن نسیم گرم آئید ویم و غم سیکسی و درد فراق میں بوسے نافر آہو کہ نکست گل ہوں سچا کے میں نے مٹلا پڑھا دو گانہ شکر وہ نہار ہوں کہ میں زندہ ہوا زمین میں فن چراغ شام غریبی نے گل کھلانے سے قرار گھر میں بیابان میں خطر اسے کہ ہوں کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن تڑپ گیا حلفت ابر یہ دل مضطر کبھی نہ بھول کے اہل وطن نے یاد کیا</p>	
	<p>جو ڈوستان وطن سے لیے ہیں داغ ایسے میں جانتا ہوں اسے لالہ زار غربت میں</p>	
<p>دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئیں آنکھیں دو جام تھے لبریز کہ چپکلا گئیں آنکھیں دو پھل کی کٹاری تھی کہ چپکلا گئیں آنکھیں نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئیں آنکھیں عاشق سے ہو میں چار تو شہر گئیں آنکھیں</p>	<p>تڑپا میں جو آنکھیں کو پسند آگئیں آنکھیں کیا ست نگاہیں مجھے دکھلا گئیں آنکھیں مجرع ہوا ایک فطارسے میں مرادل آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی آدروں سے تو بیاک سرہنرم ڈرا کیں</p>	

<p>ہم طور پہ پہنچے تھے کہ چہرہ گئیں آنکھیں پلکوں سے اشاے میں سیجی گئیں آنکھیں صد شکر ہے دھونہو تھی تھیں پائین آنکھیں بہل کی طرح سے مجھے ترپا گئیں آنکھیں چسک رہی آیا کبھی تیور گئیں آنکھیں ایک ایک ایک ایک سے لڑو گئیں آنکھیں رہنے پہ دل آڈا تو مری گئیں آنکھیں</p>	<p>سوئی کی طرح تاب تجہل کی نہ آئی ہوں لاکھ زبانیں رسم پر شوق خموشی مشتوق کا جلوہ مجھے دل میں نظر آیا تین تین تھیں کر یارب سے قاتل کی نگاہیں اوس فتنہ دوران نے جو دمی لکھ کو گردش اس ناز سے دیکھا کہ ہم کٹ گئے عاشق سے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت</p>
---	--

تا چند مہینے اس خیستان کا نظارہ
دل سیر سے ادا کیا پھر گئیں آنکھیں

<p>ہم اور دل ملے تو تری آرزو کرین دل خون ہوا اگر کسی غنچے کو بو کرین ستی بغیر بادۂ جام و سب کو کرین جائز نہیں کہ طوف حرم بے دھوکہ کرین مردوں کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین کعبے میں سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین ہائے کو موتیوں کے درخت گلو کرین یہ چاک وہ نہیں ہے کہ جسکو زکو کرین بچے ہنسن زبان شجر گفت گلو کرین کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین سو گئیں نگل حسین ہر می شئی کو بو کرین کعبے کا قصد ویر کی کیسا آرزو کرین</p>	<p>گم گشتہ دل کی تاب کجا جستجو کرین فرقت میں سیر بلخ کی کیا آرزو کرین یارب وہ ذوق شے کرتے مست معرفت دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کعبے یار میں مغرب سے آدھ ٹکے تم سے مشرق جو آبر ہو بوسہ جو چار ابرو سے محبوب کا ملے قدرت خدا کی اشک مسلسل بتائیں ہم ملے ہیں ہاتھ دیکھکے صبح شب صاں گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے دامن سے چاک چاک گریبان ہوتا تار میں بڑے تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہوں سے جو بت خفا ہیں تو نامہ زبان خدا</p>
--	--

مین دست روزگار میں تیغ اصل ہوں نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو	جو ہر شناس ہوں تو مری آبرو کرین جو اک نظر میں خون ہزار آرزو کرین
---	---

پلوں سے وہ سپر لیا کرتے ہیں سلام
جس طرح لنگاؤں گلیوں سے گفتگو کرین

مجرد خون پر جو چشم کرم جنگجو کرین سنتھ پر جو گرد آہ پڑے شست و شو کرین جو لوٹتے ہیں ایک نظر میں وہ اور ہیں دیوانگی کا سلسلہ طاعت میں بھی نہ جلے ناز لگا دیدہ یعقوب اگر ملے ہوں مست حرفت مجھے کب ہو دماغ سے انسان ہونے کے ہم نہیں محروم اے فلک ہم میکشون کو کام شراب گزک سے ملنے نہ ملنے سے ہمیں کیا کام سے ہو کام زاہد تھے فرشتوں کو یہ دن نہیں نصیب ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مرد ماہ مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا جب تک کہ دل ہو چاہیے ہو تری تلاش کب زاہدوں کو مسئلہ عشق کا ہے فہم آیا وہ مست باغ میں لگے سحاب کے چوری چوکب ثبوت مرے نقد ہوش کی شوق بھروسے تہ محراب تیغ اگر	سوز خم ایک تار نظر سے رفو کرین اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین بسکین خہم جو نوش شبو کے سبو کرین پلے پڑہیں نماز تو پیچھے وضو کرین ہم چلے چاک دامن دیسرفو کرین غمرے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین سبزے کی سیر سرد لب آب ہو کرین قرآن پڑہیں تو درد کلواد و شر ہو کرین جب تک کہ دم میں م سے تری جستجو کرین جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین جب تک چلے زبان تری گفتگو کرین نا محرموں سے ماز کی کیا گفتگو کرین کمد و کام لالہ گل شست و شو کرین سفتی شہ قطع نہ دست سب کرین آب بقا سے خیر و سکندر وضو کرین
---	---

<p>سے غنچہ سان بہار خوشی میں اتر آیا بکبل کی طرح باغ میں کیسا لہو ہو کر میں</p>	
<p>مرنے والوں پر ہم تو مرتے ہیں ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہیں ایسے لڑے کمین منور سے ہیں سچ سے داؤد جون پر مرتے ہیں روز چہے ہمیں گذرتے ہیں ہب کوئی دم میں پارا آتے ہیں</p>	<p>جیتے جی جان سے گذرتے ہیں کچھ نہ پوچھو کہ تھک سالی سے دل ٹھہر جاتا یہ آئینہ نہیں میں سے چوری اگر خدا سے نہیں لگتے ہیں غلام وہ رقیبوں کو دل کیسے لگتا تھا قف قف قف کا</p>
<p>چاہتے ہیں تو اک نظر میں آیا مہر دے کو بھی وہ کرتے ہیں</p>	
<p>خدا جانے کل تم کہاں ہم کہاں ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہاں مگر ان حسینوں کا عالم کہاں نہ ہو گا جو یہ جانیگا غم کہاں کہ سنبل میں یہ پچ ہے غم کہاں اتنی لگاؤں میں ہر ہم کہاں</p>	<p>یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہاں جو غور شہید ہو تم تو شبنم ہیں ہم حسین قاتل میں گو کہ پر یان بھی ہیں اتنی سے دل جاسے آسا غم کوئی اد کے گیسو کو سنبل میں کیا وہ زخمی ہو نہیں زخم میں بے نشان</p>
<p>زمانہ ہوا غرق طوفان آیا ابھی روئی یہ چشم پر غم کہاں</p>	
<p>دشمن کے ہوش اٹھے جسے نہ آسمان کے ہیں پر کیا کہیں نگاہ میں جو کہاں کے ہیں آخر تو چھپے چھپے اسی کا ردان کے ہیں</p>	<p>شہرے جو دور دور رہا اسی فغان کے ہیں ظاہر میں ہم فریفتہ خن ثبات کے ہیں یاران رفتہ سے کہنی جا رہی ملیں گے ہم</p>

گھر کے جب فراق میں مانگی دے مل
سات آسمان کو توڑے کتے ماعرش جا چکا
ٹھکڑے کے میرے سر کو وہ کہتے ہین باز سے
مگر کبھی موسے ہمو لعلق وہی رہا
دوبے ہوئے لبو میں نظر آئیں کیوں نہ گل
ٹھکڑے شبصال میں تا چند چپ بھی ہو
تاو ک فلن چپک یہ تھے عارضوں کی سب
حاکمیت جاری گھٹ گئی ہمت نہیں گھٹی
دنیا میں بھی سفر چین عقبتا میں بھی سفر
روشن چراغ برق سے رہتا چور ات بھر
خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
اے بہت بلند ابھی تو کمی نہ کر
یاں جان پر نبی رحمتھے ہین رکاوٹیں
وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہیں
اوس ہروش کو کیا میں لکھوں شرح اشتیاق
قبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرور
ان ابروؤں سے حضرت دل روز سامنا
سمجھے یہ ہم جو غلمدین جو آگئی نظر

آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہین
لے تیرا لب لباب اراد کمان کے ہین
لو ایسے مفت سجدے آستان کے ہین
تختے لحد میں پھران کی دکان کے ہین
سیچے ہوئے مے شرہ خون فشان کے ہین
ایہل نکالے تو نے یہ جھگڑے کمان کے ہین
دو آئینے لگے ہوئے گھر میں کمان کے ہین
پہنچا کرین تو آگے ہی عمر و ان کے ہین
ہم لوگ تھے دے الٹی کمان کے ہین
چمکے ہوئے نصیب کمر آشیان کے ہین
عالم نئے بھسے تھے تجھ میں کمان کے ہین
جلوسے جو خاص ہیں اُدھر مکان کے ہین
لے تیج یا رچل بھی یہ غمزد کمان کے ہین
سیج سیج بتا لفظا و نصین کی زبان کے ہین
او کلک گل یہ ساثر رقی آسمان کے ہین
سائے یہ گل کھلے تھے باغیان کے ہین
کیسے تو ایسے آپ بہادر کمان کے ہین
شاید ابھی مقام میں ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہوں لے امیر
کہتے ہین لوگ دھنکٹ و اس جیوان کمر میں

دل و گردنوں ملگے ہوئے ہین اگلے ہین جان ملی جیوان
تھما کر سر میں لے کر دیا پہنچی فی جلیان ملی ہین

<p>ہزاروں میں ہزاروں چننے والے تیرے گویاں ملی ہیں سُننے والے کیلئے فیلوق کو صدقین اور بانجیان ملی ہیں کبھی پائیں نہیں نہ کی میں نہ تین چہرے ملی ہیں وسیع ملک سخن جو اپنا حدیں کہانے کہان ملی ہیں نہ کیوں نہ ان پر جنوں کے صفے کو کہو پیران ملی ہیں</p>	<p>مجال میں نہیں آید کہ مانگوں سے لب و ہن کا ہرین نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سبحان یوستان کا زمین میں گڑ جو لطف اٹھایا اداس طرح شکر اوسکا خدا وہ سلطنت کی اگر شہرت میں ہے جسکا شہرہ اگر کسی کو ہو ہرین جیسے ہو ہرین زاد فید غم سے</p>
--	--

<p>اچھ رہتا تھا جس جگہ پر وہ ان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ غلی سی کچھ ٹھیان ملی ہیں</p>	
--	--

<p>تھان لکھتا ہوا آئینے سے وہ بیگانہ خوب سون رہی غل سکو دھون کو تیری جستجو بر سون فلک تیار ہو شل زخم کسکو فرصت راحت دل شقان میں کچھ ہر جلوہ سے حیران کا کہان ہمسایہ کوئی سر میدان شت حدت میں سراپچم ہوں لیکن وہ زہ پاک طینت ہوں خدا کے گھر سے اوناٹیاں کوئی جگہ کے پتھر سے فراق یار میں سین و ستون مجھ سے گنہ ہوا ہر حال پر خبر یار میں سر مرگئی حسرت چھکاتے ہم کہانک سر نہ پے خم پر اوسانی چیز میں نہ پتی غیب گری کی سویت خوش نے تھماری ان نگاہ نے تو زار اشارے میں ہلائے جسے لبیک ہاتھ ہلا اور گئی گردان پہو ہوں آتش لبک جہاں سے خاک میں جل کر</p>	<p>جیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو بر سون پھر لکی کو بکوپیرا ہن یوسف کی بو بر سون جو کچھ ہنستا ہر منہ لے پھر تو رو دیکھو بر سون سے میں ای سکندریوں ہم اپنی روبرو بر سون کیا ہے خموشی کی زبان سے ذکر ہو بر سون کیا زار ہن میری آپ ٹھیک سے دیکھو بر سون عجب کیا گنہ گنہ تھے دل سے آرزو بر سون شہر کی بیخ تنہائی رہا ای درد تو بر سون دل بالوس سے رو کی لپٹ کر تو بر سون حایل انی گردن میں کجا دست ہو بر سون کیا ہو محال کہ ان گریبان کو رفو بر سون بنیلا چشم مدلی نے جو طلسم آرزو بر سون زبان تنہ سے اوشن کے کی گفتگو بر سون ہری تھا سہل گل عشرت کی تو بر سون</p>
---	---

کہاں ہو گئی امیر ایسی ادائیں جو رو غلمان میں
رہ گیا قلب میں بھی یاد ہو لکھنؤ برسون

کہلایا ہو جگر برسون چلایا ہو لبو برسون
سبا کر اشک آنکھوں نے ذبونی آبرو برسون
پسینا نیکے پچا جسم سے میرے لبو برسون
سے یون ہی اتنی ربط شمشیر و گلو برسون
نہیں آتا زبان نیکل سے حرف آرزو برسون
مگر ای بکسی رو دیا کر گئی مجھ کو تو برسون
چمن کا منہ نہ دیکھے گاروان رنگتو برسون
رہ گیا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون
ہوئے پر بھی نہ او تر گیا مرا طوق گلو برسون
رو شوق تاج میں بھی طے ہم قلبو برسون
برنگ زخم ہم نہیں نہیں کے روئی ہین لبو برسون
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون
لگایا ڈھیر سوچوں کا تفسر کے رو برسون
ایسی گھر میں بلایا ہو چراغ آرزو برسون
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے اکریا گلو برسون

کر گیا یاد ای غم ہو بعد مرگ تو برسون
تڑپ کر دل نے میرے مدتوں رسوا کیا ہو
گداز عشق مثل شمع ہر سو سی ہوا ظاہر
مزد یہ فرج میں پایا کہ کرتا ہے دعا بیل
کوئی میرے برابر کیا کر گیا ضبط الفت کو
خفا کے بعد ایسے بکسوں کو کون پوچھے گا
چمپائے منہ اگر وہ یوسف گل پرین دودن
نہیں ای بکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
ربانی حلقہ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اس کو کتے ہیں
مزا لے کے رگڑا ہو نکلا شمشیر قاتل سے
نہ آیا ساقی بیان شکن ہم سرود کی صورت
وہ بلبل ہوں کہ یون میا دے جی میرا بلایا
نہ کرایا یس یون برباد میرے خانہ دل کو
کبھی ہو بھی آتا ای درد دعویٰ ضبط الفت کا

امیر اس بے نشان تک سی سے کوئی جو جاسکتا
تو کیسے پانوں ہم آنکھوں سے کرتے مجھو برسون

لب خاموش سے کی درد و دل کی گفتگو برسون
یہ وہ گل ہو کہ مر جھانے پر جی دیتا جیو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اون کے رو برسون
نہیں ثانی ہو دل سے مرنے آئی آرزو برسون

کوئی گھاہک نہ ٹھہر دل کا بازارِ محبت میں
 نہو گا باوفا نہ خواہ اسے پیرِ مہمان ہمسایہ
 رہو کر بھی یارب میکدر دینِ نورِ مستون کا
 یہ کس تیغِ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجھ کو
 چلے جیتے ایک دن ٹھکر لگے باغ کو مستون نے
 رہیں کیونکہ نہ تو صیغہ دہن میں نہ بخود شاعر
 پسچا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
 صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتوں سے
 ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
 زبانِ اطوار حق سے کافر دلیں کوئی رکھتی ہے
 لگایا دختِ روز کو منہ نہ مینے ہجر ساقی میں
 ہوا یہ قحط آبِ آتشیں ساقی کی فرقت میں
 تصور کب گیا دل سے مری مرگانِ جانان کا

بچے ہم جیتے یوسف کو اپنے چار سو برسوں
 گھٹا کر خونِ بڑھائی دختِ زر کی آبرو بہوں
 بنائے جائیں انکی خاک سے جامِ دسبو برسوں
 کہ آئی میرے زخموں سے بھی بونما زبو برسوں
 کئے سزا ہر دن کے کاٹ کر نذرِ دسبو برسوں
 جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسوں
 کیا خنجر سے بھنے شکوہ درو گلو برسوں
 گرہ دین باندہ رکھی بوتیوں نے آبرو برسوں
 کتھج یار روئی چشم جو ہر سے لبو برسوں
 خدا کی حمد کی بھنے بتوں کے رو برو برسوں
 بہت طاقتوں پہ سر ٹپکا کیے جامِ دسبو برسوں
 رہا درو دعا سے توبہ ہلکو بے وضو برسوں
 کھٹکتا ہی رہا آنکھوں میں وز ایک ایک مو برسوں

احمیر اک صبحِ تربت کہیں جھرت دکھاتا ہے

بدن میں خشک جب ہوتا ہی شاعر کا لبو بڑھ

بے حجابانہ مرے گھرِ حودہ آجاتے ہیں
 طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہیں
 دم کے دم کو مرے پہلو میں چو آجاتے ہیں
 پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہیں دیکھو ہم فرغ
 یہ بھی ایسا ہے کہ غصہ نہیں اوترا اب تک
 کرتی ہر تیغِ قضا و حودہ کے آنکھ چو رنگ

ایک تصویرِ دردِ دل پہ لگا جاتے ہیں
 ہوش وہ برقِ تپلی کے اڑا جاتے ہیں
 دل دکھانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہیں
 وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں
 جاے گلِ قبر پہ توری جو چڑھا جاتے ہیں
 چوٹِ شمشیرِ ادا کی جو بچھا جاتے ہیں

<p>یا داتا ہو جو نہیں جس کے رولانا میرا ساغر زہر ملا ہل بھی جو دیتا ہے خلک کیا سخی ہیں عدم آباد کے جانے والے جب پلٹ جاتے ہیں وہ ہاتھ کر پر کر کر اور چپا کے کرین کیا ادھر آنے والے کسکے کو چپے سے یہ آتے ہیں ہوا کے جوش جو ترے دل میں ہر وہ دیکھنے والے تیرے کیسے چالاک ہیں یہ ترک کر تے ہی نگاہ محل سے مطلب بہن گلشن میں نہ بلبل سے غرض گو گھل جاتے ہیں آکے گھٹا کے لگے سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اسے دل ہیزم خشک سمجھتے ہیں مجھے کیا ہر د سچ ہے اندھی ہیں مٹانے کو حسین دل کیلئے میں خریدار اگر ہوں تو نگہ کا اونکی حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہیں</p>	<p>چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہیں یاد ساقی میں بلا نوش چڑھا جاتے ہیں نقد جان پہلی ہی منزل میں کٹا جاتے ہیں بادہ ملک عدم مجھ کو بتا جاتے ہیں مارے غیرت کے زمین میں تو سما جاتے ہیں کہ مری شمع محروم روز بکھا جاتے ہیں نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہیں سرمہ تلوار سے آنکھوں میں لگا جاتے ہیں سیر کرنے کو کبھی باغ میں آ جاتے ہیں ساقیادل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہیں کیسے مطلب کی تو یہ صاف آڑا جاتے ہیں راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہیں جو گھر وندا یہ بناتا ہے شا جاتے ہیں تیغ کیوں میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہیں کیا کون کیسے وہ نیزنگ دکھا جاتے ہیں نقتہ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہیں</p>
--	---

کیا بلا ہو کے وہ کیسو مجھے چٹے ہیں احمیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہیں

<p>نہیں ہوش میں ہوں نہ وہ ہوش میں کہ لیلیٰ ہے بخون کے آغوش میں ہیں بھی تو آ لہنے وہ ہوش میں</p>	<p>مین الفت کے وہ محسن کے جوش میں لنگ کر وہ زلف اتنی سے تا کر نہ اوٹا ابی بزم سے سے کشت</p>
---	---

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا کہیں وصل ہم کیا لب یا رکو قدم پر جو گرنے لگا غشش میں میں بہت دختر رز سے گرمی نہ کر نہ کر سا قیاب تو قحط شراب	گرم ہو کبھی اُس گوشش میں کہ ہے فرق گو یا دعا گوشش میں کہا ہٹ کے آؤ ذرا گوشش میں کہیں آئے واعظ نہ وہ گوشش میں نہیں جان رنہ قدح نوشش میں
---	--

پلا وصل میں مے نہ ادھر امیر

مزدہ کیا رہے جب نہ وہ گوشش میں

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہیں عالم میں اوسکے حسن کا جلوہ کمان نہیں موجود خشت خم ہے اگر نردبان نہیں کرتے ہوا نکسار کی باتیں ہے آج کیا مردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا اک حوروش کی خانہ زندان میں ہو جویاد کیا کیا کر نیگے قتل نہ کرنے تو دوا و نصین کیا باغبان کا ڈر کہ میں ہوں طا تر اثر چشم سیاہ یار کے اتنے کیے ہیں وصف طوطی ہے آجکل سگ جانان کا بولنا مردمین بھی نصیب کی گردش دہی رہی باکیرہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن زندان چمن ہو وحشی نازک مزاج ہوں آنکھوں سے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہوں	شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہر زبان نہیں خانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہیں اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہیں میرا بیان ہے یہ تھا را بیان نہیں دو گز بھی کیا زمین تر آسمان نہیں موہین نسیم خار کی ہیں بیڑیاں نہیں پنهان ہو تیغ زنگ میں جو ہر عیان نہیں جز شاخ نالہ اور کہیں آشیان نہیں ہر نیل سرمہ منہ میں ہمارے زبان نہیں لذت میں نیشکر ہیں مے استخوان نہیں سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہیں ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہیں پھولوں کی بدھیاں ہیں مری بیڑیاں نہیں حلق ہاری آنکھوں کے ہیں چوڑیاں نہیں
---	--

ہوں اس حین میں طائرِ کم پر تو کیا ہوں لذت جو آبلے نے ادھائی ہے خار کی پیری میں اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب ادنی یہ فیض ہے سخن آبدار کا	صیاد ابھی ہو دور بلند آشیان نہیں کیونکر بیان کرے کہ دہن میں زبان نہیں اُتو قبائے تن پہ ہر یہ جھریاں نہیں موتی صدف میں ہو مریخ میں زبان نہیں
---	--

ایذا کا خوف صاحبِ تکلیف کو کیا امیر
نشر سے آشنائے گنگ گران نہیں

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسل سمجھیں قاتلون سے کو سر کاٹ کے مغرور ہوں اسے پری ادھائے لیے فکر سلاسل ہے عبث اک تجلی میں جو موسیٰ ہے ہو طالب کا یہ رنگ جان جان جس کو کہے جان اسے ہم جانیں جان لاکھ دو لاکھ میں شاید کہ اوٹھے ایک کا پانوں زندگی یار کی اور موت ہے اللہ کے ہاتھ آشنا در دے کچھ ہوں جو بتان بیدار کیا کسی دل کے ترپنے پہ او نہیں رحم آئے بت میں بھی دیکھتے ہیں نور خدا کا جلوہ اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسل ہوں زخم کا ذکر تو کیا صند ہر بیان تک مجھے آپ پیری و جوانی پہ بنائیں صاحب گھر کرین مال میں ہر شے تہن کیوں آنکھوں سے	زینت کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھیں اپنے سر کو بھی نہ خنجر قاتل سمجھیں جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھیں اور پھر کس کو وہ دیدار کے قابل سمجھیں دلر با جس کو کہے دل او سے ہم دل سمجھیں عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھیں کس کو آسان کہیں ہم کے مشکل سمجھیں میری ہر آہ کو اک مصرع بیدل سمجھیں رقص بسل کو جو آرایش محفل سمجھیں واغظ حق کے جانین کے باطل سمجھیں کچھ بھی لذت جو ترپنے کی یہ قاتل سمجھیں زہر دین بوسہ خط کا جو وہ سائل سمجھیں دل عاشق کو بدستور وہی دل سمجھیں اس کو محل تو او نہیں پردہ محل سمجھیں
--	--

یوں تو ہر غمچہ گلِ شکرِ صنوبر سے امیر

	جسین کچھ درد کی بوائے اُسے دل بھین	
<p>تیج کو تیج جو قاتل کو نہ قاتل سمجھیں ہمہ تن چشم وہ جلوہ ہمہ تن دل سمجھیں موج گل بھی اگر آجاسے سلاسل سمجھیں نہ بلائیں نہ سہی قتل کے قابل سمجھیں وہ مری جان کو بھی کاش مراد سمجھیں غلام سمجھیں کہ اسے کو پتہ قاتل سمجھیں بیگنا ہوں کو جو تفریر کے قابل سمجھیں ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھیں شمع و پروانہ سے جو گرمی محض سمجھیں تشنہ آب دم خنجر قاتل سمجھیں برک کے گرتیج پلے غمزدہ قاتل سمجھیں آئینے کو یہ حسین کاش مراد سمجھیں لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھیں ہم وہ بسمل ہیں کہ گردن میں حائل سمجھیں قافلون سے کہو محض نہ محض سمجھیں</p>	<p>کس طرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھیں آبلے دیکھیں کرین میرے تخیل پر نظر بیچ قسمت نے دیے ہیں یہ اسیر و نکوترے کینچ کر تیج ہی آئین وہ کہیں آئین تو جلد سے لیں کہیں اسکو بھی فراغت ہو جا حورین بن بن کہ ہیں دھین شہدائی نکلیں ہرمزہ عفو گزہ کا ادھین کچھ دور نہیں دور ساقی میں ہی یہ ربط شکست دل میں دل جو انگاروں پہ ٹوٹے تو وہ کیوں شانوں پانی ٹپکائیں دم نزع و تنہا میں احباب بسمل ناز و ادھم سے کہاں ہوتے ہیں اتنے خود بین نہوں یا رب کہیں تو دین سکوں ہمہ تن داغ میں لالے کا تختہ سبب بدن فج کے دم جو پڑے تیج کے مالے پہ نظر مردے کچھ کم نہیں زندون یوزین کے نیچے</p>	
	<p>لے اور سے گر طرب بلخ فنا ہلکا امیر نالہ دل کو پر طرب سار بسمل سمجھیں</p>	
<p>پھول ہو جائیگی دو تین کے شرار و ہاتھ میں بلغ الفت کا ہر گلہ دستہ ہمارے ہاتھ میں دل تمہارے ہاتھ میں ہی یا ہمارے ہاتھ میں</p>		<p>اے امن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ میں گل ترے چلوں کے ہیں اور گل جسار ہاتھ میں پوچھتے تو کس سے جو چاہو کرد مختار ہو</p>

ای پری افشان چھر کنے کا جو تجھ کو شوق ہو
 طعنت اوٹھے سیر ساحل کا شب متا بین
 ہم وہ مجرم ہیں کہ دوزخ ہو کھوس خانہ ہوا
 ہم بہت لاغر ہیں پسناؤ نہ ہو کھو تھکڑی
 او نگلیان شوخی سے چمکا تا نہیں ہ قص میں
 جام کیسا جام جلو کو بنا سکتے نہیں
 ناز سے کہتے ہیں رکھ کر اپنی آنکھ پر وہ ہاتھ
 آتش رنگ خا بھی ہے عجب معجز نما
 کیا نرا گت ہی جو توڑ اشخ گل سے کوئی بھول

زہرہ دوڑے آسمان کی لیکے تاری ہاتھ میں
 ہاتھ اوڑھکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ میں
 حورین دوڑیں لیکے جنت ہزارے ہاتھ میں
 ڈال دو تھپلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ میں
 یہ سمند ناز بھرتا ہے ترارے ہاتھ میں
 ہر تیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ میں
 دیکھو یوں پتھر ہوتے ہیں چکاری ہاتھ میں
 ہر ضیا مثل کھٹ موسیٰ تھارے ہاتھ میں
 آتش گل سے پڑے چالے تھارے ہاتھ میں

علقہ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
 چھپ رہی ہیں پھلیان دہشت کرارے ہاتھ میں

کما کی شکست گل نے اوس گل سے یہ چین میں
 ہیں چشم و دل ٹھکانے جتنا کہ ہر روح تن میں
 ہے چرخ پر یہ ایسا ابرو سے ماہ نو کا
 منھے سے یاد اوٹنے ہو گیا ہے شاید
 بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون
 یمن قدم سے تیرے بالیدگی سے ایسی
 ہر جمع مال آفت دیکھو ایسی بخیل غافل
 کیا چاہیے کہ چھوڑا پھولوں نے کیا شگونہ
 شیخ حرم اگر تو جلوہ بتوں کا دیکھے
 دیوانگی بھی غافل گڈڑی فقیر کی سے

اتنا کہ ہر ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہر بدن میں
 کیا مصحف آری ہر دو لحا میں اور لدھن میں
 کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانگین میں
 جو ساتھ چمکیو سنکے رعشہ بھی ہے بدن میں
 ہر دم نیا مزہ ہے اس بادہ کمن میں
 جو شمع ہے لگن میں شمشاد ہی چین میں
 کیسے کا باندھتے ہیں کسکر گلار سن میں
 بلبل پکاری ہے میسا کو چین میں
 کیسے سے اوڑھ کے بیٹھے پہلے ہر چین میں
 ہر تیار بھی ہیں اکثر مستی کے پیر چین میں

<p>زیرِ کد پڑے ہیں لپٹے ہوئے کفن میں یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی کھن میں چھپتا پھرے ہر اک بت دامن بہمن میں زنگ شراب گلگون ہوا دسکے پیرہن میں رہزن کو فکر میری میں فکر راہزن میں جب جانتے کہ گرتے تیرے چہرہ ذوق میں</p>	<p>دیبا حریر قاسم تہافت خواب جنگا داغ جگر کا پھا ہا چلکر وہیں چھڑائیں تسے جو تہکدے میں اوس گل کی آمد آمد کیا تہکدے گریبان انگور کا سہ دانہ میں نفس کے ہون درپردہ نفس میری درپردہ کنعان کو یاد میں تھا یوسف کو سہل گرنا</p>
--	--

یارانِ رفتہ کا سہ غم اے امیرِ ناسخ
چھوٹے ہوئے سفر کے لمباٹینگے وطن میں

<p>صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن میں پھرتے تھے یوں ہی ہم بھی خوش خوش کجی طن میں اک دل خدا خدا کر خورشید ہے گمن میں دو چار دن سفر میں دو چار دن طن میں غافل ہے یہ زلیخا یوسف کے پیرہن میں غربت پکارتی ہے بس وہ چلے وطن میں اک شمع ہو سو وہ بھی خاموش انجمن میں کہنے کو سوزِ باین ہن غنچے کے دہن میں ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن میں ہر پھول سے لپٹ کر رہتا ہوں میں جن میں تصویر اپنی بھی چون اجاب کو وطن میں رو رو کے دل میں خالی کرتا ہوں انجمن میں مثلِ جاب باقی ہے سانس پیرہن میں</p>	<p>بکھایا میں ہونکے شادخون کو گلِ چمن میں ہر داغِ باغِ بلبلِ جسطرح تو چمن میں اوس بت نے منہ چھپا پا لگیسے پرشکن میں آزاد رہ کے سہنے ایامِ عمر کا ٹٹ نظارہ پر جانے اسکے سے پیرِ زلال دنیا آواز کتنی جوائی کا فون میں ہم یہ کبھی حالِ بدن کون کیا دل ہی بکھا ہوا ہے کیا جانیں جزِ خوشی تیرے گرفتہ خاطر یاروں سے آئیں کیسا غربت میں عمر گذاری راتوں کو مثلِ شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے غربت میں ہی جو صورتِ خطا میں لکھوں کہاں تک فرقت میں عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی گھل گھل کے رہ گئے ہیں فرقت میں سارے اعضا</p>
--	---

<p>موسے سفید سر پر تیار می عدم ہے سنبیل نے روزِ فرقت پچانسی گلے میں ڈالی عشقِ دہن میں تیرے منہ سے یہ خون ڈالا چھٹیرے مہمانہ اتنا کدو میں بوسے گل ہوں کسوقت ہوں لیشیان کب ہونٹ چاٹا ہوں</p>	<p>خزیت سے خاک اور ڈاؤ جارتی ہن ہم طن میں سولی پہ جگہ کینچا شمشاد نے چمن میں اب تک لبو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن میں جا کر چمن سے جگہ کو آنا سنیں چمن میں جب دانت تک نہیں ہن باقی مرد دہن میں</p>
--	--

و حشمت امیر اپنی کچھ آج سے نہیں ہے
 مانند گل ازل سے ہر چاک پیر ہن میں

<p>ہم جو مست شراب ہوتے ہن ہر خرابات صحبت و اعظ کیا کہیں کیسے روزِ شب ہم سے بادشہ ہن گدا گدا سلطان ہم جو کرتے ہن سیکدے میں دعا وہی رہ جاتے ہن زبانوں پر کہتے ہن مست رند سودانی</p>	<p>ذرے سے آفتاب ہوتے ہن لوگ ناحق خراب ہوتے ہن عمل نامو اب ہوتے ہن کچھ نئے انقلاب ہوتے ہن اہل مسجد کو خواب ہوتے ہن شعر جو انتخاب ہوتے ہن خوب بھگو خطاب ہوتے ہن</p>
---	---

آہوؤن سے امیر ہن رسوا
 انیسے لڑکے عذاب ہوتے ہن

<p>کچھ فارہی نہیں مرے دامن کے یار ہن سینہ ہو کشتگانِ محبت کا یا گلا خاطر ہماری کرتا ہے دیو و حرم میں کون کیا پوچھتا ہے مجھے نشانِ سیل و برق کا کیا گرم ہن کہتے ہن خوبان لکھنؤ</p>	<p>گردن میں طوق بھی تو لو لکھن کے یار ہن دو لون یہ تیرے فخر آہن کے یار ہن ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہن دو لون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہن لندن کو جائیں وہ جو فرنگی کے یار ہن</p>
---	--

<p>دہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے کچھ اس چمن میں سبزہ بیگانہ ہم نہیں کھائے ہیں قبضے وادی غربت کی اور جنوں گم گشتگی میں راہ بتاتا ہے ہلو کون چلتے ہیں شوق برق تجلی میں کیا ہر خوف</p>	<p>ہم تو عدد کے دوست ہیں دشمن کے یار ہیں نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہیں سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہیں ہر خضر جہان نام وہ رہزن کے یار ہیں چیتے تمام وادی ایمن کے یا - ہیں</p>
---	--

پیری مجھے تھپڑاتی ہے اجاب سے امیر
 دندان نہیں یہ میرے لڑکپن کے یار ہیں

<p>بے نشانی تو گذر فلک کے گلشن میں نہیں زارا و مرگ ہوں میں کچھ بھی مر و تن میں نہیں سرو بے سایہ جو تیرے سا کوئی گلشن میں نہیں کدو آئین نہ فرشتے مجھے جھلمت ہو گی کیون نہ خوش ہوں کہ بھراؤ یہ سر کینے سے مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی کیا مری طرح سے ہو گا ترا عاشق اور بت آب نوا رہ صفت خاک لہو او چلے گا عم دوری کی نکالے دل عاشق سے چانس میں وہ رہ رہو ہوں کہ ہر دست تھی نان سفر ہیں زمانے کی جولنت سے بری علی قدر عور و غلمان میں جو کہ سن بھر میں بھی نہ ہو دھرتے ہیں دل عاشق سمجھ کنج شک بخت سے جھکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج</p>	<p>واغ سے ایک بھی زاد ترے دامن میں نہیں کس سے اوٹھیں گے فرشتے کوئی فرخ میں نہیں طوق قمری کی طرح میری بھی گردن میں نہیں ہر جگہ تنگ سمائی مرے مدفن میں نہیں کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن میں نہیں کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن میں نہیں پتلی تھپڑاتی ہوئی چشم برہن میں نہیں رگ جہنہ کوئی قاتل مری گردن میں نہیں نوک ایسی مژدہ یار کی سوزن میں نہیں کچھ نہ امت کے سوا قسمت رہزن میں نہیں گذر برق کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں کم یہ تصویر نگلی رنگ میں روغن میں نہیں ابھی کم سن ہیں اونچیں ہوش لڑکپن میں نہیں چین چولی میں شکن تک کہیں ان میں نہیں</p>
---	---

دو لون خواہاں تھے پڑی پہلے بھی پڑہ تیغ	لاگ اور اسکے سوا کچھ سرگردن میں نہیں
دولت حسن کو کیا دولت دنیا پہونچے	جو چمک رنگ طلائی میں ہر کندن میں نہیں

ہوں وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل میں یہ سمجھے کوئی مدفن میں نہیں

چھٹ کے بھی قید ہوں قوت جو مکتب میں نہیں	کہ نشان طوق کا ہے طوق جو گردن میں نہیں
خوف آفات جہاں کا دل شون میں نہیں	وخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں
چشم مناک نے اشکون کا یہ مینہ برسا یا	کہ کہیں گرد و گردت دل دشمن میں نہیں
پر وہ بجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے	چشم خونبار نہاں گوشہ دامن میں نہیں
دل جو صد چاک ہر اوسین ہر خیال رخ دوست	شاہد پرودہ نشین کون سی طہن میں نہیں
اپنے ہیرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا	کیا کرے بخت مرا قابو دشمن میں نہیں
باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا	کوئی گل میخ بھی دروازہ گلشن میں نہیں
فاتحہ پڑھتے مری قبر پر آئے کوئی کیا	طاہر دن کا بھی گدہ گنبد مدفن میں نہیں
گرے آنسو ترے میخوار کے ہین اے ساقی	رات کو کر ملک شب تاب یہ سادون میں نہیں
بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نسیاز	ہاتھ کس مست کے یاں شیشے کی گردن میں نہیں
دل کھینچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کی طرف	نقش جب کا کوئی توفیق تو جو شش میں نہیں
کوئی عشق میں جادو کہ فروغ رخ حسن	طور کس جاسے اگر وادی امین میں نہیں
خندہ زن کیا ہر کہ طوق ایک ہر آہن ہو کہ زر	تیری گردن میں نہیں یا مری گردن میں نہیں
غور سے دیکھ لیا عاشق و شوق ہین ایک	حال عارض ہر سوید اول روشن میں نہیں
کیا زمانہ ہر نہیں صاف کسی سے کوئی	دوست کے دل میں نہ جو دل میں نہیں
اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہاں	صرح سر و بھی موزون کسی گلشن میں نہیں
سیکشو شیشہ زری کی ہے حفاظت لازم	دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن میں نہیں

واہ کیا تازہ مضامین تیری رنگین ہین آمیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن میں نہیں

غم دنیا کا گزارہ مرے مسکن میں نہیں
کونسا بل ہر جولعبت پر فن میں نہیں
ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کتا ہو یہ رنگ
ای جنون دست درازی کا ترے قایل ہوں
چاہئے کیا مجھے محشر میں کوئی اور گواہ
کتے ہیں وہ خط رخ جلد بنا اسے حجام
ٹھونڈو لوگر می دل جا کے گرا نجانوں میں
ہم تن ہو کے زبان کہتی ہو قاتل میں وہ تیغ
آتش لے سے جو اودھتا ہو دھوان کا فی ہے
جاتا ہو مری خاطر کی کدورت وہ ہر
کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آنکھ
تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر فوج کے وقت
دور کر بیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
تیرے بتیاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
کشتہ تیغ تھیر ہوں میں اس محفل میں
کیوں لگاتے ہیں سرگور غریبان لو میں
بزم میں جھکے رہا کرتی تھیں شمعین روشن
کتنی کبھی سایہ دلوار مکان ظل ہوا

اشک ماتم کی جگہ دیدہ روزن میں نہیں
روز ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن میں نہیں
شکر ہر طوق گریبان مری گردن میں نہیں
رخصت ہو گل کہ گزارہ مرا گلشن میں نہیں
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن میں نہیں
کیا مرے خون کا دھبہ تری دامن میں نہیں
کام اس سبز قدم کا مرے گلشن میں نہیں
یہ شر رنگ میں ہو گا اگر آہن میں نہیں
کون سر ہے جو مرے سایہ دامن میں نہیں
کسکو پر واسے ہوا بر جو گلشن میں نہیں
ذرہ خورشید سے پناہ کسی روزن میں نہیں
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون میں نہیں
خون اتنا بھی ہمارے رگ گردن میں نہیں
عقدہ تار کی جا دیدہ سوزن میں نہیں
آشیان طایر سیاب کا گلشن میں نہیں
جان تصویر کے مانند مرے تن میں نہیں
دفن لاشے ہیں دفینہ کسی مدفن میں نہیں
سو جتا کچھ اونچین تاریکی مدفن میں نہیں
آشیان چنڈ کا اب کون سے رذن میں نہیں

قتل کرتی ہو دو بارہ بہین شرم او کی امیر
ختم شمشیر سے ختم یار کی گردن میں بنین

عالم پیری میں وہ یوسف تھا ملتا بنین
وصلت ہوتا بنین سے یا خدا ملتا بنین
حسن بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا بنین
ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا بنین
دل لگاتے ہیں تو دنیا کے مزے کیواسطے
ذبح کرتا ہو تو میرے دست و بازو کو کدے
حسرتیں گہیرے ہیں اس کثرتِ بھل کو ترک
اک ٹھہری سے رہ گیا سارے زمانے کا حجاب
ٹھوکرین کمانا مقدم ہو جو منزل کا ہے مقصد
ہوشیاری شرط ہو غافل جہان چسکی پلاک
دیر میں بھی ہر آدمی کا فیض ادا اہل حرم
منکر کیکرنگی معشوق و عاشق ہیں جو لوگ
اتنی تیزی کرنے قاتل فرج کرنے میں مرے
تازہ وارد ہوں عدم میں حال دل کس سے کون
ہجر کے حرفوں میں بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
رزق کی وسعت جو ہر منظور کی دل کردعا
راہرو کا ذکر کیا ہے سر زمین عشق میں

صبح ہو خورشید روشن کا پتا ملتا بنین
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا بنین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا بنین
مل گیا جسکو کہیں اوسکا پتا ملتا بنین
ای تو تم سے کوئی بہر خدا ملتا بنین
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا بنین
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا بنین
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا بنین
راہرو بیکے نہ جب تک راستہ ملتا بنین
خواب میں بھی ساتھ والوں کا پتا ملتا بنین
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا بنین
دیکھ لیں کیا رنگ کاہ و کھربا ملتا بنین
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا بنین
ملک بگیا نہ ہے کوئی آشنا ملتا بنین
لبے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا بنین
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا بنین
سیکڑوں منزل نشان نفس پا ملتا بنین

جس حد میں دیکھے ستریں مردی امیر
فاک کے نیچے بھی کبج انزو ملتا بنین

<p>موسے مرکان سے ترے سیکڑوں مر جاتے ہیں حرم و دیرین عشاق کے مشتاق مگر کو پیہ یار میں ادل تو گذر مشکل ہے شمع سان جلتے ہیں جو نرم محبت میں ترے اشراب بقا خاک رہ عشق میں ہے تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمہارے ہوتے زاہد و تکو جان ہکو دیر یا ر پسند زندے کیا اہل عدم کو بھی جھنسا لاتے ہیں</p>	<p>یہی نشتر تو رگ جان میں اتر جاتے ہیں تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اودھرتے ہیں جو گذرتے ہیں زمانے سے گذر جاتے ہیں نام روشن وہی آفاق میں کر جاتے ہیں وہی زندہ ہیں بیان آکے جو مر جاتے ہیں سب حسنیناں جان دل سے اودھرتے ہیں خیر جاؤ تم اودھر کو ہم اودھر جاتے ہیں دلف کے بال اگر تابہ کمر جاتے ہیں</p>
---	--

کیا اثر نام علی میں ہے کہ لیتے ہی آمیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہیں سنور جاتے ہیں

<p>موسمیں کیا کہ کچھ فضا ہی نہیں خضر کیا جانیں مرگ کی لذت شعرو صفت وہن میں سنکے کہا کسطح جائیں اونکی محفل میں کیا سنیں گے وہ خلق کی فریاد لذت عیش وصل کیا جانیں کل تلک تھا وہ ربط وہ اعلاص ہر ہیں اب تو تیری الفت میں</p>	<p>ساقیا باغ میں گستا ہی نہیں اس مزے سے وہ آشنا ہی نہیں ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہیں جنگلے دل میں ہماری جا ہی نہیں کہتے ہیں جو کوئی خدا ہی نہیں اسمیں حصہ ہمیں ملا ہی نہیں آج وہ شوخ آشنا ہی نہیں مدد وہ جسکی انتہا ہی نہیں</p>
---	--

مرنے والوں سے کہتے ہیں وہ آمیر
کیا تمہاری کبھی قضا ہی نہیں

مری مرقد کو ٹھکانے قیامت جنگلاتے ہیں
پڑا ہوا نہیں بیان اگر تو یوں جھگڑتے ہیں

دیا ہر غسل بادیوں نے کفن بگین بچاتے ہیں
 ہماری بچہ دی تمسید ہر تیری نمائش کی
 محبت کا ہر اہول کورد کون یا جگر کھامون
 گذر گاہ جہان خالی نہیں رہتی ہر کثرت سے
 شمع ہر کس کس شوق سے اگر لپٹی ہے
 طلبشانی کی ہر زلعت و دتا کی خیر ہویا رب
 سہانہ ہر عنابدی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
 نظر اسپر نہیں کرتے خود آئے ہیں پری بنکر
 نظر آتا نہیں کچھ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں
 عزیز ایسی ہر ای قاتل کہ نسل جان دے دیکر
 حسینان جہان رکھتے ہیں شاید درو کا شیوہ
 نہیں خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
 جنازے پر جو آنے کو کو آنے تو کہتے ہیں
 گلہ جی نہیں کھاتی ہیں مٹی کے ہونٹوں پر
 وہ میکش ہیں کہ کہتے ہیں میں ہیر کرد لین
 ہماری ہر شوخی کو بکھوایا نہ قبر کیا ہے
 وہ اداسی ہر گشاہ برق چکی وہ بہار آئی
 دیا جاتا ہے ششیر قضا پر بارش کا ڈورا
 نہیں ہر بیار بھی در پردہ ادھکا چھپرے خالی

تماشہ ہر کشتے کو ترے دو لما بناتے ہیں
 مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جاتے ہیں
 مری قابو سے یہ دونوں کو دونوں نکال جاتے ہیں
 تماشہ گاہ ہر دیکھو سزارون آتے جاتے ہیں
 کہیں کوٹھے سے چڑھ کر وہ جو بال پر نکلتا ہیں
 خدا حافظ ہر یکمائی کا آئینہ منگاتے ہیں
 ہمارا ہی قہر دل مٹھی میں ہے ہم سے چھپاتے ہیں
 ہمیں کو اور اٹھے اپنا دیوانہ بناتے ہیں
 لگاتے ہیں ہر سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہیں
 تری تلوار کا دم اپنے سینے میں چراتے ہیں
 جگہ دیتا ہر جودل میں اوسے کا دل نکالتے ہیں
 اگر بیان بچاؤ کر پیوند امن میں لگاتے ہیں
 کہیں تابوت کا بوجہ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہیں
 نگین یا قوت کا نیکم کی پٹری پر جاتے ہیں
 کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے میں بھی چھپاتے ہیں
 فرشتے تھمتے ہیں ہاتھ بھم لڑکھاتے ہیں
 آٹھو ندو چلو واعطا تو یو نہیں سرمہ استے ہیں
 مبارک مرگ نواہل وہ ہر سرمہ لگاتے ہیں
 ترلا دیتے ہیں اتنا دھل کی شب گذر گاتے ہیں

امیر افسردہ ہو کر غمزدل ہو کر جاتا ہے
 وہ نیلے ہو کر تغیر رنگ کے جب یاد آتے ہیں

<p>کیا بے بیخ ہین ہم کر ڈھین ہر سو بدلتے ہین سیہ پوشاک بنکر خانہ کعبہ میں جا پو پچنے سہارا آئی کر صبح عید کا عالم ہر گلشن میں نزع کفر و دین ہر دور دور زلف عارض میں تری نجی نگاہیں سایہ شرکان میں پھرتی ہین سہا میں کچھ تو پایا ہر انھین او چشم تر بہتر مے کنہ ہر یہ آب وضو تیرا نہیں ز اہد تری مغل میں یہ دیوار کی کستی ہین تصویریں</p>	<p>جل اٹھتا ہر جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین بلا کا بھیس ادا کا فر ترے گیسو بدلتے ہین نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین مسلمانوں سے ٹوٹی آجکل ہندو بدلتے ہین پر دیں جیسے بانگے پترے ہر سو بدلتے ہین جو اپنے موتیوں سے جوہری آنسو بدلتے ہین جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ ٹہرتے ہین اوسے بیٹھنے والے گین زانو بدلتے ہین</p>
--	---

امیر اس باغ میں رہ کرین کیا دم ادا جھٹا ہے
نہ خوفت چھوڑتے ہین گل گانے خوش بدلتے ہین

<p>گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعمیرین کہین پہونچے ہم جس شہر میں پوچھایا اہل شہر سے نیجی نظروں سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے قیدیوں کا اپنے اوس ظالم کو ہوا ایسا خیال ابر دھون ہو کر سد ناکس کو تم کرتے ہو قتل وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی لاغری سے اپنی زندان میں یہ مجبو خوف ہے اوسکے کوچے میں شہر نے کو جگہ پیا ہے اگر</p>	<p>وصل کی ہتی ہین ان باتوں کو تدبیرین کہین خوبرویوں کی بیان کہتی ہین تصویرین کہین اد پر اوپر جاتی ہین آہو نکلی تاثیرین کہین چونک اٹھتا ہر جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین خوف ہر نہ کی نہ کہا جائین یہ شمشیرین کہین حاکوں کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین پانوں سے میوے اوتربائیں زنجیرین کہین بوسے دربان جاؤ کیا ہتی ہین جاگیرین کہین</p>
--	---

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

<p>تمام حق میں ہین چالے اگر چہ زانہوں میں</p>	<p>کر دو خوف نظر آنسوؤں کا تار ہون میں</p>
---	--

کہ ہر مین ہمہ تن چشم انتظار ہوں مین
 جدا ہوں عضو بدن ایک سے ہزار ہوں مین
 الجہر ہا ہوں کہ تنہا تر مزار ہوں مین
 گناہگار مین تو گناہ گار ہوں مین
 زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہوں مین
 کوئی گناہ کسی سے ہو شر مسار ہوں مین
 پڑھیں درخت پہ پتھر تو سنگسار ہوں مین
 کہ انتخاب جان فخر و زگار ہوں مین
 کرے جو آئینوں کو صاف وہ غبار ہوں مین
 شگفتگی مین تماشا ہے تو بہار ہوں مین
 کہ اپنی شکل سے آئینے مین نو چار ہوں مین
 نگاہ لطف ہو جس تیر کا شکار ہوں مین
 بجائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہوں مین
 دکھاؤں جوش تو دریا سے بیکار ہوں مین
 وزیر اعظم سلطان تاجدار ہوں مین
 دم و خاکت حیدر مین ذوالفقار ہوں مین
 شریک عام مین خاص کردگار ہوں مین

بجا پر سر سے قدم تک جو اعداد ہوں مین
 کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
 اتنی آسے کوئی جو رباع جنت سے
 جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو بٹھے تعزیر
 ہزار مردوں مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
 بغیر جرم ہوں پامال شرم، بجنسی
 شریک درد بناتات ہوں بشر کیسے
 کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین، محلو
 صفائی ہو جہان مین مری کہ ورت سے
 فسادگی ہے مری باعث خزان چمن
 اوٹھاکے پردہ امکان قدم کو کیا دیکھوں
 وہ تیغ مر ہے جس تیغ کا مین ہوں کشتہ
 بہائے اپنے ہی خر مین کو جو وہ ہوں سیلاب
 سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
 امیر فوج ظفر موج جہرات و ہمت
 حریم لطف و عطائیں شیم خلق نبی
 خمیر خاک سے مردم مین نور کا پستلا

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزوں

زبان بند مین صاحب اختیار ہوں مین

گناہگار ہوں یا رب گناہگار ہوں مین
 ہوا اور زاد کے جسکو وہ غبار ہوں مین

کرم کہ تیرے کرم کا امید دار ہوں مین
 ہمیشہ گوشہ نشین ہوں وہ خاکسار ہوں مین

گلوسے باصرہ میں موتیوں کا بار ہوں میں کسی تیر چلے صید پر شکار ہوں میں برگل نے ہم تن چشم انتظار ہوں میں اگرچہ لنگر لگیں سے کو ہزار ہوں میں اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہوں میں قصص میں بند کہ مرده تہ مرزا ہوں میں گناہ اگر نہ کروں تو گناہ نگار ہوں میں رہو نگار دھیموں کے وہ غبار ہوں میں صدایہ آئی گم اور چٹا ہوا ہزار ہوں میں سطحے توابل کے گلے کا بار ہوں میں	مگلاہ ذالیقہ میں آنسوؤں کا بار ہوں میں کسی کی تیغ کھینچے قتل کو فگار ہوں میں لگا کے تھمے تھے وہ غمزدہ دوست کب دیکھوں کو گے جو مجھے میں بھی وہی کوں لگا تھیں ہو اٹھیں باندھے ہو کیا یہ جوٹ کہ کہ گمان دزد کھن ہو اگر نسیم آئے مرے گناہوں سے ہر اونگی منفرت کی نمود توں کی زلفت پر افشان غدار پر غارہ ہو جو قصر فریدون میں کل گذرا اپنا رقیب پیو لون کی بدھی لو سے پھٹاتا ہے
---	---

امیر جانی جوانی یہ مجھ سے کتنی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہوں میں

چال میری کوئی دیکھے کوچہ دلدار میں برگ گل پھل سمجھ کر نیکی منقار میں در میں رفتہ ہونہ روزن یار کی دیوار میں پیشم بننا ہو تو چوست سیکھ دوں بازار میں	شوگرین کھاتا ہوں سر ہر گام پر رفتار میں لیگیا تخت جگر اپنے جو میں گلزار میں دیکھ سکتا ہوں کوئی باہر زمین اندر کا حال بزم کثرت نور و عدت سے کبھی غالی نہیں
--	--

حال آئینہ ہے میری جہ سانی کا امیر
منہ نظر آنے کا سنگ دہر و دلدار میں

ردیف واؤ

تمہ کے سو ٹکڑے ہوں لئے جو جسم مجھ کو دیکھ لیتا تھا میں اجسم کو تو اجہم مجھ کو	صورت غنچہ کمان تاب تکلم مجھ کو ادھر تھا کون شب ہر مصیبت کا شریک
--	--

آکے عیسیٰ سر بالین نہ کین تم مجھ کو
 کھٹ افسوس ملی جسے کیا گم مجھ کو
 آنکھ کھتی ہے نگہ پر ہو تقدّم مجھ کو
 لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمّم مجھ کو
 تمنّے سے ساغر جو نکل جائے تو دے تم مجھ کو
 سات پر دون میں کرین قید جو مردم مجھ کو
 او سکی شام مسی و صبح تبسم مجھ کو
 صورت گوہر نایاب کرے گم مجھ کو
 تیغ بجاے مرادست تفسلم مجھ کو
 خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھ کو
 نغمہ صورت ہو آواز تر نعم مجھ کو
 منہ بچے کینچ کے یحیٰ بن سرخ مجھ کو

مر کے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹا باقی
 وقت فرصت تھا میں غیر تکرہ ہستی میں
 ایک کو ایک سے بڑھ کر تری جلو کا سے شوق
 اشک سان خاک میں ملنا بھی مجھے طاعت ہے
 آبرو ہے یہ مری پیر نمان کے آگے
 وحشت دل سے زمانہ میں پھرون مثل نگاہ
 روز دکھلائی ہے دنیا کا پسند اور سیاہ
 ہوں وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤں
 اثر طالع و اثر دن سے عجب کیا ہے اگر
 بھٹن میں مشتاق شہادت کین جسرت تو نہ
 مشرین و مدد کمان قبر سے یارب نکلوں
 مجلس و عظیم میں مست اگر جایا بیٹھوں

شع کی طرح میں وہ سوختہ قسمت ہوں امیر
 مول لئے لے کے جلا دیتے ہیں مردم مجھ کو

پوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھ کو
 چاہئے گرد نظر بہر تبسم مجھ کو
 ادس کو جب ڈھونڈ نکالا تو کیا گم مجھ کو
 کینچ لے شوق سے آغوش میں قلام مجھ کو
 آج گھر گھر لئے پھرتا ہے تو ہم مجھ کو
 بال و پر ہو گئے لب و لہجہ مجھ کو
 جام و برکے چلاؤں مجھ کو

لیکھی کل ہوس سے جو سرخ مجھ کو
 کعبہ ترغ کی طرف پڑتے ہی آنکھوں سے نہاتے
 وہ اسے بخود ہی شوق کیا خوب سلوک
 ہوں میں وہ قطرہ جو نیسان کی نخل سے چھوڑا
 نہیں معلوم وہ جہان جوئے ہیں کس کے
 غنچہ سان نہ بہت خاطر سے عدم کو پہونچا
 تلوت تل میں کہ کام نہیں ساق کا

سبے شباتی مین بنین کون سی جامیری نمود
 ختم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم اسے ساتی
 مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ و کستاس ہے
 دمو کا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
 مرد مک ہوں کہ سویدا ہوں الٹی کیا ہوں
 مین ترا عکس تھا اس آئینہ ہستی مین

ذرے بچنے ہین مجھے گنتے ہین انجم محکو
 اب وہی مین ہوں کہ وہ قطرہ و ختم محکو
 پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم محکو
 سنہے ہین دیکھ کے ایک لب گندم محکو
 ویدہ و دل مین یکدہ دیتے ہین مردم محکو
 تو نے کیا پھر لیا سنہ کہ کیا تم محکو

دیکھتا ہوں کبھی آئینہ تو روتا ہوں امیر
 اپنی صورت پہ خود آتا سہم تر ختم محکو

قطرہ مے نے کیا ہوش صفت گم محکو
 ہوں مین نقش قدم اس لہجہ رستی مین
 مین جو مر جاؤں تو اسے پیر نمان کمدینا
 ہو مر قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
 زندہ ابغا زسیما سے تو ہو سکتا ہوں
 دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
 ہو سہر عمر سے تابش گھر سجدہ قبول
 لالہ و گل ہوں خس و خوار ہوں یارب کیا ہوں
 پہلی ہے تو سنبھالے ہوئے پھل سوئے یار
 ہوں وہ میکش جو کروں رخ و رتوب کی طرف
 نگہ ہر کمان یار جفا پیشہ کسان
 سوز دل و جد کا باعث ہو بیان مثل سپند
 نظر بد نہ لگے یار کی سفا کی کو

ہر جاب مے پُر زور ہو انجم محکو
 ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم محکو
 بیچنے کیلچ کے ڈال آئین پس ختم محکو
 پڑھ کے لے چار قدم تہ تیغ تبسم محکو
 صنعت سے آمد نہ سکوتا نہ کین تم محکو
 ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم محکو
 چاہیے گرد تپتی سے تبسم محکو
 ڈوبتا ہوں تو ڈوبتا بنین قلزم محکو
 بنو دی راہ مین کرتا نہ کین گم محکو
 بکے جاتے ہو پکار سے دہن ختم محکو
 ملک الموت سے ہے چشم تر ختم محکو
 میری فریاد سے آواز تر ختم محکو
 قتل ہونے بنین و تیا یہ تو ہم محکو

بحث کو آئے جو داعظ مجھے آجائے یہ جوش

لب لیں ساغرے کے دہن خم مجھ کو

جانتے ہیں جو حقیقت سے ہیں آگاہ امیر
کن کے تھکے یہ بھی سنی ہے قدم مجھ کو

اشکان جنبش مرغان نے کیا گم مجھ کو
تجھ کو قاتل ہی کے محل لب خندان کی قسم
برسون جھیلی ہر مصیبت شب تنائی کی
دیکھ لوں اونکو ذرا نزع میں آئینے دے
خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہیں انگلیں
شوق طوف حرم عشق میں باندھی ہر کمر
شب کو نکلون جو میں لاغر تو وہیں مثل کند
ہوں میں وہ رہ نہ کہ مسجد میں گلاؤں زاہد
شمع سان مفضل عالم میں وہ ہوں سوختہ بخت
معات کدو سنیں دیدار دکھانا ہی اگر
اسنے جنت سے جہنم میں مجھے پھینک دیا
اس قدر طول نحوش کو ہوا عزالت میں

لفز شپا ہوئی دریا کا تلاطم مجھ کو
یہ نجان چوڑنہ اسے تیج تبسم مجھ کو
مردن گزاری ہیں گنتے ہوئے خم مجھ کو
رحم اسے بخبری کرنا ابھی گم مجھ کو
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجھ کو
گرد غرت سے مناسب ہے نیم مجھ کو
کیسے بیجاے شاع نہ و انجسم مجھ کو
ہاتھ آجائے اگر خشت سہ خم مجھ کو
دل بھرا تا ہی جو آتا ہی تبسم مجھ کو
کعبہ و دیرین دوارتے ہو کیون تم مجھ کو
زہر کی گانٹھ ہوا وہ گندم مجھ کو
بزم میں پھول گئی طرز تکلم مجھ کو

واسے قسمت کہ بیان قتل کی مسرت ہی امیر
اور وہ بکھے ہیں سزاوار تر خم مجھ کو

پہلے تم اپنی چوٹ اپنی نظر کو دیکھو
کیا حال ہے جو گم گشتگی کا مجھ سے
ہاں میں کہ ہوں سے ہر برق طور ٹنڈی
تیرا گئی یہ انگلیں جس جا ملا لنگہ کی

پھر مجھے دل دیا ہی اس کے بکھر کو دیکھو
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو
پڑتے ہیں کسکے تھم پر شمش و قمر کو دیکھو
جا کر وہاں لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

<p>بیٹھا ہے منہ چپا کر کیسا اثر کو دیکھو بولی یہ نجد سے غربت کو اپنے گھر کو دیکھو ترخ پیر و اسطرف سے صاحب دھر کو دیکھو ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پیر کو دیکھو اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو رنگت اوڑھی ہوئی ہر شمع سحر کو دیکھو بھاتا ہے کس خوشی سے وان نامہ پر کو دیکھو</p>	<p>مٹانین ہونے مدت سے ڈھونڈتے ہیں لیٹا جو قبر میں منہ سے کفن ہٹا کر غیرون کو منہ تو ہے میں میں شکل آئینہ ہوں حالت مدین غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو کس مرتبہ پہ پوچھا آخر یہ رفتہ رفتہ آخر ہر وصل کی شب افسردہ کیوں خون ہم رکھتے ہی خطا کر میں پر لگ گئے ہیں گویا</p>
--	--

گیا وصل ہو وہ کافر تم ای امیر مومن
 کتنے جدا جدا ہیں شام و سحر کو دیکھو

<p>چلیگی تیج سیرہ ذرا سنبھل کے چلو چمن کو خانہ کز بنجیر سے نکل کے چلو حنا جو پاؤں میں میرے لوگوں کے چلو نہ آئے گرمی رفتار لا کھ مل کے چلو لگے نہ پاؤں کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو جو عید گاہ کو تم پیر ہیں بدل کے چلو چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل گئے چلو قح کشو کین اب میکہ سے نکل کے چلو ذرا تو ٹھوکر کین شر سے نکل کے چلو نخل ہوں عطر جو تم پیر ہیں بدل کے چلو کہ سوے بتکدہ کہے میں پہلے مل کے چلو کہ خلق جمع ہے تم میان سے آگے کے چلو</p>	<p>گلے کٹیں گے نہ یوں پیرے بدل کے چلو جہن بہار میں دیتا ہے ہلکے تر غیب برنگ صفی نقاش ہوزمین رنگین حزام یار کا ٹاؤن ویک سے ہو یہ قول سرسزار غریبان ہیں جا بجا بدست کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق بدل نہ جائیں کین میرے راہ میں تیور سنا ہے غیب تار و دو گھڑی کے لیے ملے ہو ہلکے میلے میں تم تو بھلت کیا سہارا آئی ہو امین ہیں پھول خوشبو پر رجوع کفر میں اسلام سے کتنا ہے اگر تمہیں نہیں فرصت تو کدو دیتوں سے</p>
---	---

نصیب دشت میں لائے ہیں دشتیو تکو مری غزل کوئی رنگین سی چانٹ کر پڑو	اوچھالتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو مشاعرے میں جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو
--	--

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کو سے قاتل میں اھمیر خیر سے منہ میں نہ اہل کے چلو

<p>آہ میں کھینچوں تو کھینچیں آپ بھی شمشیر کو ای خوشاد وحدت کشاکش کشا نیرنگ عشق اپنے بسمل کا ذرا شوق شادیت دیکھئے جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر پنجیر کو ڈال دے عشاق کی آنکھوں پہ حیرت کی نقاب گردن وہیلو سے پھیروں کے آتی ہے صدا کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل سینہ عاشق پہ جڑے یارت بوجہر کھلیں دست و بازو کو ترے تکلیف کیوں ہو دو گنجے صاف کھینچنا چاہتا ہے شکل حیرانی اگر پیاس لاکھوں کی بجائی واہ مری دریاؤں پوچھتے کیا ہو جتے بے بال و پر کسے کیا خود میں گنج جاتا ہوں روزِ ناتوانی و کینا زلف میں طلقے بناے ہیں شرارت و کینا چلتے چلتے تمک گئی ہو منہ نہ موڑی خوف ہے لب پر آئی آہ اُدھر سے جب اٹھی اسکی نظر بلا یہ شاہد ہوں دھوئی خون نشانی کا کرے</p>	<p>بانگپن کی نوک رکھیے کاٹے اس تیر کو دیکھتا ہوں ہر ورق میں تری تصویر کو دور رہا ہے کیا لگے مل مل کے دم شمشیر کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں قتل میں تمہارے تیر کو واہ کس پر دے میں رکھا حسن کی تصویر کو آفرین اس تیغ صد آفرین اس تیر کو رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو چو کھنڈ اور کار سے آئینہ شمشیر کو آپ رکھ لوں چیر کر پہلو میں تیرے تیر کو آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو پانی پی پی کر دعائیں دون تری شمشیر کو یہ پری پرواز پر کسے دے ہیں تیر کو کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو طوق پہناے ہیں کیا اس شوخ نے زنجیر کو بسمو لہ دم لینے تو دوشمیر کو دیکھنا کیا تیر پر رو کا ہے سینے لب دے سو فار کو بخشی زبان</p>
---	--

لوٹتا ہی خاک پر اسے ترک مدت سے امیر فوج بھی کر ڈال ترپاتا ہے کیا پنخیر کو	
اوکمان ابرو بچ کر صید کر پنخیر کو ہو چکا میں قتل تو اس سے قضا نے یہ کہا جب نظر اس ترک کی بھیر پڑی توری پڑھی فصل گل میں گل کھلے تازہ ہوا نخل کمن رنگ وحدت دل میں کثرت سما جاو اگر چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ ہجر دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی خصال نازی کو نہ ہو گنا ہون پر نہ جگواے کریم بیچ کی باتیں رہیں شام نے ہی سوا زلف یار صفو رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط کسکو کرتے ہیں نشانہ کسکو کرتے ہیں شکار جب کمان سے چھوٹا ہو دل میں کرتا ہے مقام دل کی ہوتی ہو درستی جتنی ہوتی ہو شکست پوچھتی ہو شمع پر دانون سے تیری داستان قالب خاکی سے ہر دم ہو یہ ہندید راجل پانون اپنا درمیان تکامل گئے عقد و تمام	سخت جان سے یہ کہیں جھڑ نہ پونچ تیر کو لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو بل پڑے شمشیر میں سید ما کیا جب تیر کو کر چکا تھا ان جوانوں نے سنبھالا سپر کو ایک برگ گل پہ کھینچوں باغ کی تصویر کو کیا تماشا ہو ہوت لینے چلا ہے تیر کو موتیوں کا چا ہے دُرہ مری قمریہ کو پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو خوب سلجھاتا ہوں دل ادھی بونی تیر کو چوم لون پانون جو دست کا تب تقدیر کو ترک لڑو این گے کیا پنخیر سے پنخیر کو خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تنے تیر کو کرتی ہو آباد بربادی اسی تعمیر کو گل سنا کرتے ہیں بلبل سے تری قمریہ کو خاک میں اُکدن ملا دئیے ہم ایں تعمیر کو سخت شکل یقین یہ کرٹیاں جھیلنی شمشیر کو
دل میں گمراہ سکا ہو گردن تک گھڑا سکا امیر تج قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو	
گمراہ تمکلیان میں طلبگار بھی تو ہو	موسیٰ سا کوئی طالبِ یار بھی تو ہو

<p>تیری سی اوہیں تیزی رفتار بھی تو ہو عیسی سیکڑوں کوئی بیمار بھی تو ہو اک دل کوئی انیس شب بیمار بھی تو ہو ای سن خود فروش خریدار بھی تو ہو اک آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو دست سہو میں شیخ کی دستار بھی تو ہو پیلے شراب پی کے گنگا ر بھی تو ہو آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو بر بھی کی نوک دل سے مری پار بھی تو ہو راضی تمہارا سایہ دیوار بھی تو ہو پردے میں خاشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو آراستہ ہر فوج عہدار بھی تو ہو</p>	<p>اک تیج یار کیا کوئی قایل ہو برق کا دل دردناک چاہے لاکھوں ہن خور و چھاتی سے مین لگے رہوں کیوں نہ دل غ کو گر ہم نہیں تو رونق بازار عشق کیسا پردے میں چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا اتنی اوداس صحبت سے واہ میکشو داد امید رمت حق اور ہو ہے ساقی ابھی سے جاؤں میں کیا ہر میکشی بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ سے گمنام سو کون میں آکے دھوپ سے پاؤں امان گر کیونکر ہو درد دل کی ہماری اوسے خبر اشکوں کے ساتھ عشق میں نالہ ضرور ہو</p>
--	--

ساقی اوداس کیوں نہو بزم سے سبھو
مینانے میں امیر سامنوار بھی تو ہو

<p>کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو پھولے پھلے نہ دانہ جو زہر زہین نہو ڈرتا ہوں میں کین نگہ داپسین نہو ہاتھ آئے وہ کیسکو کہاں جو کسین نہو بے سانس چاہتا ہے کوئی آستین نہو کھدو کہ بحر موج سے چین پر چین نہو اس باغ بے ثبات میں عزت نشین نہو</p>	<p>وہ حسن کیا ہو حسن جو خاطر نشین نہو کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزت نشین نہو وہ یاس ہو کہ وصل میں بھی ہر نگاہ پر راحت کی جستجو میں ہیں اہل جان عبث انڈا سے خلق پر ہے یہ غمش مودی فلک ساحل سے ہوں میں تشنہ دہن خود کنار کش ہانڈ بوسے گل چین دہر سے نکل</p>
---	---

<p>نام اس صید کا قلب مصفا پہ نقش ہے ہستی جان کی ہستی حق پر دلیل ہے زادہ کا صاف زہد ریائی ہے آشکار ساقی میں تشنہ کو عرفان سے مست ہوں تیرا منو مکان جو مشہور ہے فلک دل سے جو چشم فیض کی بجگو تو پاک رکھ ہم رند مشرکوں کی معاصی سے ہی نمود میں ننگ اس جہان گدبان لپل ملے جنوں ساجد خدا پرست بھی اس آستان پہ ہمیں آتا ہی بجگو گریہ لب کشت و عفران</p>	<p>کیونکر اس آئینے پہ گمان نگیں نہو کیونکر جان ہو جو جان آفرین نہو سجدہ کرے درست تو داعی جبین نہو افلاس میں جو بادہ میسر نہیں نہو کہتے ہیں جبکو عرش تراشہ نشین نہو کس کام کی ہے صاف اگر دور بین نہو روشن ہو نام کیا جو سیہ رنگین نہو جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو کیون بے نیاز وہ صنم نازنین نہو اتنا بھی چور چرخ سے کوئی حزمین نہو</p>
---	---

سر آستان دل پہ نہ پوسنے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدم اولین نہو

<p>یاد دلت آئی دم نزع ستانے ہکو تمہ لگا یا ہے بتوں نے نہ خدا نے ہکو آس کسکو تھی شبِ غم کی سحر ہونے کی ہجر جانان میں کسی روز جو پہلی آئی رفعت ای ہوش خرد اب نہیں ٹھہرا جاتا کشمکش میں بہن بیتابی دل رکھتی ہے قہر کرتی ہیں شب وصل بھاری آنکھیں ساقیادیر سے مستی نے نکالا ہوتا شع آسا کبھی طہتے کبھی روتے گذری</p>	<p>کس ترے وقت میں گھیرا ہے بلا نے ہکو نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہکو ای بتو دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہکو جی ادٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہکو بخودی دور سے آئی ہے بلا نے ہکو آنے دیتی ہے نہ ظالم کین جانے ہکو ابھی پردے میں تو مارا ہے جیسے ہکو خوب ہی روک لیا نغزش پانے ہکو آگ پانی سے بنا یا ہے خدا نے ہکو</p>
---	---

<p>تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہکو رکھ لیا بر چھوین تیرا داسے ہکو غش تو دیتا ہی نہیں ہوش میں آنے ہکو روز آتی ہے بلا بنکے ڈرانے ہکو خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہکو بے ٹھکانے کے بتائے ہیں ٹھکانے ہکو نام لے لے کے پکارا ہے بلا نے ہکو</p>	<p>دیر میں شیخ حرم سے یہ صغم کتے ہیں خنجر ناز سے بچ کر جو پلے چار قدم حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے کیا بگاڑا ہو تراے شب فرقت سہنے آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کتا ہے لامکان میں نہ پتا ہے نہ مکان میں اوسکا وہ بلا دوست ہیں جب کوئی کڑی آئی ہے</p>
--	---

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت میں امیر
 ایسے کتنے ہیں ابھی داغ اوشا نے ہکو

<p>ہاے وہ دن کہ جو ادھٹتے تھے بٹانے ہکو کون پوچھے گا نہ پوچھا جو خدا نے ہکو دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہکو آنکھ اٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہکو کاش وہ اپنا گنگا ر ہی جانے ہکو موت کے گتہ سے چھڑایا ہے قضا نے ہکو ٹھیک ٹھیک اوسنے بتائے نہ ٹھکانے ہکو رشک آتا ہے بیان روز ستائے ہکو حورین فردوس سے آئی ہیں بلا نے ہکو درد دل تو بھی تو اوشا نے بٹانے ہکو زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہکو آگ بنے خاک نے پانی نے ہوانے ہکو</p>	<p>آج محفل سے تم آئے ہو اوشا نے ہکو تسنہ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہکو حوصلہ دل سے ترپنے کا نکلتا کیونکر تیغ جلا دینے جو ہر کو کیا ہم سے عزیز اتنی نسبت بھی کفایت ہی بیان بخشش کو حلقہ زلف میں پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی مسجدوں میں کبھی بھیجا کبھی تتنا نون میں آتے جاتے ہو وہاں غیر کے گھر تم ہر شب پاؤ آئین تری آنکھیں تو یہ سبک دم نزع اوس شکر نے جو پہلو سے اوشا یا اپنے لیلچلے داغ ہزاروں چمن ہستی سے مرد اور مرگ کہ آفت میں پھنسا رکھا ہے</p>
--	---

سن کے آواہ موزن کی شب وصل کی صبح ہین وہ مکش جو گرے ہین کبھی نغز کش کھا کر انتہاں تھا جو ہمارا دوسے منظور نظر	صاف سمجھے کہ بلا یا ہے خدا یا نے ہکو بدلیاں دوڑ کے آئی ہین اوٹھانے ہکو ذبح زک زک کے کیا تیغ ادا نے ہکو
--	--

وہ پرکاہ تھے اس گلشن ہستی میں امیر
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہکو

پریچ پر پریچ دیئے زلف دو تانے ہکو پر لگائے یہ ترے تیرا داس نے ہکو تو وہ تیرا نکا کیا تیرا داس نے ہکو تیرے پیار سے یہ تجھیری کستی ہے کتے ہین مشرودہ رفتار سے برپا کرے کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر سارے عالم میں یہ شہرت ہے قضا نے مارا وہ کہیں گے نہ ادا تھا صدہ فرقت و دودن دفن بھی اپنی گلی میں نہ کیا داسے نصیب ڈھیر دن انگور پڑی کٹتے ہین ساق لیکن عیش کرنے کو تو تھو کیا ہے پیدا عشق ابرو میں خدا پار لگائے بیڑا حیرت عارض جلا دے سکتا جو ہوا	کن بلاؤں میں پھنسا یا ہے خدا نے ہکو تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہکو شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہکو کہ خبر کو ترے بھجا ہے قضا نے ہکو ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہکو عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہکو واہ کس پردے میں مارا ہوا داسے ہکو سوت کیون آئی ہو یہ داغ لگانے ہکو مر گئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہکو ہاتھ آتے نہیں دو چار بھی داسے ہکو ریج اوتھانے کو بنایا ہے خدا نے ہکو آب ششیر میں غوطے ہین لگانے ہکو آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہکو
--	---

نقد ہوش و خرد و سپرد چھوٹا کچھ امیر
آج لوٹا غضب دس دزد خاں نے ہکو

ہوں ہلبل گل تلک پونچون تو گلشن خشک ہو
چاہتا ہی سوزِ فرقت اس محیطِ حسن کا
تازگی چور وے جانان کی دیکھناں کسبب
تابشِ نورِ شیدِ عشرِ سن کے پڑتی ہے امیر
ہوں وہ پیاسا فوج کے دم بھی نہ میں سیراب ہوں
زیستِ پیری میں کمانِ رونقِ جوانی کی گئی
تیج کھینچنے میکے کی سمت اگر آئے وہ ترک
آبیاری ہو اگر بلبل کی اشکون کی ۔ سی
دماغِ دل سے گرم اپنی خاک ہو کیا ہو عجب
اور بھی گردون ستا تا ہی جو پاتا ہے ضعیف
حسرت دیدار میں کھینچون اگر میں آہِ سرد
چھین کر رخصت سفرِ پامال ظالم نے کیا
اوس می آوے لبِ کاہت کیا کوئی کرے
چھیڑتی ہو روزِ قاتل کی تیجِ آبدار
حسرت دیدار سے ہلکو مکانِ یار کی
ہیں اگر رونے پر آؤں صورتِ ابو بہار
اس قدر ہو بخیر گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
اس گلستان میں ہو مجھ سا کون طاریے نصیب

مثلِ خارِ آشیانِ شاخِ نیشینِ خشک ہو
تن میں مثلِ خارِ ماہی ہر رگ تن خشک ہو
چاہ جس گلشن میں ہو کیونکر وہ گلشنِ خشک ہو
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامنِ خشک ہو
طلق میں پانیِ بسانِ آبِ آہنِ خشک ہو
کیا رہے روشن چراغِ ایدل جو روغنِ خشک ہو
بت کا زہرہ آب ہو خونِ برہنِ خشک ہو
ہو یقینِ فصلِ خزان میں بھی نہ گلشنِ خشک ہو
چادرِ گل پڑتی ہے بالائے رفنِ خشک ہو
پایا لی گاؤں دہقان ہو جو خرمنِ خشک ہو
ایک جھوکے میں یقین ہو نخلِ امینِ خشک ہو
پانوں مثلِ ہو جائیں یاربِ ست بہرنِ خشک ہو
سانے سب کے زبانِ برگِ سوسنِ خشک ہو
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخمِ گردنِ خشک ہو
دیدہ ترکیا برنگِ چشمِ روزنِ خشک ہو
سبز ہو دم بہرینِ برسوں کا جو گلشنِ خشک ہو
جانِ مثلِ رشتہ تن مانند سوزنِ خشک ہو
پانوں کون میں جانِ شاخِ نیشینِ خشک ہو

کیا حرارت ہو لگاؤں میں اگر منہ سے آتھیر

جامِ مثلِ میٹھہ نورِ شیدِ روشنِ خشک ہو

چھوڑ دینا اسے تو مجھ کا

لنکاؤ نہ گیسو سے رسا کو
ظالم تجھے دل دیا خطا کی
کامنٹوں سے کو سنبھال لینا
بکسٹل کو ملی جو باغبانی
اگر حضرت دل بتوں کو سجدہ
گل کر گئی میری شمع تربت
کو پے میں ترے ملا لیلہ آرام
اتنا بکھے کہ کچھ کے وہ
کتا ہے یہ شوخ قتل ہر دم
کیا کیا تری چنگین بچاؤ
دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
راضی برضا ہوں اسے منم میں

پیچھے نہ لگاؤ ابس بلا کو
بس بس میں ہو بچ گیا سزا کو
آتا ہے غشش اک برہنہ پا کو
روکے درباغ پر مہا کو
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو
کیا موج یہ آگئی مہا کو
نیند آگئی چشم نقش پا کو
یون کھولیے قفل مدعا کو
دم لینے نہ دیے قضا کو
دھوکے دیے تیرے خطا کو
عقدہ دلواتے ہیں قضا کو
کھدا ہے نقش مدعا کو
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کستی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منہ نہ دکھائیے جیسا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
خدا کی شان کہ دیکھیں ہم آپکی آنکھیں
پڑا ہوں ہجر میں درد کی طرح بستر پر
جنازہ غیر کا مہلا ہے تو نہ کھنے دو
مری طرف سے کسے کوئی حضرت غم کو
کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو

امیر یون ہی سہی چند روز مرد دیکھو
نگاہ تک نہ کرو دم ادھر ادھر دیکھو
ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو
ہمیں کو پیٹو جو چلن سے جانا تک کر دیکھو
بہت رہی مرے دل میں اب اور گھر دیکھو
درا کیلئے پرانے تو ہاتھ دھر دیکھو

ہمیں سے آنکھ چرانا ذرا اور مردیکو جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو لگی ہے آتش گل باغ میں جدم دیکھو ذرا خدا کے لیے شان نامہ بردیکھو کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو	چھپا چھپا کے نظر بازیاں ہوں نیردن سے دکھا کے تیغ کو ترپا رہے بودیر سے کیا مرد عرش کے جلتے پر نہیں بلبل گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹا کر اوٹھا آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے درد بنیر غم نہیں ممکن حصول دولت دہر
--	--

امیر جلوہ وحدت سے آشنا ہو جو دل
دہی نکور وہی شان سے جدم دیکھو

اب تو سرین ہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو غیر ممکن ہے کہ تحفیفت دوا سے کچھ ہو حب نہ قاصد نہ کیوتر نہ مباح سے کچھ ہو ہم لپٹ جائیگے دامان قبا سے کچھ ہو میں نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو ڈال دوں ہاتھ مقررین بلا سے کچھ ہو نکر ہو لاکھ دوا سے نہ دغا سے کچھ ہو شرط بدلتا ہوں جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو حل مطلب ہو تو شاید شر اسے کچھ ہو عضو لازم ہے جو تعمیر گدا سے کچھ ہو حال دل کس سے کون تم تو قضا سے کچھ ہو منہ جو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو اب تو ہلو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو	دل سے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو فکر بجا ہے بلبلو مرض عشق سے یہ دیکھے خط اب کسے بھیجوں کہ میرا مطلب مل گئے وہ کسی رستے میں تو ماند غبار جان پر کھیل گیا میں تو کہا اس تبت نے نظر آجائے جو اس زلف سید کی ناگن تیرے بیمار محبت کی ہے محبت مشکل سخت جان وہ ہون کٹ جان اگر شرم ہی میں سہ بن تنگ کا دشوار بہت تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا عی سلطان نہ محبت کی وہ آنکھیں نہ وہ آنکھت کی نگاہ یاد مہر سے تم سے یہ امید کسان خون و دھواں کب کھڑے ہیں کب سے
--	--

کوے جانان میں کوئی دم تو ٹھہرا جائیو	ایسی افتاد مری مغزش پاسے کچھ ہو
عالم فقیرین تکلیف کو ارا ہے امیر نہ ملین گے نہ ملین گے ارا ہے کچھ ہو	
دیر سے قتل کے مشتاق ہیں باہر آؤ آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط نہ سہی زکیت میں منے پہ تو لو میری خبر دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ تئیں دیکھ کر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ نذر عاشق کی ہر کچھ لوٹ نہیں ہر صاحب ساتھ اگر راہ میں ہر باتیں بھی ہوتی جائیں ناف کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ جان ملب ہوں میں عیادت ہر مریض کو اب	دیکھو اتنا نہ کچھو کچھ کے خجراؤ اچھے گھر بھلو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ اب نہ آؤ تو جازے پہ مقرر آؤ چاندنی شب سے ذرا اور دے کو چادر آؤ کچھ اگر حسن کا دعویٰ ہے تو باہر آؤ دل و جان دو لون جو لینے ہیں گھر آؤ آگے چھپے نہ چلو میرے برابر آؤ کھول کر بند نہ دروازے کئے باہر آؤ ماؤ اللہ کو تم بہر پیسہ آؤ
تب مزہ جانے کا وہاں ہر کہے یار امیر میری آنکھوں پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ	
دے تری تیج جو اک قطرہ بھی پانی بھگو یاد آئی تری خبر کی ردا تی بھگو اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی بھگو نظر آتا نہیں تیرا کوئی ثانی بھگو تو ب معلوم ہیں یہ راز نہانی بھگو ہدیہ بھیجا ہے تو دیوان فغانی بھگو یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی بھگو	شکر کے روز نہ تو شہ نہ دہانی بھگو تیرا بھوج اگر بگردان میں دیکھے آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے خبر دیوں میں منم ایک ہر تو ایک ہے تو مرد کس سے ہوں وہاں و کربار کے صفت اس سے آنکھ ہو یہ مطلب کہ کون میں بھغان نوجوان کوئی جو پیری میں نظر آتا ہے

<p>داغ کما کما کے گردن اپنی میں اوقات سیر بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو صطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہو بے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھوں میں سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اور ساقی یہ موجد تو بکھے سنہین اطلاق صبح آرزو اسلئے فردوس کی مجھ پیر کو ہے خوف ہر وصف میں اوس چاہ ذوق کے اتنا</p>	<p>اسلئے دیتے ہیں چھلا وہ نشانی جلو ایسی لے بت نہ سنا رام کمانی جلو آکے پیری نے دیا داغ جوانی جلو نظر آتی ہے نہایت یہ پُرانی جلو آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہے پانی جلو کہیں اول تو تبادین کوئی ثانی جلو ہاتھ آئیگی وہاں میری جوانی جلو کہ ڈوبو دے نہ طبیعت کی روانی جلو</p>
---	---

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
 کہتے ہین بلبس گلزار معانی جلو

<p>چل دلا کویر سے کرتا ہے اشارے گیسو خطا شبگون پہ یہ آتے نہیں پیارے گیسو یہ تروتازہ چمن ہے کہ تھارا عارض پھلیان دام بھکاری ہین جو موجوں میں نہان دن کو زسار دکھاتا ہے فروغ فہر شید بال گنگمی سے جو سلجائے تو دل او بھسایا دل صد چاک نہ شانے سے کہا جل کے رات شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائیں ہر پچکے جن و بشر قید ملک باقی ہین عاشقوں کے دل پرواغ سے ایسے چلے</p>	<p>نہ زبان ہر نہ وہن ہے کہ پکارے گیسو جال پر جال بجاتے ہین تھارے گیسو یہ دھواں و حار گھٹا ہو کہ تھارے گیسو کھل گئے کسکے یہ دیا کے سنارے گیسو شب کو چمکاتے ہین انشان کو ستارے گیسو تیرہ بختوں کو بگاڑا جو سنوارے گیسو اوس یہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو شانہ شاخ سے سلجھائیں پکارے گیسو اب سر عرش ہے زنجیر اوتارے گیسو ہو گئے شہر طاؤس تھارے گیسو</p>
--	--

سانپ نے گمیر لیا گلشنِ جنت کو امیر

	حلقہ حلقہ نہیں عارض کے کنارے گیسو	
<p>گردن مینا سے می خم ہو گئی تسلیم کو ابراٹھا تقسیم کو شانین بجلیں تسلیم کو کیتے بین بادوش کمر بیٹھے ہفت اقلیم کو چاہے مردم شناسی صاحب تقسیم کو درد دل بھی ساتھ ہی اسکے اوٹھا تقسیم کو کاتب تقہیر نے فطرت دیا ہے ہم کو تول میزان عدالت میں امید و بیم کو عید کئی قربانی فرزند ابراہیم کو سے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے ہم کو کمد و عنوان سے بجائے کوثر و تسنیم کو ہر قدم پر خضر سے نقش قدم تسلیم کو لفظ میں تقسیم کے داخل کیا ہو ہم کو گو پر اپر جان کے رکھا کئے تقویم کو</p>	<p>ہون میں دو میکش اوٹھا ساقی مری تقسیم کو آتے ہی اوس مست کو گلزار میں آئی ہو بہا ساغر جمید سے کچھ ساغر سے کم نہیں غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو بیٹھے بیٹھے بیٹھے ہیرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اوٹھا لب پر ایو غنچہ دہن تحریر مسی کی نہیں نقد آزمزش کا طالب ہو اگر از خود فروش ہیں جو مردان خدا آفت میں راحت ہو نہیں بعد خالی خال ہو کچھ دہن میں یار کے خاک لڑاتے تشنگان عشق کے آذین غول شکے منزل کا نشان ملتا ہے اے اہل فنا مال لکھنے کو نہیں کمد و غنی سے بانٹ دے اپنے وقت مرگ سے غافل ہو اختر شناس</p>	
	چشم دیدار جانان کی ہیں دو ہنرین امیر جاتا ہوں خوب اصل کوثر و تسنیم کو	
<p>اک دور اہد جانتا ہوں میں امید و بیم کو یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو اوٹھ کھڑے ہوں سیکڑوں فتنے وہان تقسیم کو ساتھ ہو عمر روان غافل اسی تسلیم کو ٹپ کیا گس جوصلے سے منزل تسلیم کو</p>		<p>بنکے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تقسیم کو تج تاتل سے صفائی میں برابر ہی سسی دو قدم اس ناز سے جس سرزمین پر تم چلو دشت ہستی میں قدم بڑھ کر بٹے پیچھے نہ پھر نچاؤ تجھ قضا پر سر کے بھل عاشق چلے</p>

<p>نام کو چوک نشان باقی دہن اسکا کمان ہفتہ بہ پا ذات سے مفسد کے ہوتا ہر مزدور حشر کے دن نامہ اعمال کا کیا ہوا اعتبار یہ غزل رنگین سناؤں میں نلوری کو اگر کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب بیخوابوں پہلے میں گوہر غریبان کی طرف آہ کی شمشیر پر تکیہ ہے نامزدوں کا کام</p>	<p>کاتب قدرت نے لکھ کر چیل ڈالا ہم کو کیا ہوا لٹے اگر وہ غیر کی تعظیم کو سال بیکے بعد باطل کہتے ہیں تعویذ ہم کو دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو دم میں کر دیتا ہے کج بول گدا و ہم کو گھر میں آتے ہیں کبھی مزدور اگر زمین کو مردہ کہتے ہیں کمرین بنجر تسلیم کو</p>
--	--

یہ وظیفہ سب وظیفوں سے ہی بہتر و امیر
 یاد احمد کو کروں یا احمد بے میسم کو

<p>انسان عزیز خاطر اہل جان نو کلفت کا اپنے نالہ گشی میں نشان نو ششاد چاہیے رخ زیباکے واسطے ممکن نہیں کہ زلفت پر آجیے نہ اسکی زلفت کیا دماغ سینہ زیر گریبان چھپائیے تارِ نظر سے بڑھ کے سہ لاغر مراد بن کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا لے کتا ہون وصیت عارضی و ابدی یاد کے پیری میں یہی کیا نہ قافل ہزار معیت ہر مادہ ثون سے بعد قافی کمان نجات لازم ہو ضبط ناکہ دل بدمرگ ٹوٹیں نہ ہر دون کو اگر شیشہ ہاسے دل</p>	<p>وہ مہربان ہو تو کوئی مہربان ہو ہم سو برگ جو آگ جلا میں و جوان ہو کس کام کا وہ باغ جان باغبان ہو قرآن کی طبع سے جو وہ رخ در میان ہو نور شہید عامن گرد و دن نمان ہو عشق کمرین یون بھی کوئی تا تو ان ہو چاہو ذوق پہ جب گزیر کاروان ہو کیون صفی آفتاب قلم کشان ہو اتنا بھی کوئی مایل خواب گران ہو ممکن نہیں کنیز زمین آسمان ہو ہر طبع ہم ٹوٹ چکی سے روان ہو ہوش بیون میں نام کو رنگ روان ہو</p>
---	---

آٹکھون سے فائدہ جو نہ دیدار ہو نصیب	حاصل جبین سے کیا جو تر آستان نہو
جانے اگر کہ چاہ عدم میں گرائیگا	کوئی سوار تو سن عمر روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چین کا ہورنگ زرد	
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو	

عکس سے بھٹو نہ آئینے میں اتنا دیکھو	جانے دو اپنی طرف احوال رعنا دیکھو
پیشم پوشی کا میں کتا ہوں جو آنے شکوہ	آنکھیں دکھلاتے ہیں وہ اور تماشا دیکھو
نوازندہ میں عیسیٰ نے بہت سر مارا	تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو
پھیرنے کے لیے دل آئے ہم بیان اوجاں	کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کو چپے کا کتا ہو یہی ہم سے امیر	
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو	

میرے پہلو میں جو دیکھا خنجر جلا دو کو	دل سے لاکھون حسرتیں نکلیں بہا کبا دو کو
ہوں وہ دیوانہ بلاتا ہوں جو میں مضاد کو	ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلا دو کو
پر جو کھولے بھی تو کب کھولے نزان جبا گئی	رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیا دو کو
قتل کرنے کا مری اللہ دیو غلام کو شوق	حکم تیون دیدے یکبارگی جلا دو کو
یا دین اک رشک عیسیٰ کے جو میں مرنے لگا	ہچکچان آئین دم آخر مبارکباد کو
خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہیں ہوتا عزیز	کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتہ فولاد کو
زیر خنجر اول بسل ترپ اپھی نہیں	قر ہو جائیگا گھر رحم آگیا جلا دو کو
سایہ رحمت میں تیرے جاکے بیٹھے اے کریم	کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریا دو کو
جو سامیہ تختہ ظالم کون ہو گا عند لیب	نعمہ سخی سے مری نیند آگئی صیا دو کو
دو قدم اوس فتنہ عالم نے چلکر وقت سیر	خوب لڑوایا چین میں قمری دشمنشاد کو
جرم میرا کیا اگر قدموں پہ سرگٹ کر گرا	خیر جانے دیجئے کیا کیجئے آفتاد کو

<p>کیون نہیں بھاتی درد کو میری لطم طبع زاد ہمسری اوسکے قد و وزن سے ہی جرمِ عظیم شوق پڑھے گا ہوا اوس طفل کو سنتے ہیں ہم عید موسیٰ کو ہوئی برقِ تجلی کی مگر شکر کرتا ہوں کہ پایا قہرِ ازلِ مدت کے بعد کیا کلیگی نصہ کیا سودا ہمارا ہو گا کم نوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنگرِ خیر کس طرف سے آگیا جھوکا ہوا اے مرگ کا</p>	<p>دوست رکھتی ہر سیمتہ سیر کی ادلاؤ کو اندھ دوزخ کا بایگاہندہ شمشاد کو نثر و مکتب کو مبارک مرگ نو استاد کو پہلے نظارے میں غش آیا مبارکباد کو داستانِ میری پسند آئی مرے صیاؤ کو ضعف ایسا ہو کہ رگ ملتی نہیں بنداؤ کو حشمت شادی کا کیا خلعت دیا جلاؤ کو کیا پریشان کر دیا مجبورِ خداؤ کو</p>
--	--

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوئی ہو امیر
روحِ کلیگی دعا دیتی ہوئی جلاؤ کو

<p>پہلے تو مجھے کما نکالو بیدار رکھنے سے فائدہ کیا اُسے بھی تو دیکھی ہیں یہ آنکھیں آیا ہی وہ مہ بجا بھی دو شمع گہرا کے ہم آئے تھے سوئے حشر تکلیف میں گیا تو میں پکارا</p>	<p>پھر بولے غریب ہو بلاؤ تم جان سے مجھ کو مار ڈالو آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو پروا توں کو بزم سے نکالو یاں پیش ہے اور ماجرا لو شب تیرہ ہی جاگو سونے والو</p>
---	---

اور وہ پو امیرِ تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

<p>غربت میں وطن یاد دلاتی نہیں بھکو کس تہ سے کروں قافلہ والوں کی شکایت ساقی کا گدگیا ہے جو دیتا نہیں بوسہ</p>	<p>ہوے سے بھی چکی کوئی آتی نہیں بھکو آواز جس میں بھی تو جگاتی نہیں بھکو آمنہ و خیرِ رز بھی تو لگاتی نہیں بھکو</p>
---	---

مین غنچہ پڑمردہ ہوں گلزارِ جہان مین
مشتاقِ شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کیا بغیر ہی ہے کہ ضریار کی مجھ تک
کتابِ قیامت سے مرا طالعِ خفت
وہ جنس ہوں بازارِ جہان مین کہ تھابھی
چھاتی سے لگاتا نہیں تو قتل ہی کر یار
سکتا ہے تجھے دیکھ کے رخسارِ قاتل
کچھ غارِ نہیں تیری خوشامد سے پر اویار
وہ مجرم بقدر ہوں مقتل مین مین تیرے
جو نوٹوں بھی مجھے خوش نہیں کرتی مری تقدیر
آئینے کی صورت ہم تن چشم ہوں لیکن

کیسی ہو بہارِ آتی کھلاتی نہیں جگو
کتے مین گلاوٹ بہت آتی نہیں جگو
آتی بھی ہو تو آپ مین پانی نہیں جگو
مردوں کو جلاتی ہے جگاتی نہیں جگو
لینے کو تو کیا ذکر چکاتی نہیں جگو
یہ روز کی تگرار تو بھاتی نہیں جگو
کیون آئینہ شمشیر و کھاتی نہیں جگو
مبور ہوں مین اس سے کہ آتی نہیں جگو
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہیں جگو
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہیں جگو
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہیں جگو

ہو خواب مین آئینا امیر اس سے جو وعدہ

موت ایک طرف نیند بھی آتی نہیں جگو

چروے مین بھی مروت و کھاتی نہیں جگو
افتادہ کیا موت جو آتی نہیں جگو
اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤں کہیں ڈو
سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہو خلقت
اس ڈر سے کہ برہم ہو ہنگامہ محشر
تھے گویا ہی تک سب مرو مند دیکھنے والے
لاغر مین ایسا ہوں تمہاری نہیں تقصیر
کرتی نہیں کب نہ خبر زخم سے شرارت

کافور سے بوے کفن آتی نہیں جگو
ہون تاڑ کسی لاکھ اوٹھاتی نہیں جگو
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہیں جگو
یہ نقش قدم ہیں کہ جگاتی نہیں جگو
آتی ہو قیامت تو اوٹھاتی نہیں جگو
اب ایک کی صورت نظر آتی نہیں جگو
بسترِ ہمی موت بھی پاتی نہیں جگو
کس دن یہ پری آگ لگاتی نہیں جگو

<p>کو چہ سے تری من جو نکلتا ہوں تو دشت ای بہت دل ہاتھ میں قاتل کے ہر تلوار ہو جاؤں میں دو ہاتھ میں اس پادشہ اس پا مین مست بھی اور دھڑکنشہ میں ہوں چور میکش میں بلانوش ہوں خم منہ سے لگا دے گردش مری قسمت کی تھڑاتی ہر وہ کو چہ</p>	<p>ہر کون سا کو چہ کہ جھکا تی نہیں جھکو اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہیں جھکو تلوار تری گھاتہ دکھاتی نہیں جھکو کیون درد کے ماتھ بھاتی نہیں جھکو ساقی یہ صراحی تو چھکا تی نہیں جھکو اچھو لزش پا تو بھی گرا تی نہیں جھکو</p>
<p>مین گل ہی آمیر آپکو اس باغ میں بھون قسمت مری اتنا بھی ہنسائی نہیں جھکو</p>	
<p>اے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو درد میں شام وصل آتی ہے مجھے نصیب اک پھول پر گلاب کا آج اونکے ہاتھ میں دھونڈے سے بھی نہ سنی باریک جب ملا فرقت میں یان سیاہ زمانہ ہر جھکو کیا دیکھی جو صورت تک الموت نزع میں آنکھیں نہیں ہیں اشک ہلے کیو اسلے لافت کی کیا امید وہ ایسا ہے جو قا طیل شب وصال ہو مثل شب فراق</p>	<p>دل میں ہزار درد اونکے آنکھ تر نہو دو چار سو برس تو اتنی سحر نہو دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو دھوکا ہوا یہ جھکو کہ او سکی گھر نہو گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو میں خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو بیکار ہے صدف جو صدف میں گھر نہو صبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو نکلے نہ آفتاب اتنی سحر نہو</p>
<p>تنتہ پیر کر کا جو کما سینے مال دل چپ بھی ہو آمیر مجھے درد سر نہو</p>	
<p>روغن ہاے ہون ایا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہا نہ</p>	<p>طوبی سے بھی بلند کون اسکو جھکا نہو</p>

پیری میں ضعف کی یہ نہیں روشہ دار ہاتھ
 پونچے کبھی نہ خواب میں بھی اسکی پانوں تک
 دل کو مرے پناؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
 تکلیف سالیوں کی جنوں میں نہیں پسند
 اوگل یہ رنگ پنجہ مر جان میں بھی نہیں
 ہو مرگ جگہ زلیست کو کوچے میں یار کے
 دینے کی وجہ جنگ میں کیا ہے محنتیں کو
 برہم تو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
 باغِ جہان میں راحت بے غم کمان نصیب
 جب پاس ہے دوڑو ساتھ مری قیس نجد میں
 ترط پامین بحرِ خون میں تو گاتل نے یہ کہا
 وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا
 ایک اسکی چوٹ میں رہی سو شپکیت کھیت

ہین دامن قضا کے لیے بقرار ہاتھ
 پیدا کیے تھے کیوں مرے پروردگار ہاتھ
 ہر پانوں کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ
 دامن کو پھاڑ دوں میں بڑھائیں جو غار ہاتھ
 دکھلا رہی ہین طرفہ مناسے سہار ہاتھ
 دو گز زمین آگنی بہر مزار ہاتھ
 کیا میرے دوہین اور رقیبوں کے چار ہاتھ
 خوش قسم تو نکو اتے ہین اسبہ شکار ہاتھ
 بیون سے ملتے ہیں شجر سایہ دار ہاتھ
 میدانِ جہت تو لگا میں بڑھ کر ہزار ہاتھ
 بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ
 سفاک نے جو گنگے لگائے ہزار ہاتھ
 کتنا مجا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سب سے بے اختیار سا ہے کچھ
 پونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

غم سے بے اختیار سا ہے کچھ
 جامہ مستعار سا ہے کچھ
 نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ
 شجر بے ہمار سا ہے کچھ
 آسمان پر غبار سا ہے کچھ
 آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

دل جو سینے میں زار سا ہے کچھ
 رخت پرستی بدن پہ ٹھیک نہیں
 چشم ز گس کمان وہ چشم کمان
 نخل امید میں نہ پھول نہ پھل
 ساقیا جبر میں یہ ابر نہیں
 کل تو آنت تھی دل کی بیتابی

مرده ہے دل تو گور ہے سینہ	داغ شمع مزار سا ہے چمک
اسکو دنیا کی اوسکو غلہ کی حرص	رند ہے کچھ نہ پار سا ہے چمک

پہلے اس سے تھا ہوشیار آمیر
اب بے اختیار سا ہے کچھ

<p>داغ غم بھی بھولانا نہ شبگیر کے ساتھ تیر پر تیر لگا دیکھ کے اوسید افگن کیا شبیر رخ گلگون نے دکھایا عالم مانگ بالون میں ہر ابرو و عریب شرکان بستر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے عرصہ جنگ میں بھی پیچھے اوساقتی کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہو سب قاتل بھرستی میں کمان چشم بقاشل جاب میر سے ہوتے نہ پھری پیر کسی پراو ترک ہوں وہ دیوانہ رہا ہو کہ بھی زندان میں رہا دی سزاو سنے گناہوں کی مجھے نہیں نہیں کر میر سے پھنتے ہی سنگر سے چٹا شوق شکار سبر و یاد و دیہ رگ رگ میں غم گیسو نے خطر خسار کو اوس صر کے کیا یاد کیا ناٹوانی سے حیاں تک ہیامیری میں سبک صحنہ ساتھ ہو گردن کے مرا نالہ دل</p>	<p>کہ سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ لوٹ جائے نہ قضا بھی کہیں پنجیر کے ساتھ کینچ گیارنگ میں نقاش بھی تصویر کے ساتھ تین عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ تم دم ذبح کے یار جو تکبیر کے ساتھ کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ تھک گئے پاس اہل دور کے اس تیر کو ساتھ کینچ گین سیکڑوں تینین تری شمشیر کے ساتھ اٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ کاٹ ڈالوں گا گلگردن پنجیر کے ساتھ کٹ گئے بانوں بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ دور تاپا بٹے دورہ تعزیر کے ساتھ کٹ گئے تیر کے پر بازو سے پنجیر کے ساتھ بھڑی بھڑی مری غل کرتی اڑ زنجیر کے ساتھ شبی شبیر پڑھی عاشیہ میر کے ساتھ پانوں اٹھ جاتے ہیں اب نالہ زنجیر کے ساتھ جس طرح راہ میں رہتا ہے عصا سپر کے ساتھ</p>
--	---

بات سید می مری ہو جاتی ہو آلتی ہو امیر
صند ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

آتش رکھتا ہے بہت نالہ شبگیر کے ساتھ
حوصلہ دار لگانے کا عبث ہے اور ترک
لو کما ندر یہ چنگی کی صفائی کا ہر لطف
خوب دیکھا تو نہیں کوئی کسی کا پس مرگ
قتل کرتے ہیں وہ مین انکو دعا دیتا ہوں
چرخ گردان ہے وہی رستم و سہراب کمان
حیدر اوس ترک کا چچا نہیں کتا بھاگے
یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
حسن صورت نے مصور کو کیا مستحق
گپ پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
مین مہیچون کا ہوں بیمار مری نشے مین
قابل نطق نہیں ملک کے مانند زبان
ظلم یاد آتے ہیں اس بت کو جو پڑتا ہوں نماز
پلو سے مہر مین قدر نظر آئے سب کو
ہوں وہ پنجرے دیکھ کے یہ گبرایا

دل نکل جائے نہ یار بکین اس تیر کے ساتھ
کچھ گئی ہوج بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
دل بھی پلو سے نکلائے ترے تیر کے ساتھ
طفل ہمراہ جو ان ہو نہ جو ان پر کے ساتھ
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ
تھک گئے کیسے جو ان ڈوڑ کے اس پر کے ساتھ
کو سون آتی ہے قضا دوڑ کے پنجر کے ساتھ
مین بھی مٹ جاؤں آلتی ہے تصویر کے ساتھ
ہاتھ کھینچا ہے جہان تری تصویر کے ساتھ
قطب گردش نہیں کرتا فلک پر کے ساتھ
عرق شیر بھی ہو قرص طہاشیر کے ساتھ
خامشی خلق ہوئی ہے مری تقدیر کے ساتھ
تمہ کو فریاد نکل جاتی ہے تکبیر کے ساتھ
حور کا نقشہ ہو کھینچن تری تصویر کے ساتھ
دست قاتل سے کمان چوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شید و نین ہوں محسوب امیر
آتش رکھتا ہوں بہت حضرت شبیر کے ساتھ

بڑے کے تصویر سے لاغر تر اصران ہے کچھ
وصل کی باتیں بڑی بڑی چھٹی ہوں اگر
ہر زبان چاہد بدن مین ہوں فقط جان ہے کچھ
یہ تو کہہ ای فلک اس مین ترانقصان ہے کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کے تو اس سے وصل میں بولے وہ گہرا کمری صحبت سے یاد غیروں کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا	کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہی کچھ کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہی کچھ یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہی کچھ آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہی کچھ
--	--

دیکے بوسہ تجھے وہ وصل میں کہتے ہیں امیر سچ بتا دل میں تری اور بھی ارمان ہی کچھ

زندہ مشرب ہم ہو کر دست سب پر دھر کر ہاتھ عشق ثبت تجھ سے جانے نہیں دیتا نچو دخل جو کہتا ہر فن میں قدرت دان ہوتا ہر خواجہ لاش بھی نہ فون آئی کے کوچے میں ہو یا خدا اسیلتے سنا جاے نامہ کوئی وہ جائے قریب سخت جانی مجھ کو شرمندہ نہ قاتل سے کرے فصل گل آئی ہو محبت مست لب کیسا ٹھا لاکھ ہوں سامان دولت ایک بھی رہتا نہیں	دشگیری اب ہر ساقی ساقی کو شر کے ہاتھ دب گیا ہی کیا کروں زامہ تلے پھر کے ہاتھ پیچھے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ دامن جلا دیا ہے تجھے مرمے کے ہاتھ خطا تجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازگیر کے ہاتھ آبرو اب اکی گلو سے تیزی خمر کے ہاتھ گردن قاضی میں ہنست و اتر کے ہاتھ دونوں خالی پاسے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ
--	--

دست نازک سے آئین کے کب کڑی بھاری امیر گر نہ تیری تو پاندھوں سامنے زہر گر کے ہاتھ

روایت یا کے تحتانی

دیو سے بڑھ کے چمکتی چال ہو گئی دولت اولیٰ مرغ دل کے لیے مال ہو گئی اللہ کے گلیان تری وحشی کی لای پوی کیسا سلوک تجھ سے کیا اثبات شرم نے	موج خرام پانون میں ظلال ہو گئی پوئی گندمی تو جان کا جنال ہو گئی زنجیر پانون میں جو پڑی لال ہو گئی زنا میں سیا ہی خطا اعمال ہو گئی
---	--

<p>خوش خوش بمن ناز کو دوڑا رہی ہین وہ چھوٹا بوجھ حسن پڑے ہم عذاب میں دیتا ہماری لاش کو غربت میں کون غسل یہ وصف میں کیا شعرا نے مبالغہ طہر نہیں جو شکہ داغ جنون ہمیں دل تل گئے وصال کے سودا سہڑ گیا ادب بار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے راتوں کو قہقہہ کرتے لگا ہو وہ مردوش پایا نہ اس سے تو نے کبوتر جواب خط آیا تھا سوئے حشر میں تفریح کے لیے ساقی ہو بخت رزسا حسین کون خوش مزاج آرایش آہلی زلف نے کس کس طرح سے کی محفل میں کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے کرتے ہیں فاقے فرقت زلف سیاہ میں</p>	<p>کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی فرقت میں جو گھڑی تھی وہ گھڑیاں ہو گئی روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی نقطہ وہاں تنگ کسریاں ہو گئی اے عشق بند کیا تری نکسال ہو گئی الفت کی آنکھ بیچ میں دلال ہو گئی وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی ہر شام صبح غمّہ شوال ہو گئی آنکھ اس سے روتے روڈ تری لال ہو گئی یان تو شروع پر سش اعمال ہو گئی کین اور گر میان جو کمن سال ہو گئی ہنسلی گلے میں پافون میں غلغلا ہو گئی منصور کی زبان تری منال ہو گئی یہ کاٹکا ہمارے لیے کال ہو گئی</p>
--	--

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
 ہوئی جو تھی امیر وہ فی الحال ہو گئی

<p>وہ ہمیں چاہے تو پھر کیا چاہیے دردِ بول ادٹا تر پنا چاہیے آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے داغ کھانے کو کلیجہ چاہیے یہ نمک زخون پہ چھڑکا چاہیے</p>	<p>چاہنا کہو تو اسکا چاہیے دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے کمان جب آواز سنتے ہیں تری بوائوں اور اداوے سوز عشق دل ترا کہتا ہے ہنسکر شور حشر</p>
---	--

<p>خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے آدمی کو صبر متوڑا چاہیے شرم کتنی ہے کہ پردا چاہیے یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے جان کو دشمن کے رویا چاہیے وسعت دل مثل دریا چاہیے کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے چاہنے والوں کو چاہا چاہیے اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے</p>	<p>۹۔ جھڑ آنے کا ہر آنے خواب میں حرص دنیا کا بہت قصہ ہر طول عالمیہ بے پردگی ہر ادنیٰ حسن استحسان ہر دوست دشمن کا عبث دوست میرا ہنس رہا ہر غیر سے خشک لب ہیں صورت دریا تو ہوں ترک لذت بھی نہیں لذت سے کم یہوں وہ بولے میں جب اونے کما تھنے چاہا بلکھو میں نے غیر کو</p>	
	<p>ہے مزا اسکا بہت نازک امیر ضبط اظہار تمنا چاہیے</p>	
<p>حیف تہذیبور گئی باڑہ بھی تلواروں کی موت کو گھر میں ہر دعوت تری بیادوں کی دیکھ کچھ کتنی ہے سرخی ترے بیادوں کی مجلس و غنائیں بزم سے میخواروں کی مدقون سے خبر آئی نہیں کچھ بیادوں کی کچھ بڑھا جاتے ہیں میاد اگر تلواروں کی قطع کی راہ عدم بچاؤں میں تلواروں کی ہر نکالی ہوئی محبت سے یہ میخواروں کی یگانہ ہوں سے صفت آگے ہو گنگاروں کی تینہ بیان پہلے عطا ہوتی ہیں منقاروں کی</p>	<p>خسک آسان نہوئی تیرے گنگاروں کی ہچکچوئی ملک الموت نے بھلائی ہر ڈاک کرنا انکار مرے خون سے اسے تیر فگن چار سر سوڑتے ہیں چار گھڑی روتی ہیں اک ذرا پانوں اوٹھا ہے ہو ڈاؤ تو سن عمر کھول کر مال جو آتے ہیں ہر زندان کی طرف دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤں کا دھیان رہا دل شکستہ ہو جو تو یہ تو عجب کیا ذرا پر سب کو پار میں پہنچا ہوتا ہے یہی عفو کا حکم پچھے پر تلاروں کو دیتا ہے میاد قضا</p>	

خون گرفتہ ہوں میں الیامری منکر آمد آئے کیسی ہی کڑی آن نہیں کرتے عاشق میں وہ وحشی ہوں کہ جب کوچہ جانا نہیں گیا ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑ دیتی ہے	لو اک بھلائی ہے قاتل نے خبر داروں کی قید آواز بھی ہوا ونکی گرفتاروں کی سایہ پوشیدہ ہوا آڑ میں دیواروں کی بھینتی بھینتی منک ایسا رتری باروں کی
---	--

بہت ن فکر ہوں میں فکر غزل کیا ہوا میر
شکر گوئی نہیں خاطر ہے فقط یاروں کی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو باز اودن کی سد نہیں کچھ مرے دوست کے خریداروں کی انکی پلکوں سے یہ قاتل کیے تیروں نے ہتی نامہ بر کوچہ قاتل کا یہ کافی ہے پتا ہوں وہ دیوانہ کیسو کہ گریبان کی عوض گھر سے تو کیچنے کے شمشیر محل تو قاتل کو کناروں کی ہوا سے نہیں ملتے ہیں رخت دفعہ پڑ گئی جب چاند نغز ان پہ نگاہ مر گئے ہم تو بنا آئینہ خاسنے میں مزار اتنی توفیق مسلم کو آئی ہو کہ دے بورہ لب نہیں دیتے وہ شکر رنجی سے طاہر و شمسے عشر میں کین گئے میحوار اپنے ارٹان غبت میں ہیں چوکی سپرے چٹکیان میں یہ کیچے میں کہ دل ہیج اودٹھا	اب چمک جائیگی تقدیر خریداروں کی پیونک مے شہرہ گرمی کین بازاروں کی شکل پکانوں میں پیدا ہوئی سو فاروں کی مینہ دہان تیروں کا بوجھار ہی تلواروں کی چوٹیاں ہاتھ میں رکستا ہوں میں کسانو کی بھیڑ چٹ جائیگی دم بھر میں گنگاروں کی دولیاں ہیں یہ ترے خال کے بیماروں کی جار ہیں آنکھیں گڑھے میں تری بیماروں کی دل سے آفت نہ گئی آئینہ رخساروں کی ساقہ عیدی کے او سے فرد گنگاؤں کی تلخ ہو زیست نہ کس طرح نکو اودن کی یہی شکر بھی رہی جاتے گنگاؤں کی کہ کل سکتی نہیں جان گونگاؤں کی دو گھر ہی بیٹھے تھے کل بون میں بیماروں کی
--	---

گڑ گئی آپ مری لاش تر خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا نہ ہوئی یاروں کی

<p>مین روئے آہ کرد کا جہان رہے نہ رہے رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے ابھی مزار پہ اجاب فاتحہ پڑھ لیں پس شباب سے کیا اعتبار جمع حواس خدا کے واسطے کل قہون کا پرٹھ زابہ ہمارے دل سے بٹے گا نہ داغ شوق بھود خزان تو خیر سے گذری چن مین بلبیل کو چلا تو ہوں پے اخبار درد دل دیکھوں کرونگام کے بھی میدان عشق میں تنگ و تاز تڑپ رہی جو بھی دل کی بعد مرنے کی قیام روح پہ قالب میں اعتماد نہ کر روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار شبہ صال غنیمت سے پھر خدا جانے چلا ہوں کوئے قاتل کو سر کے بل دیکھوں دور و زہر لیت غنیمت رکھو ذکر حق کر لے</p>	<p>زمین رہے نہ رہے آسمان ہے نہ رہے مکیں کی خیر ہو یا رب مکان رہے نہ رہے پھر اس قدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے کہ ایک شب سے سوا کاروان ہے نہ رہے پھر اختیار میں غافل زبان رہے نہ رہے جہین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے بہار آئی ہو اب آشیان رہے نہ رہے حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے سمندر روان زیر ان رہے نہ رہے زمین گود تہ آسمان رہے نہ رہے کچھ اعتبار نہیں مہمان رہے نہ رہے پھر سطح سے یہ کشتی روان ہے نہ رہے کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے بدن میں جان دہن میں زبان ہے نہ رہے</p>
---	--

امیر جمع ہیں اجاب درد دل کہ لے

پھر انقاس دل دوستان رہے نہ رہے

تماشا ہو چکی محفل کی محفل ایک ساغر سے
 یہ سودا ہوا تھا کیا ہے مجھے بازار محشر سے
 شیا طین مہا گتے ہیں نعرۃ اللہ اکبر سے

کہا نہ ہوش چمست دلبر سے
 دل میں عشق قد دلبر سے
 کہ دل میں غلامی آہ کو سگر سے

چمن میں جا کے یہ گرونی چالیں دکھاؤ کہ
یہ رعد و شب ہنیں کٹتے ہیں غافل زندگی کے
بٹھا کر دوبرو جلوہ دکھایا اوسنے آئینہ
جواب خطانہ لائے دونوں آخر درخشاں آیا
حسین کہتے ہیں میرے جلوہ پا کر اپنے مجمع میں
نہایت الفت چاہ و دقن میں دل پریشان ہے
تو این طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
نہیں حاجت و اچھنٹن بھنیوں کے دنیا میں
رہا بیاباں حصہ زر میں یہ سیاب کی صورت
چمن میں اب زیر سایہ انگور بیٹھا ہوں
چڑھا جاتا تھے تم کے غم کبھی طے میں مستون کے
غبار جہل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
جزاے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
یہ ایا کے شہباز نظر کا تھا کہ رستے میں

گلون سے تن کے چلتے ہیں اکڑتے ہیں منور سے
نکل جاتا ہر روز اک دور قہر سے دفتر سے
مقدر اڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے
اتھی اب لڑاؤن قاصد کیا جھگڑوں کو تر سے
نکل کر اب کمان جاتا ہوں یہ پنجر لشکر سے
کنوین میں گر پڑا ہوں ہو سکے اب کیا شاد سے
کیسے ہیں اس وطن ذلال کپڑی خون شور سے
تیمونی کجی ہی پیاس کس دن آب کو ہر سے
تبا و تختہ قبر موس مس کی چادر سے
ٹپک کر پڑ گیا کوئی تو دانہ مقدر سے
دہی ہم ہیں کہ پھر جاتا ہوں سر اک درساغ سے
شعل ہر تابان کم نہیں سائے کو شہر سے
کہ سارا نامہ اعمال دھویا آب نجر سے
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کو تر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گراں ہو موثر گان پر
گرہ رشتے کی سوزن کو لیے بڑھ کر ہے لنگر سے

ہو میں پر نور آنکھیں جلوہ رخسار دلبر سے
چکاوی بادہ خواہ نکو شراب روح پرور سے
شراب کرب نکل چلا ہوں میں کوئی سنگر سے
مذاحت سے عبت یہ زہا ہن نیشک و تے ہن
جواب خطانہ لائے ایا ہے پیغام اجل آیا

ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور غمر سے
مٹا دے ساقیاد و ران سر کو دریاغ سے
اشارہ کرتی ہیں آپس میں تہنیم جو ہر سے
چھپکی رو سیاری خاک میں پانی کی چادر سے
لکھا تو نیر ادا ہے قبر کا خن کو تر سے

<p>کہ خم خالی سنو جائیگا ساقی ایک ساغر سے برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے تیمم کیجئے گردیتیہی لیکے گوہر سے شکست خاطر اس طایر کے حق میں کم نہیں ہے مگر کل شد سے نہ بھردیا مورون کا شکر سے شکار اور تے ہوئے طایر کا کھیلا تیرے پر سے پٹ جاتا ہے سایہ خون کے مارے صنوبر سے سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جو ہر سے ہمیشہ خاک چھوئی فلک نے کیا گر سے</p>	<p>پلا دے بادہ بکھوئیل اتنا بھی نہیں اچھا نال کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا دور گوش صنم کے وصف میں لازم ہمارت ہے پیر پرواز کی حاجت ہے کیا رنگ پریدہ کو وہ نصف ہون جو خال خط جانان کا ملا بوسہ کیا قمری کو میا دازل نے سر و کا قیدی میں وہ دیوانہ قامت ہون طباہون گلشن میں تری تیغ نگہ کا جب دم ایجا دو صیان آیا مقدر ہی جو دائرون ہو تو کام آتی رکب دلت</p>
---	--

جواب نامہ لکھ کر طرفہ شوخی کی آمیراوسنے
کہ مقرر اسے کی ظالم نے مقار کہو تر سے

<p>کائنات میں بھی ہوگی نو تھاری جس دل میں ہے آرزو تھاری خفگی وہ رہی نہ بول تھاری بودے گئی گنت گو تھاری اتنی ہے اجل میں نو تھاری انکو بھی ہے جستجو تھاری اشکو لئے ہے آبرو تھاری پوری ہوئی آرزو تھاری سے کامل مشکبو تھاری</p>	<p>پھولوں میں اگر ہے بول تھاری اس دل پہ سزار جان مدتے وودن میں گلو بہار کیسا کی چلا جو چمن میں غنچہ گل مشتاق سے دور بھاگتی ہے گردش سے ہو مردہ کے ثابت آنکھوں سے کہو کہی نہ کرنا لو سر ہو این نیم بسل سب کہتے ہیں جبکو لیلۃ القدر</p>
---	--

تنہا نہ پھر و امیر شب کو

سہ گھات میں ہر عدد و متحاری	
جو ہر بہار اسکو خزان کا خطر بھی ہے گا کہ ہوں خاک جو ہر یون کو نظر بھی ہے سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا عشرین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ کونین میں ہو جلوہ حسن و جمال دوست کیا یہ بھی تیری الفتِ عارض میں ہو مرض کیا فائدہ کریں جو رُفُو گر سے البتہ فرقت کی شب میں کوئی پھٹکتا نہیں ہو پاک صدِ چاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے	ای باغبان لبنت کی تنجو خبر بھی ہے یہ اشکِ خون تو مل بھی ہو اور گھر بھی ہے ناوک کے ساتھ یا کسی کا جگر بھی ہے ہمراہ زخمِ دل بھی ہے داغِ جگر بھی ہے ہو ایک روشنی کہ ادھر بھی اودھر بھی ہے تپ بھی ہو آفتاب کو دورانِ سر بھی ہے صدِ چاکِ شل جیب ہمارا جگر بھی ہے اُس مہر کی طرح سے گریزانِ سحر بھی ہے دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قر بھی ہے
محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہو اور آمیز داخل ہو لامکان میں یہ حدِ بشر بھی ہو	
عمرِ ردان کو جان کوئی موجِ آب کی نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی میں وہ سیاہکار ہوں جب سے ہوا ہوں فن امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہوں ہم اللہ سے قدر میرے گنا ہونگی روزِ حشر سو جانیں ہوں تو تیغِ پتیری فدا کروں بانڈھی ہے سرد مہری گردِ دُنِ کیا ہوا مصرفِ یادِ دوست ہوں ای منکر و نکیر ڈرتے نہیں ہوساتی کوثر سے داغِ ظو	تارِ نفس نگاہ ہے چشمِ حجاب کی اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی چلائی ہے زمین مری مٹی خراب کی بکلی گرائے نہ نگاہِ عتاب کی تغظیم کو کٹھڑی ہوئی میزانِ حساب کی کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑیِ اضطراب کی ٹکلی ہو برقی اوڑھ کے کلیِ سحاب کی پوچھا کرو یہاں نہیں فرصتِ جواب کی منبر پر بیٹھ کر یہ ندامتِ شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور آڑ چلے
چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
ایک ایک تل ہر عارض جانان کا لاجواب
یہ وجہ ہو جو عارض جانان پہ ہو نقاب
ان غافلون کو غفلت تل اپنی کیا کہیں

کھینچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی
نکشی مین جان رہی ہر ہر دم حباب کی
قرآن کو احتیاج نہیں انتخاب کی
کمرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی
مردے مردے سیکین کبھی تبسیر خواب کی

وہ رشک ماہِ منہ سے لگاتا نہیں امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روئے یار سے قسمت نقاب کی
دولت تار سے بہن وہ حسن شباب کی
کھوئی گدورتوں نے ہماری صفائی دل
سجدے کیے یہ تینے کہ نظر جبین اوٹھا
کیف ہوئے وادی وحشت کوست ہوں
سوتے تھے وہ لپٹ کر کبھی سبے رات بھر
بوئے وہ چاندنی مین ہوئے جب عرق عرق
ساحل کی میر کو اگر آئے وہ بحر حسن
نقشہ ہے اپنی روئے کتابی کا بھیج دو
دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسی فوج اشک
اندازے سے جو پانی ہو باہر مری گناہ
کیا قمر ہے کہ روز قیامت ہو اتمام
واعظ تری سمجھ کے بھی قربان بائیے
گلشن مین بلبلین مین ہماری طرح کوست

جالے سے چمن رہی ہے کرن آفتاب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سو بھی ثواب کی
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کے جواب کی
آہو کی شاخ مجھ کو قلم ہے شراب کی
اب کیا کریں ذکر کہ باتیں مین خواب کی
گرمی ہو ماہتاب مین بھی آفتاب کی
دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی
ہو ہو کو نقل واصل برابر کتاب کی
چادر ہلا رہی ہے جو ہر موج آب کی
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی
قرآن مین تو طور صفت ہو شراب کی
ساقی گلابیان مین کہ قلین گلاب کی

شہرت اگر نہ ہو کی ہو اس نام سے امیر دنیا میں آبرو نہ رہی آفتاب کی	
ماں گاہ جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی کیا قہر ہے کہ پھوڑ کے بھی شراب کی موسیٰ کو یہ پڑھی ہے کہ برقِ جال بھی مے پیچے تو طارم انگور کے تلے انسان کا دل تلاطمِ الفت صد آفرین کس شہسوار حسن کا ہوا سکو انتظار آواز صورتیں کہیں کیوں اوٹھ کھڑا ہوا نقاش کیا تمام رقع نے رو دیا دنیا ہی میں سزا مجھے غفلت کی ہو گئی اللہ رے جوش شرم سما صی کا بعد رگ تا سب پہ شانِ عفو نمایاں ہو روزِ حشر ساقی کا دل ضرور مکر ہے کچھ نہ کچھ غم میں بشر ہو کیوں نہ بشر کا شریکِ حال احسان سر پہ ناخن شمشیر یا ر کا دیکھو تو اتحادِ ذرا حسن و عشق کا	متھاؤ دہن تو بات بھی کیا لا جواب کی بیجا بہشت میں مری مٹی خراب کی اک تہ او تر گئی تھی تھارے نقاب کی تارونکی چھاؤں میں ہو بہار آفتاب کی دیکھو بساٹا کیا ہو غیب ناک حجاب کی اب تک کھلی ہوئی ہین جو آنکھیں رکاب کی کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی تصویر دیکھ کر مری چشم پر آب کی تعبیر خواب ہی میں ملی جگو خواب کی چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی چن لی ہے او سنے فرد ہمارے حساب کی تلچٹ ہوتی ہو ہو کو عنایت شراب کی ترپے جو موج آنکھ بھر آئی حجاب کی کیا دل سے کھول دی ہو گرہ پیچ و تاب کی بلبل کے آنسوؤں میں ہو خوشبو گلاب کی
ان غافلون سے غفلتِ دل کیا کہیں امیر مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی	
وہ چاٹ دون کرے نہ مذت شراب کی پر وہ چمک ہے اوسکے رخِ بے حجاب کی	واعظ کے تہ پہ ترنگا دون کیاب کی حاجت ہو کیا خواب پر ادسکو نقاب کی

مرآة الغیب

پردہ چمک ہو اُس کے رخ بہ حجاب کی
ساقی میں زندہ دیکھ کے دوزخ کو روزِ حشر
کیا بے حساب حشر میں چھوٹیں گناہ نگار
گریاں وہ ہوں کہ جب مری تربت پہ آگیا
قالب میں روح بندہ شوقِ نیکی عمت
حرمِ عرق میں ثوب کے آبِ داں بنی
خواہش بجائے نشہ سے سوزِ دل کی ہے
چراں ہیں جا کے اہلِ عدم سے کھینکے کیا
مقتل ترا تمام زمانے سے ہو جدا
کتنا دنی ہو چرخ جو جہاں ہوئے مستح
دکھلا رہا ہو دخترِ زردنگِ برقِ طور
دی جان کسے دادی غریب میں تشہِ لب
فرقت میں ہو یقین کہ شبِ زندگی ہو صبح
اُس بت پہ عاقبتِ دل ناصح بھی آگیا

فرقت میں دل جلاتی ہے بوئے کبابِ امیر

رہ رہ کے موجیں آتی ہیں مجھ کو شراب کی

حالت لکھی ہو رو کے اسے اضطراب کی
آئے مزار پر ہوئی خفتِ عذاب کی
نیرنگیاں ہیں طرفہ رخ بے نقاب کی
تم شہسوارِ حسن ہو لگ جائے غمیِ نظر
زما د جانتے ہیں جیسے آفتابِ حشر
سطر میں کہ تیجِ قباب میں موجیں ہیں آب کی
دلت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
سرخِ شفق کی ہو توجہ آفتاب کی
گھوڑے سے اترو آٹھ بچا کر رکاب کی
تصویر ہو وہ دخترِ روز کے شباب کی

مرآۃ الیوب

وہ بہ نصیب ہوئی کبھی جاؤں جو میں دھر
آؤ جاتے میکہ سے ہر اک بھڑک کی
لخت دل پر شمع ملنے میں چھپ گئے تھے
میرہ آہ سنج سے گویا کتاب کی
ساتھی وہ ہم کو موسم گاہیں شراب سے
خوشبو جو تھیں مشک آئی رنگ شراب کی
دنی جہاں گئے وادی غربت میں تشریف
ہو موع موع چاک گریہاں سراب کی
وہ بے نشان ہر ہم کہ تشریف کو نہ جھڑ
ڈھونڈے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی
وقت شہادت جانناں کو دیکھنا
سویچ آگئی ہو لگ گئی تھو کہ حساب کی
عاشق پستہ کیوں نہ کریں نہ ہر شمع پار
میکش کو خوشگوار ہو تھی شراب کی
ظلمتی سے جو کہ یاد کشی کا پہ ڈاکتہ
ماتنی تھی شیردایہ میں لات شراب کی
رکھ کر یہ دست خانی نہ رہیں میں
اس سو کو احتیاج نہیں کچھ خضاب کی
اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق میں
میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مدت بے خبر رہے نہ بھیجے گا واعظ
کچھ امیر سے نہ عذاب ثواب کی

ہم غش میں اُسکار دزدان دیوار بند ہو
کیا آنکھیں کھولے رہ دیدار بند ہو
خلقت کو جو یہ اُسکے نظام کا اشتیاق
کھر کی ابھی کھلی نہیں بازار بند ہو
رستم کا صفہ جو یہ کہ دم جگ صفہ چڑھے
لاکھوں پہ بھی نہیں تری تلوار بند ہو
توبہ کا در تودا ہو وہیں جا رہے ہم
کچھ غم نہیں اگر در خسار بند ہو
خوش چشم جتنے ہیں وہ تجھے دیکھ کر میں غش
گلشن میں پیشم ز گس بیمار بند ہو
یوسف کو پوچھتا نہیں کوئی ترے حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہو
بلبل کو وصل محل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہو باغباں در گلزار بند ہو
چپ لگ گئی جو تیرے لب لعل کے صفو
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے
یارب جہاں میں عید ہو جائے مرصیام
مدت سے مے فروش کا دربار بند ہو

<p>بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے عیسی کا ناطقہ دم گفتار بند ہے</p>	<p>ارشاد جو ہوا تما زبان سے دم نخست اور دن کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور</p>
	<p>انمار خطا ہو اوس رخ گل رنگ پر آمیز یا گل کے گرد باغ میں یہ خار بند ہے</p>
<p>تقدیر کیا فلک کی بجا سے بگڑ گئی طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی پانی سے آگ خاک ہو اسے بگڑ گئی بگڑی جو خوسے یار بلا سے بگڑ گئی اچھون کی بھی برون کی دعا سے بگڑ گئی اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی گلچیں سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی ہندو سے بنگلی جو ہما سے بگڑ گئی</p>	<p>بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی سونگمی جو بولے زلف بڑھا اپنا درد دل پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال جا کر مسیح اور مریضوں کو دین شفا کیسا فتور چار عتاصر میں پڑ گیا اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے کچھ دل کا حال کرو کہ ورت میں خوب تھا ہم کو چین سے کیا کہ ہوا خواہ دام میں حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر</p>
	<p>ہم مست بوئے لب ساقی ہین ادا آمیز بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی</p>
<p>دو بھر قتل میان سے تلوار لے چکے زمین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چکے ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چکے بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چکے ٹھوکر ہزار جادو مرقا لے چکے</p>	<p>دم بھر بھی دم اب آنکے گنگار لے چکے جس طرح ہو گا ناز بتوں کے اوٹھائیں گے دھمکار ہی ہے گرمی بازار حشر کیا ہم بڑھ چنے وصل میں بولے وہ ناتواں لاں کبک اک اڑائیں گے اونکی صل</p>

<p>انگڑاکیان خمارین میخوارے چکے آگے بڑھو کہ دم پس دیوارے چکے رخ کی بلائیں گیسوے خمدارے چکے ہم چپ بہن آپ دون کی سوبارے چکے قیمت یہ ہے تو مول خریدارے چکے جلاد جان سا در شوارے چکے کروٹ کین زمانہ خدارے چکے سودا یہ جان دے کے خریدارے چکے ہم تعز یہ بھی نیکے عزا دارے چکے</p>	<p>دکھیں کہ اب تغافل ساقی و کماے کیا ٹھہرے جو کوے یار میں زبانِ ذیون کہا وہ حسن اب کمان کہ ہوا آشکار خط بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو ملتی نہیں ہے نقد و دوا عالم پہ نہیں وصل پرواے جسم کیا صدف بے گھر ہے آب اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب کیا ہاتھ آسے اہل ہوس کو وہ مشک زلف آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے</p>
---	---

کب تک لکے امیر پریشانیوں میں عمر
بل کی کہیں وہ طرہ طرارے چکے

<p>آئکہ بھی شکل دہن ہم سے چار کمی ہے یہ بھی کیا گات ہو قاتل جو چپا رکھی ہے ملی شے ہے کہ قیامت پہ ادھار کمی ہے خاک کیا نجد میں مجنون نے اوڑا رکھی ہے اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے یہ ادا کسکے لیے تو نے ادھار کمی ہے کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے اچھی جو چیز تھی وہ آپ اوڑا رکھی ہے اب یہ کس دن کے لیے تو ادھار کمی ہے میں یہ سجا کوئی قاتل نہ دواد رکھی ہے</p>	<p>ایک پوشیدہ کریار نے کیا رکھی ہے کینچ شمشیر ادا میان میں کیا رکھی ہے ہجوڑ بیٹھ کے مسجد میں نہ کراے واعظ اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا بزمِ دین جو گئے ہم تو کما ساقی نے نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا نہ دکھاتے ہیں کر کو نہ دہن کو یہ بت حشر کے دن نہ شکایت میں کمی کراہیل نکال نشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس سنس کر</p>
---	---

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے جا کے لے آئے اسے پہرہ میں جھگڑوں نہ لڑوں نزع میں آؤ تو اسکو بھی تصدق کر دین	یہ وہی بات ہے جو تھے تبار کمی ہے مختصر بات ہر ناصح نے بڑھا رکھی ہے جان اک سدر مق سنبھنے پکار کمی ہے
--	---

یار مختار ہے جو پاس کرے سنبھنے امیر
گردن عجز تہ تیغ رخصت رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اس کے جمال و جلال سے ڈالی سپر نجوم نے اس رخ کی خال سے واقف ہوں اہل زیب جو اپنے آل سے یوسف نہ کس حسین کا ملا باغ حسن میں یہ رنگ بلند عید بدلتا ہے وہ نگار یہ کیفیت حسن ہے کہ تصور سے ہوش آئین سجھا میں چین گوشہ ابرو سے ہو کے صید بندوں کو چشم شوق تون کو دیا جمال کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہیں مہر دہا سنبھل نظر پڑا نہ کوئی محل نظر پڑا صیاد میں تو طایر رفت پسند ہوں انجام کو نہ سچ جو دنیا کی ہو طمع علکین جو میں ہوا تو ہوا انکاصات دل دکلا کے آنکھ دل نہیں مجھ سے پالیا چاہو دقن میں نل ہو میں غافل ہر احویت دونوں بہان میں ہو قیامت کا سامنا	چیتے سے چین لی کر آئین غزال سے ابر و نے بڑھ کے نیچے چینا ہلال سے سرمہ بھی پھر نگائیں تو گرد لال سے ایک ایک پھول توڑ لیا ہر تنال سے آئینہ شہر میں ہے ہجوم مثال سے ہوتا ہر مست کب کوئی دیکھے خیال سے مارا خاک نے قیر کاں ہلال سے واقف ہے کون مصلحت نہ الجلال سے محل تکیے بن کے چو گئے کیا تیر و گال سے خوشبو میں ہر پور کے زلف کو رنگت میں گال سے انکادے قفس کو تو شلخ ہلال سے ہاتھ آئے مل جو گرا دین مال سے چمکایا آئینہ مرے گرد لال سے تھے شکار شیر پہ کیا غزال سے میتو بہ کو خیر نہیں یوسف کے حال سے اللہ کے ہلال تون کے جمال سے
---	--

مردے پہ میرے آکے نکالا غبارِ دل تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے مین کیا ہوں کٹ رہی ہر قصا مارِ شرم کے عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے	منی وہ دے گئے مجھے گردِ مال سے کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے چلتی ہے تیغِ یارِ نئی پال و حال سے ایسے عرقِ عرق وہ بھوکے انفعال سے
---	---

جو چاہیے سوما لکھئے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہیں باقی سوال سے

وہ تیج آبِ گون ہے فنان پر لگی ہوئی فرست حسابِ حشر سے ہو جلد پر لکھتین آفتادہ کوئی مجھ سا کمانِ راہِ عشقِ مین کمرے مین دوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز جلتا ہر سینہ ببتے ہین آنکھوں سے اپنے اشک باتا نہیں ہر دل سے رخِ آتشین کا دھیان اللہ سے دیدِ چہرہ قاتل کا اشتیاق پوچھو مال سوزش پر وادہ شمع سے غم سے بقاءے دل ہر تو دل سے بقاءے غم کیونکر ہو حسنِ چہرہ میاں آئینہ ٹوٹا خیمِ سپر گرا جامِ آفتاب ہر راستی مزاج مین کتا ہر صاف صاف آئینے مین جو اسکے رخ و چشم کا ہر عکس اک دن تو مجھے کمرے آنسو کو زیب گوش وہ سیرام کرتے ہین ہر اوغیر کے	دل کی بھگی آج مقرر لگی ہوئی فرد حساب ہے سرِ دفتر لگی ہوئی قد مون سے میرے رہتی ہر ٹوک لگی ہوئی چلن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی یا سر ہو آبِ آگ ہے اندر لگی ہوئی لو آگ سی ہے شلِ سندر لگی ہوئی ہر ہنگوٹ لکھی تو بھس لگی ہوئی آفتاب وان ہین خاک ہر ہنر لگی ہوئی دو تون طرف سے شرط برابر لگی ہوئی ٹٹی ہو شلِ سد سکندر لگی ہوئی یان ہر امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی رکتا نہیں وہ رشکِ صنوبر لگی ہوئی زرگس ہو یا سیمین کے براہ لگی ہوئی تو ہو اسے بھی موجود گوہر لگی ہوئی جان آنکھ بخت سے ہستی ہو شبِ بھر لگی ہوئی
--	--

عالم کی کیا شراب کا میناے صاف میں قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے	تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی ہر دم یہ آس ہے تہہ خنجر لگی ہوئی
---	---

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اسے امیر
ہر سعی میں ہی شرطِ مقدر لگی ہوئی

<p>ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی دیکھیں کب آئے گھر میں ہمارے وہ ماہر و تو جب کا نام بھی نہیں لیتا کبھی اسے خط لیکے میرا کو چہ قاتل کو جب چلا شاید ہی صبح کو اسے منظور قتل عام کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہلکا یاد کیونکر نہ حالِ غیب ہو مستون پر آئینہ ہجاء نہ گو کہ یار سے ہیں پر جدا ہیں ہم دورِ فلک سے اونکو نہیں بوریا نصیب دورِ سخن سے معنی رنگین کو کیا خطر کو عین میں بچکا نہ اب کوئی قتل سے مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند بارش میں ساتھ غیر کے پیٹے ہیں شراب عاشق کہ آج کل سے نہیں میں تو نکلے ہم غیروں پر آبِ خنجر قاتل سبیل ہے اگر ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف ساقی کمال پیاس سے جلتا ہے بیانِ جگر</p>	<p>دل کی بجائے نہ سمندر لگی ہوئی آنکھیں ہیں شام سے طوطی وہ لگی ہوئی رٹ تیری نام کی ہی برابر لگی ہوئی پیچھے چلی قضا سے کیونکر لگی ہوئی اک بھیڑی جو شام سے دور لگی ہوئی پچکی ہی نزع میں جو برابر لگی ہوئی ہو دور بین دید ڈسا غولگی ہوئی ہی بیچ میں قنات سراسر لگی ہوئی جنگلے لیے حتیٰ مسند پر زور لگی ہوئی شدی لگا لگا کوئی کیونکر لگی ہوئی اگر سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی کیا ہے قلم میں شانِ صنوبر لگی ہوئی اشکو لگی یاں جھڑی ہی برابر لگی ہوئی اک عرصے یہ چوٹ ہر دل پر لگی ہوئی ہی ہلکا پیاس واسے مقدر لگی ہوئی دل کو تو بھلون سے کبھی پر لگی ہوئی لا چلے بریت میں نے احرار لگی ہوئی</p>
---	---

	<p>جائیگا سو زلف دل اک دن ضرور امیر خلعت کی دھن پر مثل سکندر لگی ہوئی</p>	
<p>خوشخامی پہ جواو سبت کی طبیعت آئی اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی ایو اجل باندہ کمر وقت ترا اپو پچھا ہم ترے کشتہ رفتار ہین کیا ہکو خبر دل پر سوز کا نوہ جو مین پرٹھنے بیٹھا تیج قاتل سے تھی امید بڑی دوا نصیب باتھینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا سچی تو کچھ دل مین کٹک رد کی پہلے سے مگر آفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج میسان سے کبھی خالی نہ رہا مگر میرا نڈے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانہ شمع</p>	<p>چال اوڑاٹے کودے پانوں قیامت آئی شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی دن و حلا و کچھ وہ شام شب فرقت آئی کب پھونکا صور کب یار قیامت آئی داود سینے کے لیے بزم مین رقت آئی وہ بھی منہ موڑ گئی جب مری نوبت آئی بوئے جھنجھلا کے ہو شاید تری شامت آئی ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی سبکھے ہم ہاتھ کلید درجنت آئی یاس رخت جو ہوئی دل سے تہجرت آئی خود مدد دولت مرے گمراے کہ دولت آئی جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی</p>	<p>خوشخامی پہ جواو سبت کی طبیعت آئی اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی ایو اجل باندہ کمر وقت ترا اپو پچھا ہم ترے کشتہ رفتار ہین کیا ہکو خبر دل پر سوز کا نوہ جو مین پرٹھنے بیٹھا تیج قاتل سے تھی امید بڑی دوا نصیب باتھینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا سچی تو کچھ دل مین کٹک رد کی پہلے سے مگر آفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج میسان سے کبھی خالی نہ رہا مگر میرا نڈے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانہ شمع</p>
	<p>ہوں وہ دایوس کہ دنیا سو جواو ٹھانیں امیر گورنگ پیٹی روتی بچے حسرت آئی</p>	
<p>نگہ ناز کام کرتی ہے آگے مغل مین دشت شب بھر بٹھ سے پینل مین بیروین غم و در جاننا ہوں وہ بید نہیں مگر</p>	<p>دم مین عزتی تمام کرتی ہے نیند سب کی حرام کرتی ہے فوج پیسے مقام کرتی ہے خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے</p>	<p>نگہ ناز کام کرتی ہے آگے مغل مین دشت شب بھر بٹھ سے پینل مین بیروین غم و در جاننا ہوں وہ بید نہیں مگر</p>

صبح عارض کو شام کرتی ہے دخترِ رزِ سلام کرتی ہے خلقِ جوارِ دحام کرتی ہے کا لکا رام رام کرتی ہے سیردارِ اسلام کرتی ہے خود قضا اہتمام کرتی ہے چاندنی سیرِ یام کرتی ہے	بد ہلا ہے تری سیاہی خط شیخ صاحب اوٹھا کر دیکھو آنکھ کیا وہ آئینے میری میت پر ڈر کے میری شبِ جدائی سے اوسکے کوچہ میں رُوحِ خوابینِ روز چلتی ہو جس جگہ کہ تیغِ اوسکی شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
--	--

الف ت اوسکی مٹا مٹا کے پیچھے
ایڑا میرا پنا نام کرتی ہو

ہزار آئی عجیب حالتِ جوانِ چروں مرے دل کی
سفر میں مجھ سے کتنی ہر کششِ شرم مرے دل کی
جہاں ہے اودھ لگی تو اودھ لگی ہم کچھ نہیں پروا
بنے بانگے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
بھلا دیکھو تو وہ کیونکر نہیں آتی ہر گھر سے
گریبانِ پارِ مگر سیرِ جن کو مثل گل چلے
غورِ حسنِ تم کو جو کمالِ عشقِ بھلو ہے
تھار و حسن ہے آیا تھا نادان اودھ لکھنے
خدا کی واسطے لاکھتی ہے جلد اوسا قی
کسی کو دھرمین بچا نہا ہر کون ماہِ غربت
چھپایا ہے منہ مگر ہماری خون کی مندی
نوتا دیو انگاں راہِ آفتِ خوب سوچے ہو

جگر میں چنگیاں لیتی ہیں متقا رینِ عنادل کی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہِ منزل کی
غضب ہے کہ گردن اودھ نہیں سکتی ہر قاتل کی
لگا دھرت آلودہ نہیں دیکھی ہے بسل کی
اگر ہو عشقِ کامل کینچ لائیگی کششِ دل کی
جنون انگیز پھرتی ہیں آوازیںِ عنادل کی
کو تم میرے دل کی پامیں کہوں آکر دل کی
سپیدی چاگئی صورت تو دیکھو ماہِ کامل کی
ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہی سرِ دسائل کی
شناسائی ہو کہ ان راستے والوں میں منزل کی
عرد سناہ دیا کرنے لگی شمشیرِ قاتل کی
ہیان کی یہی مصیبت میں پڑی ہو جانِ عاقل کی

یہ تیرے زلف کا عقدہ نہیں ہے جو بوشافی سے نائل ہے جو دیکھا برگما سے غنچہ گل کو کلیجہ آمنہ کو آجاتا ہر دل پہرون ترپتا ہے جہان بدلا مزاج اُس ترک کا چرخے لگی تیوری	اگر یہ نادان بہت مشکل سے کھلتی ہوگر دل کی نظر میں پھر گھٹن سبب جنتین یا ران یکدل کی مرو درد جگر میں بھی چپک ہو تیخ قاتل کی ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی
--	---

نہ سمجھو کھیل امیرِ اُفت کی بازی جان لیتی ہے
کسے رکھتے ہیں ہم اپنی نہیں ہول لگی دل کی

بے بھر فنا میں جلد یارب لاش لعل کی تصورِ خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی بسی گورِ غریبان جس کسی کا گھر ہوا دیران جہان رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا جنابِ عشق سے فریاد ہو برباد ہوتا ہوں تری پلکوں کی فزین دیکھ کر ٹھہر اہلِ عاشق دہان یار کے آگے سکوتِ غنچہ زیبا ہے نہالِ عشق کو درو کے ہم سر سبز کرتے ہیں فلاطونِ خم میں بیٹھا ہر شراب مرگ پیچھے کو وہ لاغر ہوں جوانی میں نہیں کھینچیں ہر گز ہم حسینانِ جہان تھے ہر لہنِ مہمانِ عکس کی صورت نہی تو چار دانے حاصل کشتِ محبت ہیں کسی کا ساتھ کب دیتا ہو کوئی سیرِ اری میں جو نظر نہیں سما یا ہو گیا عشاق کا مہمان مری کشتی ہر گز نہ چھو اس بھرِ جواہرِ مین	کہ بھوکے مچلیاں ہیں جو ہر شمشیرِ قاتل کی لگا و قیس میں یلی سے آرائش ہر شخص کی مسافر پکے سوئے باگ و ٹٹی تقدیر منزل کی ترپنے کا مزا کھوتی ہو جلد ہی میری قاتل کی آٹا جاتا ہوں میں بکس تو باقی شاہِ عادل کی سیاہانِ صفوں کا ہر سیاہی شامِ منزل کی خوشی چاہیے نادان کو محبت میں قاتل کی نہیں آکھیں یہ دونوں ہیں اپنی گلشنِ دل کی نہیں حکمت سے خالی مات کوئی مردِ قاتل کی شبِ تبریک میں ٹھنڈی میں شمعیں غارتِ دل کی بنا ہو حشتِ آئینہ سے شاید غارتِ دل کی نہیں ایک مسلسل باہیان ہیں خودِ دل کی تڑپتا رہ گیا شعلہ شہر نے قطعِ منزل کی جنہیں کہتے ہیں آکھیں کھلیاں ہر غارتِ دل کی کناروں تک اگر پہنچے تو ٹوکھا و ساحل کی
---	---

ازل سے	کار بفرزد و نکا ناکامی
کشت دریا کی قسمت میں لکھی ہو معج ساحل کی	امیر ایگارد و زحید قربان گاہ میں قاتل سپیدی چاہئے دیوار و در پر چشم بسمل کی
<p>لو کیسا کہ صورت تک نہیں دیکھی جو بسمل کی ثنا سکتی نہیں ترکان تر کلفت مرعہ دل کی تڑپ جاتا ہر دل اہل کرم کا ہوش میں آکر غبار و ہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو کھٹ سایل نہیں ہو کشتی دریا و بے آبی خیال نیستی یہ ہر قدم تھا داشت ہستی میں وہ عاشق ہیں کیا جب قصہ بونیکا اندر شہر میں سنیئے عمر کے کیونکر مٹو میں ایسے طوفان میں وہ پیاسا ہوں تلاش آب میں جہنم میں جانکوں وہ مشتاق شہادت ہوں بجا و چور زخم بھی کھاؤں ظالم تھے یہ وقت و فن ہی ہر رنگ کی مٹی تعجب کیا جو کو سون و دشمن رو پر نش بھائے بجا ہو گر تیرا گیا اعضا میں پیری سے جو ہم سار محمد ہوتا کیوں پڑتین یہ تبسمیں</p>	<p>انہی خیر الہی سے فق ہر رنگ میرے قاتل کی نہ جھاڑی گرد دست بوج نے دامان ساحل کی چلتی ہو جو بجلی شعلہ آواز بسمل کی پڑی کب ویدہ ماہی میں آکر گرد ساحل کی ماوی دریا کی موجیں ہیں بکیر میں جست ساحل کی مٹا جو نقش پا مجھ کو بتا دے راہ منزل کی چکروں سے سنتی تھے کمانی ماہ کامل کی جھڑی ہے رات دن باران ماہر تیغ قاتل کی کرے ریگ دان دریا کو آکر گرد ساحل کی نہ چھوڑے چاندنی مجھ کو ہر خسار قاتل کی کہ میری قبر جھولی ٹنگی درویش سائل کی کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی سحر ہوتے ہی کیفیت بلاتی ہے مصل کی اودھائیں اپنی ہاتھوں شیخ ذکریاں سلاسل کی</p>
ازل سے جو جاوے زہرہ ثمال ہر امیر الفت	خمیر دل میں کیا مٹی ملی تھی چاہ باہل کی
خوب او سننے دو اسے بلیا رکھنا ملی قاتل نے ہرمان حسرت ویدہ رکھنا ملی	شکوہ جو کیا در دکا تلوار نکالی جب کچہ نہ رہا محمد میں تو کھولیں مری انگلیں

<p>رسوائی ہوئی تیری ہی امی ترک بہین کیا کب پہنچے کہا تم سے کہ آئیں نہ دیکھو صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے بہم نہ کہی صحبت زائد میں جو پونچے کہتے ہیں اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون سو گھسی ملک الموت نے بوئے گلِ حدت قاتل نے کی کی نہ ذرا قتل میں میرے میں نزع میں عیسیٰ کو مری شکوہِ تعظیم</p>	<p>کیون لاش بہاری سہ بازار نکالی غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بازار نکالی یہ پہنچے قفس سے رہ گلزار نکالی ہر بات میں اک تہذیب گفتار نکالی آفت پہنچے نہ منہ سے کہیں نہ ہزار نکالی منصور کی جب روح سزاوار نکالی خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی کس وقت میں کس بات کی تکرار نکالی</p>
---	---

چھٹی ہی جو نشتر کی طرح دل میں امیر آہ
 نزع نے وہی چھڑ کی گفتار نکالی

<p>کیون وہ صیاد کسی صید پر توسن ڈالے بل جو تیوری پر نزاکت سے وہ پرفن ڈالے کیا کرین طالب ویدار حیا کا شکوہ سارا پردہ ہوئی کا جو پردہ اودھ جائے قابل دید ہر وہ عارض و چشم و نظر کان جب نکلتے ہیں وہ تلوار سنبھالے کمر سے آبر و خاک ہوئے پریمی نہ کی عاشق کی رنگ و لعل ہی ریسے ملتا ہو کمان لوثی برق سر طور پھر سے چار چار آڑ پڑ قفس میں پرواز کو پر پیدا ہو کشتے انداز کے کس طرح سے مال ہون</p>	<p>خود بخود صید چلے آتے ہیں گردن ڈالے فرج سے پہلے لو ہر گ گردن ڈالے پردے آنکھوں پر جب تک نہ روشن ڈالے گردن پہنچے میں نہ نام نہ ہر ہر ڈالے حورین بھی ہوئی ہیں غم میں ہر ڈالے ملک الموت چلے آتے ہیں گردن ڈالے چار آنسو بھی نہ تم نے سیرِ مدفن ڈالے منہ گریبان میں تو اپنے گل سوسن ڈالے تو اگر آنکھ سوے وادی امین ڈالے اپنے کا ندھے پر اولیٰ کر جو وہ امن ڈالے قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے</p>
---	---

کسو دورے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے	کسین زخم نگہ نازر فو ہوتے ہیں
	خون ناحق کسین چھپتا ہے چھپائے سے امیر کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہیں امن ڈالے
<p>تجی پر آنکھ بس اور شک ماہ پڑتی ہے گرد اپہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے اب ادسکے چہرے پر اپنی نگاہ پڑتی ہے کہ کشمکش میں وہ زلف سیاہ پڑتی ہے بدن پہ آڑکے اگر گرد راہ پڑتی ہے پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے بلا میں جان بیان بگیاہ پڑتی ہے تفس میں نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے کنارے نہر کے جیسی سپاہ پڑتی ہے کڑی تو تم پہ بھی ای ہر ماہ پڑتی ہے نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے ہزار پائوں پہ زلف سیاہ پڑتی ہے کہ عقل شبے میں بے اشتباہ پڑتی ہے</p>	<p>نہ چور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امیر نہیں بلائے جان دو عالم ہر جسکی برق خیال بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر وہ ناتوان ہوں کہ ہوتا ہوں زندہ گور میں من ستائے خاطر مظلوم کو ڈراے ظالم عجیب چال ہے کچھ کو چھ جہت کی چمن کی سیر کو جاتی ہے روح ایویاد جنون میں دشت سو بھی بھاگتا ہوں میں گھسوں پڑی ہیں کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد گن میں خطا کے وہ رخ دیکھ کر ہنوش شد وہ چپ کے گھر سے نکلتے ہیں یوں کہ میں پر پھاتے ہیں وہ غریبوں کو ہیگنہ زنجیر عجب طرح کے بنائے ہیں وہ دہان و کمر</p>
	<p>دیا ہے یار نے فرمان صل عام امیر ہیں بھی اب تو امید راہ پڑتی ہے</p>
<p>زخم وہ دل میں ہر کاری کہ کلیجہ شوق ہے اسکو کیوں مشق جفا اسکا جگر کیوں شوق ہے</p>	<p>درد پہلو کی یہ شدت ہو کہ رنگت فق ہے عشق سے عاشق و معشوق اگر مشق ہے</p>

سنگدل تیری جو فریاد کریں دیر میں ہم
شرم عصیان سے ببا اشک کہ ہو بیڑا پار
برشتہ آسودہ ہوں لاغر غم عریانی میں
ہو کر گنجینہ سے ہوتا نہیں کوئی منعم
ہوں میں دل سوختہ دنیا میں جدا دنیا سے
کیون نہ کانپے تری مرگاہ کی چھری دل زار
لب جان بخش سے کلی مرے قد پہ کر د
زاہد و ساقی کو تر تھکین کیوں دینا شراب
خون معنوی آدم سے ذرا ہی ایسا
عشق میں پار ہو کس طرح کیڑا دیکھیں

بول اکھیں تب بھی گواہی میں کہ حق پر حق ہے
چشم قلم عصیان کے لیے زورق ہے
طلقہ دیدہ سوزن بھی مجھے خندق ہے
ذوق جب تک ہوا کی شیخ عبث ہو حق ہے
شمع سے جامہ فانوس کمان ملحق ہے
خون سے بوہر شمشیر کا سینہ شوق ہے
حوض کوثر کا تو پانی شدہ اکا حق ہے
دختر ز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے
دیکھیے آج تلک سینہ گندم شوق ہے
ہم شاد ورنہ یہ قلم بے زورق ہے

دور مضمون دم تحریر نکلتے ہیں آمیر
صدق آسارے غامے کا کلیا شوق ہے

بیان تک جگو بنگام خوشی سے آرزو غم کی
میں وہ غم دوست ہوں تجویز کی غم کی دوا کی
سناہی کو چہ محبوب میں ہونا نہ غم کی
قطارِ مور جس جا دیکھتا ہوں یہ بھٹتا ہوں
تراغزہ ہر وہ طرا جب گلشن میں آیا ہے
خیالِ رختِ زمیں آگیا ہر جگہ غمِ ساقی
شاید مقدارِ مردمِ اہلسِ خلعت ہے
آئی ہر یہ لشکر کس سلیمان پری دش کا
ہمارے نالہ دل سے ہو کر ہم نالہ ہر لیل

آٹھار لکھتا ہوں روزِ عید پر مجلسِ غم کی
جو آیا مجھ پر حالیِ حمالِ سینے نخلِ ماتم کی
عصے ہر اہو وہ جڑ کاٹی میں نخلِ ماتم کی
سلیمان آٹھ گئے شاید یہ صفتِ ہوانو کو ماتم کی
گلو نکی جیب کتری ہو گرہ کاٹی ہر شبنم کی
کھیلین آکھیں اگر پانون ہوا دامنِ مریم کی
کہ ڈر کر آدمیت چپے ہی تربت میں آدم کی
بلانین لیتی ہیں پرمان ہوا پر زلفِ پرچم کی
نہیں کس گلستانین شاخ اپنے نخلِ ماتم کی

<p>یقین ہو روزِ عشرتک رہو اولاد میں تھکلا فراق و وصل کی شب ایک ہو پر فرق ہو اتنا تہ لاسے کوئی ہم تک حسی گیسو بے پجان کو خدا جانے بھرے ہیں دل نے گوش کیا ککر دُری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے یہ شہرہ دشتِ مخنون کا مشتِ استخوانِ مخنون ہنیں سہ شرم کی جا اب تو ہو کو دیکھنے آؤ تماشا جانتا ہوں گردشِ گردون گردان کو لانا غارہ تو پایا آرسی نے رنگ آرائش جلانا بار تا ہے کام ان خورشیدِ رویوں کا فراقِ باد میں ہیں اقلدرِ مخزونین اس کا قصد</p>	<p>ہماری غیر کی ہو دشمنی ابلیس و آدم کی ہمارا ہیں ہو جنت کی ہوا اس میں جہنم کی مچائینگے یہ غلِ عشرت میں زنجیریں جہنم کی ہو امین آگئی ایسی ہنیں سنتے ہیں مرہم کی دعاے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی مثل سچ ہو کہ رستم سے سوا ہو ڈھاک رستم کی کہ پٹی باندہ لی اغونکی آنکھوں پر بھی مرہم کی گلِ رعنا میری آنکھوں میں نیرنگی ہو عالم کی پتلی افشان تو آئینے کی مستی ہو بھی حکمی کہ جی اوتھتے ہیں ذرے موت آجاتی ہو جہنم کی لکھوں جو سطر نلے میں دھتِ بجا و ماتم کی</p>
---	---

امیر اوس سرورِ عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہو سیرتِ ملک کی شکلِ آدم کی

<p>سناں اسکو ہیشہ کرتی ہو بالیدگی غم کی نوجوہیں بجلی تجھ سے محبوبِ دو عالم کی آدھر ہوں عیش کی باتیں کہانی ہو ادھر غم کی ہو او عشقِ سرن میں رنج و داس کا طوفان چمن کی لہجائی ہے کس شہیدِ ناز کی مجلس غضب گرمی قیامت کی طہنِ عشق میں بایب بلا اوس جہر کا دل کیا جاری ہو زنجیر کی نظارہ دو جہان کا چھوڑ جا دل کا تماشا کر</p>	<p>انہی دل ہو یا کوئی کلی ہے نخلِ ماتم کی وہ جنتِ جل کے یارِ خاک ہو جاے جہنم کی کو تم اپنے عالم کی کہیں ہم اپنے عالم کی بھلا بنیاد کیا ہو ایک مشتِ خاکِ آدم کی کہ غنچوں کے چٹکنے میں صدا ہو نخلِ ماتم کی پھیکا جاتا ہو تنِ آنچینِ نکلتی ہیں جہنم کی گہن جنت کو کچھ چکار بیان آ کر جہنم کی بیشیمین میں رقی پر پھینچدین ہیں و نونِ عالم کی</p>
--	--

اڑائے رنگ غنیمت سیکھے گل کی روش ایدل
ازل میں صل کس مشوق عاشق کا نظر آیا
زمانے بھر کی ایذاؤں پر تھپی مر کے مٹی ہے
پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
رہر سینہ سپر کیا کیا شمع مہر تابان سے
یہ لچے گنگری کے آڑ ہے ہین بیکیان کیسی
ہوئی کس کس کو خجلت ایک سیر قتل ہوئی ہی
تھماری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے
دکھایا گرم و سرد و ہر دماغ و آشک نے غلو
یہ شوق یکیشی ہے سائے انگور کے سینچے
سوانور شیر دیو نکے کسی پر میں نائل ہوں

کہ تیرے کچھ نہ کہ کا نون سے سنکر ساری عالم کی
کہ آنکھیں آجک کھلتی تھیں بادام تو ام کہ
لحد کہتے ہین جسکو ہر وہ سرحد کشور غم کی
نہیں وہ ابن آدم خونین ہر جبین آدم کی
کچنیں سو بر جیان لیکن نہ جھکی آنکھ شبنم کی
نہیں یہ حلق بیل یا نسلی ہر مطرب غم کی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی
کہر صل کرد و قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہر ایذا دن کو شبنم کی
ہو اکھانے کو روح آتی ہر اب تک حضرت جم کی
آئی دل مجھے ذرے کا دنیا آنکھ شبنم کی

شکست شیشہ دل سے آمیز آیا ہو عش مجکو
چھڑاک کرے سنگھاوے کوئی مٹی سا غم جم کی

مجھ مست کو نے کی پوہبت ہے
موتی کی طرح جو ہو خدا داد
جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
ماند کلیم بر طہ نہ اسے دل
سے کیف ہو تو خم کے خم کم
کیا وصل کی شب میں شعلیں ہین
منظور ہر خون دل جو ایلاس
ای نشتر غم ہو لاکھ تن خشک

دیوانے کو ایک پوہبت ہے
تھوڑی سی بھی آبر و بہت ہے
جھکواے در دو بہت ہے
یہ دور کی گفتگو بہت ہے
اچھی ہو تو اک سو بہت ہے
قرص کم آرزو بہت ہے
اتنے لیے آرزو بہت ہے
تیرے دم کو ہو بہت ہے

آنکھوں میں غلش کو موبت ہے اپنا ہی مجھے سب موبت ہے	چھڑے وہ مڑہ تو کیوں وٹوں غنی کی طرح چین میں ساقی
کیا غم ہے امیر اگر نہیں مال اس وقت میں آبرو بہت ہے	
غم کیوں نہ جو نک بنگے ہمارا لو پیے جو غم کے خم چڑھائے سب کو پیے قاضی کرے جو رخ تو سے رد و پیے اب تو کی کرے تو ہمارا لو پیے شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے کیون گونٹ زہر کے نہ لب آجو پیے	ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے تسکین ہو ایک جام سے کیا او سکو ساقیا دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہیں قاتل نے مجھ پر کھینچ کے یہ تیغ سے کہا آئے جو میکہ کے میں کرے مست کیوں کی دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تور شک سے
منظور چرخ ہے کہ امیر سیاہ مست دل کا کباب کھائے جگر کا لو پیے	
خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے رقص میں تہ تیغ رہے و جد میں جلاؤ رہے کمد و ہر باغ کے دروازے یہ مضار رہے میں تہ کش نہ رہوں یہ ستم ایجاؤ رہے آئے آئے حضرت بہت آزاد رہے کیئے وہ حکم رہے کیسے یہ ارشاد رہے لوح باقی نہ قلم میں ترے ہزار رہے گمراہی مرے صیاد کا آباد رہے	ایرو کے یار نہ بولے کبھی دل شاد رہے زعفران ترازمین بھی گردل نا شاد رہے ہوں وہ مقتول ہو قتل کی ایسی ہونو ش پھر بار آئی چلے سو سے چین دیوانے ریشک ہی بعد فنا بلکو فلک سے تو یہ ہے ہم جو پونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا آنکھیں مرنے کو کتنی ہن دل بے چین کو اوسکی تصویر میں اس حد نزاکت کا جو حرف اشیائے مٹے طلب ہے نہ بخش سے غرض

<p>اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلا در ہے سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے درد کا دل نہ دیکھے خاطر غم شاد رہے کہ بباد احمقین بھولے تو مجھے یاد رہے ہم رہے کب کہ کسے کوئی کہ برباد رہے وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے دُعاؤں نڈتے بلکومرے سایہ و ہمزاد رہے</p>	<p>بسلوکی نگہ یاس بری ہوتی ہے یہ کوننگا یہ کون گایہ ابھی کہتے ہو ہوں وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہوں حشر میں عذر گنہ کیا ہے جتا تو رکھو بھر سستی میں جواب لب دریا کی طرح میں اگر غیر کوئی ہوں تو مجھے وہ بھولے زار ایسا تھا کہ میں دشت جنوں میں نہ ملا</p>
--	--

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
 یاد رہنے کے جو قابل بنو کیا یاد رہے

<p>قیس کا داغ کہ اس میں غم فرما در ہے قاف پر یوں سے جان حور و نسو آیا در ہے اک ذرا آپ کو کہینچے ہوئے جلا در ہے نہ وہ باتیں نہ وہ راتیں نہ وہ دن یاد رہے زلف جانان نے گلہ بھی تو برباد رہے ہم لعل دیر تلک مانی او ہمزاد رہے ہر یقین حرفوں میں شانِ خدا در ہے دل سے نکلے تو کمان جا کے یہ فرما در ہے جلوہ افروز تر اسن خدا در ہے نہ او ہے یاد رہے نہ اسے یاد رہے منہ دم ذبح سوئے خانہ صیا در ہے کچھ تو ہو نمون پٹنہی بھی دم فرما در ہے</p>	<p>ایک دل بھر میں کس کس کے یہ ناشاد رہے دل اون آفکون کے تصور سے مرثاد رہے قتل بے خبر دشمن شیر جو ہو مد نظر طولِ فرقت سے مزے مہل کے سب بھول گئے جب کیا بھنے گلا اپنی پریشانی کا کچھ گئی یا برگی تصویر تو اللہ رحمتی ہم وہ قیدی ہیں جو کہے وہ خطِ آزادی لا مکان میں نہ ٹھکانا نہ مکان میں وسعت کون پر وائے بیان شمع سر طور کا ہے بھر میں یاد رہے پوچھا نہ اجل بنے بلکہ داہ رہے شوقِ اسیری کہ دعا کرتا ہوں شاہی درجہ نہ ملے میں جہن تو امیر دل</p>
---	--

ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو بر باد رہے دامن اس نرسے کیٹے ہوئے شمشاد رہے	گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب کانٹے اور بھین نہ کہیں جائے آزادی میں
	روز جانا زلزلے شوق شہادت میں امیر کیسے ہنگامے سر کو چہ جلا در ہے
تیر بھی آئے تو بے پر کی اوڑھتے آئے تادہ گورہین جو خاک اوڑھتے آئے آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے لکڑاہر تو اور آگ لگاتے آئے قدم بت پہ بھی ہم سر کو تھکاتے آئے خاک اڑاتے گئے ہم ناک اڑاتے آئے سیکڑوں جاتے گئے سیکڑوں آتے آئے کہ پیڑ بھی ترے تازا دھاتے آئے اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے پر وہ ڈولی کا سراہ اوڑھتے آئے یونہین عاشق کوہین معشوق مٹاتے آئے بیر بیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے خوب آئے کہ مرے منہ کو چڑھاتے آئے گل کھلاتے گئے چکرنے اڑاتے آئے	دل کو طرزِ نگہ یا رجسائے آئے خاتمہ دینگے نہ پانی پہ بھی دوروز کے بعد جام کوثر سے ہو کیا کام بہین ارضِ روان سے کشی کی ہے خوشی بھر بہین کسکوساقی سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سو دھرم دشت ہستی میں ملا خاک جو لے کی طرح بادشاہوں کا ہر دربار در پریر مغان لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہمپر روشن چپکے بھی آئے مرے گھر تو وہ دریا نون کو ہوں نہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر بے سبب رہے یہ بلوہ شین غالب ہو کہ آپ موجب مرے شبنم ہوئی بولی یہ زمین روزِ فخر جو بکھلے گئے دیوانہ لڑتے ذکرِ غنچہ جو سنا جو سے تو ہنس کر بولے مغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکا
	کیا کہیں گے کوئی مشرین جو پوچھے گا امیر کیون نہ بگڑی ہوئی بات تو ٹکونیا تے آئے

آپ بدنام ہوں دھوئے شمشیر اپنی
 طوق بتا ہو گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی
 کھینچ کر آپ مٹاتا ہوں مین تصویر اپنی
 نذر دی قیس نے لا کر ہین زنجیر اپنی
 آج کل بھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی
 چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی
 سا قیا پھوٹ گئی جبر میں تقدیر اپنی
 گردن کاٹ کے خود لائینگے زنجیر اپنی
 غیر قسمت وہ تمھاری ہی یہ تقدیر اپنی
 شمع چہرہ ہے ترا آنکھ ہے گلگیر اپنی
 ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی
 بیچ دیتا ہی وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
 پھر ہمارا ہی جہنم ہوتی ہے تدبیر اپنی
 بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
 قید ہو کر ترے گیسو میں یہ رتبہ پایا
 جان نثاروں کے وہ کہتے ہیں چڑھا کر تیوری
 یاد مرگان میں شب ہجر جو چلاتے ہیں ہم
 موشی کون کرے چور ہی ان شیشہ دل
 حاجت تیر و گمان کیا ہو تجھے مل تو سی
 لکھو پھولوں کو چہر کھٹھیں کانٹے ہیں نصیب
 آنکھیں چہرے پہ لینگے تو چمک جائیگا حسن
 حضرت قیس جو بلجائیں تو اتنا پھین
 یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہوں

ای امیر اوٹھنے کے ضعف کی ہم تادم درگ
 جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

برش نجر سفاک مرے دم تک ہے
 نرگس باغ سے جیل کو بچا چٹک ہے
 زاہد اکیون تجھے نیکانی بت میں تک ہے
 کون کہتا ہی صحت صاف ہے یہ جگ ہے
 رتبہ دیدہ بیدار قیامت تک ہے
 آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے
 شہر آباد محبت کا یہی پھانک ہے

اب تو یہ معرکہ عشق میں جھکو جھک ہے
 گورتی ہے یہ جوانان چین کو ہر دم
 حسن یکتا کا ہی پر تو ہی جہان میں یکتا
 جنگ عاشق کے لیے سن زہر پوش ہوا
 شب ہیرا خوش گلستان میں تو سنر کی جگہ
 فرش سے عرش تک مینہ پر سب نگر کے وقت
 رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہنچ

نہیں دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکھت دہر میں ہر کو دک ہے

<p>خبر گردون جگہ پا کر جہین پر گر پڑے پاندنی کا پھول بن کر آستین پر گر پڑے اوڑتے ہی اوڑتے کمین باز و کمین پر گر پڑے کیا گردن پر داز کی طاقت نہیں پر گر پڑے یا آئی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے سہرے جاکر اسکے پای ناز میں پر گر پڑے بھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے سرخایر جوڑ کر کندے زمین پر گر پڑے شاخ طوبی اکٹ کے دوش مورعین پر گر پڑے کس طرح اٹھے مگس جب انگیں پر گر پڑے</p>	<p>تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے رات کو ہونکا آرائش جو اس گل کو تو ماہ نامہ ہم افتاد گون کا جب کہو تر پھلا آشیانہ دور ہو صیاد آپو چا ہے پاس سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر جائے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل بندی کی شاخ تھر نازل ہو جو پنس پڑنا تھا آئے یاد وہ شکار افگن پلے لیکر اگر تیر و کمان باز پر آجاسے تیغ قامت قاتل اگر پنس کے چھوٹے لذت نیا کی کوئی کربلوں</p>
--	--

آفتاب عارض ساقی اگر چکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

<p>تجربہ میں چمک اے جو ہر فولاد نہ آئی کب روح سوئے کو چمک بشلاد نہ آئی کچھ کام سبکدستی فرما د نہ آئی کب آئینہ دیکھا کہ اہل یاد نہ آئی حیرت سے نظر صورت نہ آئی جب تک خبر آجیو صبر نہ آئی</p>	<p>جب تک وہ پلک بر سر بیدار نہ آئی کب گور میں خجسہ کی رگڑا یاد نہ آئی شیرین نہ ملی سنگ اگر میگردن کا لے بالوں کی سفیدی کو کھنکھے نہ کس دن دعوائے دیت حشر میں کس سے میں کرونگا طاثر میں وہ ہوں پانوں نہ گلزار میں کما بچ ہو یہ شل جان ہو اپنی تو جان ہے</p>
---	--

<p>غش صورت ہوسی مین ہوا سانسے اسکے کیا آئی نظر مرد مک چشم کو وہ خال نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اسکی نظر سے قید غم محبوب ازل ساتھ مین لایا کیا اونے ملاقات کی آمید ہو جگو مشوق دنیا نے بہت مانگ سنواری مضمون سے پس مرگ مرانام ہے زندہ</p>	<p>تاب نظر حسن خدا داد نہ آئی انسان کو نظر صورت ہزا د نہ آئی بکھوروش اسے فامہ ہزا د نہ آئی کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی عرضی بھی مری ہو کے کبھی صادق نہ آئی پھندے مین مرے خاطر آزاد نہ آئی کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی</p>
--	--

دشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
 شاگرد مین کیفیت استاد نہ آئی

<p>ہم اور مرکہ امتحان سے نکل جاتے عدم کو یان سے تو گمراہے او اہل جاتے ہزار تیر نہ تھی تیغ یار اگر چلے جنون کے جوش مین کلمتی راہ ملک عدم سیاہ کار وہ ہوں مشر مین حساب مرا بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان تیوں کی بھی جو پرستش نہ کرتے اوزا ہر شب فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ جھڑی سے آنسوؤں کی اور بھی ڈیویا ہو دکھا کے تیغ جو قفل سے یار بڑھ چلتا ہنگامے پہنچتے تو رخ رویوں سے</p>	<p>جواب پاؤں جو دیتے تو سر کے بل جاتے دہان بھی جی جو نہ لگتا کمان نکل جاتے تو ہم سے کتنے غریبوں کے کام چل جاتے بڑے مرنے مین ہو پختے جو آج کل جاتے جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے نہیں تو گھٹ کے اندھیر مین م نکل جاتے خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے غریب خانے کے دو جو پڑے بھی چل جاتے برس کے چاند پہ بادل کہیں نکل جاتے اہل کے پاؤں پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے وہ ہم نہ تھے کہ تپہ ہجر سے نکل جاتے</p>
---	--

تلاش رزق میں گردش ہوا دھوس میو
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشن دلان اگر ہوتے

امیر نور کے سانچے میں شعرِ دحل جاتے

مقام وید ہوا دل کہ بزم یار میں آئے
خداوند از رنگ اس ترک کی تلوار میں آئے
مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی میں آئے
دلا آنکھوں سے پھیکا دوس سے ہو دیدار کا طالب
خطِ شبگون سے میں یوں خیال دیوار ڈرتا ہوں
سبب مشتاق ہیں سبب آمدِ ابر بہاری کے
خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہو خاک ہونے میں
جنون کا رنگ چکا یا یہ تیرے عشقِ عارض نے
یہ وقت قتل ہو ڈر ہو اپنی تخت جانی سے
کیا دیکھ کے طعنے داغوں نے تنگ یہ آخر
نظر آتا ہو ہر گھنہ بکھت بہرِ خریداری
زیرِ داغ جنون تقسیم شاہِ عشق کرتا ہے
خدا ہو دوست جب کا اوسکو کیا اندیشہ دشمن
فلش میں کیا مزہ ہو تیرے یوں آنکھوں کیا جانے
بیانِ مدت سے ہو میرے دل صد چال کا قبضہ
علائیہ دکھائے کبہ جلوہ رو سے روشن کا
اوتھلاؤ تیغ سے پردہ کو رازِ دینا ہو
آتشِ رقص تھے بے تنکِ نعلِ بہاری تھی

برے دربار میں پہونچے بڑی سرکار میں آئے
کہیں بے بجان میرے زخم و انداز میں آئے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار میں آئے
ہو خلوت نشین کیا مجمعِ اغیار میں آئے
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار میں آئے
الہی کوئی لکھ کوہ سے گلزار میں آئے
زمین پر گر پڑے آخر جو ختم دیوار میں آئے
گستاخانِ چاک گل گلزار سے بازار میں آئے
کر میں بلِ شبال اس ترک کی تلوار میں آئے
کہ ہم مسجد سے اوتھ کر خانہِ خمار میں آئے
چمن میں تم کہ یوسفِ مصر کے بانا میں آئے
تو تگرہ جھکو ہونا ہو وہ اس سرکار میں آئے
ہو بڑا ہم آگ میں پھینکے گئے گلزار میں آئے
جب کے پابرہنہ وادی پر خار میں آئے
کو شانہ بھج کر گیسو سے خمدار میں آئے
جو بے پردہ نہ خوابِ طالعیدار میں آئے
ہلاؤ لب زبان گنگا پر گفتار میں آئے
خزان بھی سنا آئی ہمارے گلزار میں آئے

کیا ہو وعدہ سر دینے کا قاتل ہے سو حاکم فرما
زبان کو کاٹ ڈالو ن فرق اگر اقرار میں آئے

اتسیر اب دغذغہ کیسا کہ پونچے ہم مدینے میں
تجھے آفت سے ظل احمد مختار میں آئے

خیال زلف و عارض میں قضا کی
ادا پر مرنے والوں کو بھی غم سے
نہ آنا تھا اہل تمنہ پر نہ آئی
شبِ غم میں جو ہلکوا ہمت آتا
وہ بکیں گے کہ تربت پر ہماری
عدم میں کیا تا شاہ کدو ن رات
مرے تمنہ کا ہو لقمہ حصہ غیر
دکھے کیونکر نہ دل آواز نے سے
نہ کھا ای دل فریب زینت و ہر
بہار بجز ان سے جا نہ یار
کیے بنے یہ بجانوں میں سجدے
ولاہم سے گلا اوس دلربا کا
نہ مجنون ہو نہ واسق ہو نہ فرما د
وہ داند ہوں جو پسے سے بچوں میں
وہ غافل تھی کہ تہ لی بھنے کر وٹ
الٹی مرچوں بجز ابھی چھوٹے
کمان ٹک و انگو کا عقدہ کار
پسین کیونکر نہ تیری لہ میں دل

نماز صبح و شام اک جا ادا کی
کو کیوں موت آئی ہے قضا کی
تری تلوار آواز سے کسا کی
درازی ناپتے روز جزا کی
چڑھائی چرخ نے چادر گٹھا کی
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی
صد ہا ہو یہ کسی درد آشنا کی
ڈلی اس پان میں ہے شکیا کی
نہ مرجائیں کہی کلیان قبا کی
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی
شکایت آشنا سے آشنا کی
مرے سب آشناؤں نے قضا کی
جلاوے آگ سنگ آسیا کی
ڈھلی جب دو پہر و در جزا کی
کین آسان ہو شکل قضا کی
گرہ ہے کیا ترے بند و بجا کی
غضب شوخی ہر چشم نقش پا کی

<p>سعادۃ ساری لڑ جائے ہاکی مصیبت جھیل لی روز جزا کی</p>	<p>اگر میرے سید خانے میں آجائے ترے کشتے نے خجری کے نیچے</p>
<p>آئیں سخت جان بھی ہو چکا قتل چلو منت ہوئی پوری قضا کی</p>	
<p>نکل کر صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے کئی پر پونکے سایہ میں ترا دیوانہ آتا ہے میدر سے ابرو اٹھتا ہر سو سے میخانہ آتا ہے مگر اک گریہ حسرت کہ بتیا بانہ آتا ہے اہل تجلو بھی کٹنا ناز مشوقانہ آتا ہے کراک اک بال پر قربان ہو فرشانہ آتا ہے ہمارے منتہا تک ساقی اگر پیانہ آتا ہے لب خاموش تجلو بھی کوئی افسانہ آتا ہے بدلتا ہر پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے کہ کعبہ ہلکے لینے تادریں پیانہ آتا ہے کوئی ہشیاد آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے تجھے انھوں تو تجلو ای پری افسانہ آتا ہے صدف آسا اگر تجلو میسر داند آتا ہے مرے کا وقت اب ای نعمت مردانہ آتا ہے کہ حر ہو تجلو میں آؤ کوئی آیانہ آتا ہے کہ بجا تا ہر جہنم شیخ جو پروانہ آتا ہے</p>	<p>ترا کیا کام اب دل میں غم جانانہ آتا ہے نظر میں تیری آنکھیں ہر من سودا تیری زلفوں کا دور رحمت باری ہو مخیو اردن پانہ ورون لگی دلی بجائے بکیسی میں کون ہو ایسا اونہیں سے غم سے کرتی ہو تجھ جان دیتی میں پریشانی میں یہ عالم تری زلفوں کا دیکھا ہو چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا داسے ناکامی وہ بت ہو مہربان سب پانا پنا حال کتے ہیں طلسم تازہ تیرا سایہ دیوار رکھتا ہے یہ محنت رکھے وادان ہوں میں ہنر پائی ہو دورنگی سے نہیں خالی عدم بھی مصیبت آتی ہایوں استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہو آدھر میں حسن کی گھماتیں ادھر میں عشق کی تباہی کھجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے نمک جلاو چھڑکا چاہتا ہو میرے زخموں پر زبردست کا دھڑکا دھڑکا میں تلو سما یا ہے آئی شمع شمع ہر روشن ہے گھر میرا</p>

وہ عاشق خال خطا کا ہون کہ نذر مور کرنا ہوں	میرے تیرے دن بھی جو مجھ کو دانہ آتا ہے
امیر اور آنے والا کون ہی گور غریبان ہے۔ جو روشن شمع ہوتی ہی تو بان پر دانہ آتا ہے	
جتنے کہ تیر ترکش دلبر میں رہ گئے دھوپا ہزار اوس بت سفاک نے مگر صحرائے عشق میری طبع سے نہ ہو سکا چوڑے کہیں نہ گیسو ڈپر خم نے اسکے پیچ مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا اوی چشم اشکبار ڈبو دے انھیں بھی تو یار بشتاب آئے سب یار اس طرف ساقی چمن میں آتے ہی رخصت ہوئی بہار تاسے تو نار ساقی قسمت سے پرٹے اشکوں کے میرے بچے لگی ساری جہانگی آگ دامادگی سے جانے سکے کاروان تلک آنکے مکان ہیں دیدہ و دل اختیار ہو	ادھن ہی جو ملے دل مضطرب رہ گئے دھبہ ہمارے خون کے خنجر میں رہ گئے نوا آسمان ایک ہی چکر میں رہ گئے کچھ راہ گئے تو میرے مقبرہ میں رہ گئے ہم راہ دیکھتے تری مشربین رہ گئے ٹاپا پوہن جا بجا جو سند درین رہ گئے کچھ کچھ ہیں استخوان تن لاغزین رہ گئے میخوار فکر شیشہ و ساغر میں رہ گئے دوڑے ہی دوڑے بالی کو ترین رہ گئے پوشیدہ کچھ شرارتے سو پتھر میں رہ گئے کھانی تھیں ٹھوکرین جو مقدر میں رہ گئے اس گھر میں رہ گئے کبھی اس گھر میں رہ گئے
اونکے نشان امیر نہیں ہیں اگر ہوں نام آور دن کے نام تو دفتر میں رہ گئے	
واغ اقر با کے سینہ سوزان میں رہ گئے رنجنے تمام بند کے صبر نے مگر سورخ دل میں چاک گریبان میں رہ گئے کیا سر ٹپک کے شورش طوفان میں رہ گئے یہ یادگار قیس بیا بان میں رہ گئے	مفضل کسان چراغ شبستان میں رہ گئے سورخ دل میں چاک گریبان میں رہ گئے کیا سر ٹپک کے شورش طوفان میں رہ گئے یہ یادگار قیس بیا بان میں رہ گئے

میری طرح ضعیف ہو کر میرے اشک غم وہ خوب رو رہے نہ وہ تڑپیں زلف و رخ یونٹ تو مصر میں ہو سکے روق فرد حسن مقتل میں او سکے دوڑ کے پوچھو جو حق قوی وحشت میں دی سکے نہ مرا ساتھ گرد باد دوڑے تلاش دولت دنیا میں جو حریص فی کاروان گل نے خزان میں عدم کی راہ آؤ بھی حرف شکوہ چودل سے زبان تلک رزق سگ وہا کیے دور سپہ سنے آوارگان عشق کا کوسون پتا نہیں	نکلے چودل سے دامن شرکان میں رہ گئے باقی فساد گبر و مسلمان میں رہ گئے یعقوب راہ دیکھتے کنعان میں رہ گئے قیدی جو ناتوان تھو وہ زندان میں رہ گئے نقش قدم کی طرح بیابان میں رہ گئے آخر کو تنگ کے گور غریبان میں رہ گئے بلبل پھر پھر کے گلستان میں رہ گئے بن بن کو درد وہ مرے زندان میں رہ گئے جو استخوان کہ گنج شہیدان میں رہ گئے کچھ ڈھیر ہڈیوں کے بیابان میں رہ گئے
---	--

لونا شکر دین نے مگر پھر بھی اسے آمیر
مصنوع ہزار ہارے دیوان میں رہ گئے

توں سے زد وہ جا کر مکان پر کھیلے کمان میں تیر وہ جوڑے تو صید ہون نہرین زبان تیشہ یہ دیتی تھی کو کہن کو صدرا یہ اویسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی میں رنہ رنگ میں ڈوبو نہ طفل بادہ فروش جہاے رنگ وہ مطرب پس جو بیٹیک کا نہ جیتنے میں گزارہ نہ ہارنے میں رفاہ کمون تو درد دل اس مگر قتل کا خوف لگا سے کیوں نہ وہ واعظ نمازمین مسکین	کہ ہار دے دل دین اپنی جان پر کھیلے زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے جو سرفروش ہو نہ اپنی جان پر کھیلے کہ بیت بیت سے چو تھی زبان پر کھیلے خدا کرے کہیں ہوئی دُکا جو پارا ہو تو ہر ایک پھر اوس سے کھیلے تھانہ سر پہ کیر جو جو روز و ش
--	--

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج

ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس کو کس طرح چلبائے

تمام روز جو پڑ مکان پر کھیلے

نمود خطا بھی ایسی حسن یار باقی ہے
نہ مست ہو نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
وہ صید گاہ سے جاتی ہیں ایوانِ جہل کدے
یہ میکہ میں ہر شیشون کا قحط ایسا قحط
زمین گور کو سیرِ فلک مبارک ہو
وہ متظر ہیں کہ مرنوں تو لاش پر آئیں
پھر اوسکے دانتوں کا تجھ کو ہر قصدِ نظارہ
نہ جائیگی کبھی تازلیست اپنی سوزشِ دل
چلے برنگِ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
وہ فوج کر کے سو پرچہ رک رہی ہیں جو خاک
موئے تو خاک ہوئے ہم شے تو خاک شے
نہ توڑ و آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
نہ دل میں تاب نہ آئے گھوٹنیں نوہر ہو لکین
کرتے ہیں کیا دیکھ کر ملک ہم سے
نہ ہے اوسکے مقتل میں
باروے یار پر جو بن

اس آئینے کے جگر میں غبار باقی ہے
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہے
ادھر بھی بے پروا بال اک شکار باقی ہے
ابھی تو شیخ کا سنگِ مزار باقی ہے
کہ میرے پاس دلِ بقیار باقی ہے
اہل کو آنے میں کیا انتظار باقی ہے
گرہ میں کچھ گہرا آبدار باقی ہے
کہ شیرِ زندہ ہے جب تک غبار باقی ہے
کہ منزلوں ہی ابھی کوسے یار باقی ہے
اشارہ ہو کہ ابھی تک غبار باقی ہے
ابھی تک تو نشانِ مزار باقی ہے
تھمارے دیکھنے والوں میں یار باقی ہے
وہی ترپ ہے وہی انتظار باقی ہے
کھن میں بھی تو نہیں کوئی تار باقی ہے
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے
چمن عروس ہے جب تک مبار باقی ہے

امیر قاتح پڑنے کو لے کمان آئے

مزار ہے نہ نشانِ مزار باقی ہے

برابر عمر سے دل یادگار باقی ہے
 نگہ کمان مری آنکھوں میں یار باقی ہے
 رہا نفس سے کرنے لبلیون کو کیا صیاد
 کلیم بیشیہ رہے طور پر خیال نہیں
 کمان کمان نہیں یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
 مثال آئینہ داہن مزارین آنکھیں
 شریک سیکڑوں نگہوں میں اپنے پھولوں میں
 نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
 کفن کے واسطے کافی ہر ہونہ وحشی زار
 دخت خسر و چین ہے نہ چتر قیصر روم
 نجوم داغ سے ہر غصہ ہے پر طاؤس
 اودھا جو پردہ تو کیا شرم ہر ابھی شب بیل
 برنگ شمع اترتی نہیں کبھی تیغ بسم
 ہوا ہے کوچہ گیسو میں یہ لٹا سنبل
 کل چلے ہر بہت لطف لاشک و دل و دل
 صبا علی نہیں غنچے میں تھنہ چھپائے محسوس

بس اک یہی شمر داغ دار باقی ہے
 یہ کچھ غبار رہ انتظا رہا باقی ہے
 ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے
 کہ اور بھی کوئی آمید دار باقی ہے
 اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے
 ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے
 خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے
 کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے
 کوئی کوئی جو گریبان میں تار باقی ہے
 مزار و سایہ نخل مزار باقی ہے
 سوئے پہ بھی وہی نقش نگار باقی ہے
 پٹری نقاب تو یہ اسے نگار باقی ہے
 ہزار آئے پناہ سنا رہا باقی ہے
 کہ ایک سپہ میں تار تار باقی ہے
 ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے
 اور ہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہیں گے اہل عدم کو دکھائے داغ گہر

یہی گل چمن روزگار باقی ہے

رقص سبیل پہ فضا لوٹ گئی
 بال کھولے تو گھٹ لوٹ گئی
 پائے رنگین پہ چن لوٹ گئی

تیغ متل پہ ادا لوٹ گئی
 منہ پڑے آپ تو بجلی تر پئی
 پس کیا چشم سپہ پرستہ

ادبِ نچی چوٹی کے ادا گرد پھری
اس دوش سے وہ چلے گلشنِ مین
تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
جانِ محزون کی حقیقت کیا تھی
سانپ کی مسح مری چھاتی پر
یادِ گیسو نے تڑپ پیدا کی
دارحنا لی نہ گیا قاتل کا
کیا مزے کی سب طبیعت اپنی

نیچی نظروں سے دیا لوٹ گئی
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی
وہ ادا کی کہ قفسِ لوٹ گئی
وردِ پہلو بین اوٹھا لوٹ گئی
راتِ رہِ زلفِ دو قافلوٹ گئی
برقِ بنکر یہ بلا لوٹ گئی
بچ رہا بین تو قفسِ لوٹ گئی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجرِ ناز نے کشتوں سے میر
چال و چل کی کہ قفسِ لوٹ گئی

عشقِ تہاں سے ہاتھ نہ کر اٹھائیے
جو رنگِ نازِ ستمگر اٹھائیے
کتے بین مجھ گدا کو وہ چہ بین کیسکر
رہے پیرے آئے تو بولا یہ آئے ناز
غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر
مشاقِ دیدِ صورتِ موسیٰ پر عینِ عیش
مردِ قین آگے مجھ سے کاشورِ حشر نے
رہے خاموش قاصدِ جانان جو کچھ کہے
میرِ سلام آپ کا دارِ ایک وقت ہو
آؤں میں پاس آپ کے گھر بھانڈ کر ضرور
منظرِ ہو جو عشقِ تواضعِ ضرور ہے

جب تک دٹھے یہ داغِ جگر پر اٹھائیے
اک لہزہ داغِ بین کیونکر اٹھائیے
لہجہ جان چھوڑے بستر اٹھائیے
کس کا جنازہ ہے یہ سمجھ کر اٹھائیے
مر جائے نہ بہتِ خنجر اٹھائیے
کس سے حجابِ گوشہ چادر اٹھائیے
تکے سے اب تو بہرِ خدا سر اٹھائیے
حکمِ خدا سے نازِ پیسہ اٹھائیے
اٹھائے مزہ جو ہاتھ برابر اٹھائیے
دیوارِ کیسا جو سب سکنا اٹھائیے
سرِ چوہو مجھ اٹھائیے جب تک کہ اٹھائیے

<p>کیٹائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے بے چشم مست یا نہیں لطف ہیکشی تھا حد سزلے نامہ بری کو پونچ گیا سے عشق کی نماز میں بکبیر کا یہ لطف دل کی جلن کا ماتھے میں اپنے سے یہ اثر</p>	<p>قرآن اڑھائیے بھی توحق پر اڑھائیے اب انجن سے شیشہ دساغرا اڑھائیے اب اسکی لاش بہر پیہر اڑھائیے دونوں جہان سے ماتھے برابر اڑھائیے بجلی بنیں شراب جو تھپرا اڑھائیے</p>
--	---

آسمان نہیں ہے عشق بہت سنگدل
یہ بوجھ اڑھائیے تو سمجھ کر اڑھائیے

<p>بیجا نہیں خزان میں یہ نالے ہزار کے رکھنا نہ جھکو سا تھہ دل بقیار کے گسار صاف لیں صفائی کی کب جوبات برباد ہو کے اسکی گلی میں ملا یہ اوج گلشن سے بلبلیوں کو اڑاتا ہر باغبان پھول لگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل نوفی خد کے گھر میں یہ ہو حق ہر کیا ضرور یوسف کی اصل پر جیسے نقاش دہر سے ایام ہجر کٹ نہ سکے کو کہن سے بھی پیش خطا یار میں سے حال جسم زار آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ شر مذہ میر بعد ہوے ہیں یہ خانہ جنگ شکوہ میں ابر کا کہ ہوا کا گلہ کروان لاقی شہیم گل جو کسی دق نفس تلمک</p>	<p>مظلوم داد خواہ ہیں خون بہا ر کے ہو اور اک مزار برابر مزار کے چڑھتا ہوا ایک آئینہ منہ پر ہزار کے درے میں آفتاب ہمارے غبار کے صدقے اتر سکے ہیں عروس بہار کے لے نخل عمر دن تو میرا ہیں بہار کے سامع اگر ہو دور تو کیسے پکار کے بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ تار کے پتھر سے سخت ہوتے ہیں رات تار کے مفصل تمام جوڑ ہیں خط غبار کے ٹھہرے سے ادب کنا ہے مزار کے پایوں سے رکھ دیے ہیں تیغ تار کے دشمن ہیں سیکڑوں سے مرشت غبار کے کیا ٹوٹ جاتے پائوں نسیم بہار کے</p>
---	---

روشن تھے جبکہ قہر میں ہوتیوں کے جھاڑ پیری میں کس نئے کو جوانی کے رویئے یازنگ تھے وہ ہم کہ دوزنگی نہ کی پسند	محتاج ہیں وہ ایک چراغ مزار کے سودا غ دیکھئے بھین و دن بہار کے ہنس اکفن تو جامہ حستی آتا رہے
---	---

بن کر گرہ تے ہیں جو گھر و ندے ہزار ہا
ہیں کھیل میں یہ صنعت پروردگار کے

جنت میں راج جسم ہے نیچے مزار کے اب خاک کام آئیں گے آنسو ہزار کے بنیم ہیں عیش کب چہ روزگار کے مردوں سے کہتے ہیں گہرین کیا سوال دورخ میں بھگو جو تک چکر تھے مرے عمل کیا چشم سرگیں کے اشاروں سے دل بچے اس پیار سے زمین نے کھینچا اہل بین رنگ پہناؤ بیرون کے عوض مجھ کو بھیان کلیان جنہیں گلوں کی سمجھتی ہو عند لیب پانی تری تھری کا جیون ہی جو باڑھ پر کتے ہیں گل یہ سبہ شبہم سنبھال کر کیوں عاشقوں کے نامہ بھیان نہوں سیاہ کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا غافل نہ گرم دسر دجہان سے کہیں رسب صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گا دسامری جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا	کشتی چاری ڈوب گئی پاراوتار کے شبہم نے دھوئے پانوں وس بہار کے کھٹکے ہیں کوچہ رگ گل میں بھی خار کے جھگڑیں مجا دروں سے یہ باہر مزار کے قربان شان رحمت پروردگار کے آتے ہیں تیر زنگی اہلق سوار کے یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے کچھ ابکی سال رنگ نئے ہیں بہار کے وہ بند ہیں نقاب عروس بہار کے دریا بہیں گے دشت میں خون شکار کے گنتی کے رنگے ہیں دن اپنی بہار کے پرور ہیں سودہ زلف یار کے پرورے ہیں تار پیر ہن تار تار کے سوتے جو ہم تو سائے میں نخل چنار کے پالے ہوئے زمین سب سحر پروردگار کے آتے ہی اٹھ لئے پانوں پھر دن بہار کے
--	---

دھن کشان وہ آئے سہر قبر شکر ہے | آنسو تو کچھ سچھے مری شمع مزار کے

گلشن میں کی جواہر شراباں میں | چھوٹیں گے پھلچھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو میں آپ کے لئے ہریاؤں سے بیٹھتے | اک جھبی پر آپ جھنجھلاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 ضعف سے گھٹو کرین کھاتے ہریاؤں سے بیٹھتے | پرتے ورتاک پہنچ جاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 سہ نماز ان اہدوئی ضعف یاں پر دلیل | سامنے اللہ کے جاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 نوجوانی میں بھی باقی چراغ نہیں اتنا حجاب | کوئی ہنسیا ہو تو شرط ہے ہریاؤں سے بیٹھتے
 جن جوانوں کے سر فلاک پڑتے تھے قدم | اب میں پرٹھو کرین کھاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 راہروں کو کیا حرم کی راہ میں سچ سجود | نزل آسان چڑھ جاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 خود نمائی کی بدولت کہتے اچھے ہریاؤں سے بیٹھتے | ہند ہی لیتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 بوجہ ہر موبان کا آنکھوں زراکت ہر وبال | گیسوں کی طرح بل کھاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 تھا جانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام | اب ہانوں سے کھاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 کیا ہوا میں ناتوان ہوں گور کی منزل کڑی | آگے پیچھے سب چلے جاتے ہریاؤں سے بیٹھتے
 رسم نے ملنے کی کوئی عید کی ساری خوشی | تین دن تک ہانوں سے کھاتے ہریاؤں سے بیٹھتے

آگے سو تو شراباں میں کئے سچھے | چار مصرع اب کے جاتے ہریاؤں سے بیٹھتے

تغ قال کی چاک نکھون میں پھر جاتی ہے | اور بھی ہنق تڑپ کر مجھے ترپاتی ہے
 دردِ الفت مجھے عشق سے بھوکہ ہے غریب | جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکھاتی ہے
 صدمت نقش قدم آٹھ نہیں سکتے ہریاؤں سے | ناتوانی مجھے ہر گام سے ٹھہراتی ہے
 طرزِ فقار سے مارا ہے تو پا مال بھی کر | دیکھتے قال یہ بڑی چال رہی جاتی ہے
 سرنگوں بھر جواہر میں ہوں مانند حباب | آنکھ کھل جاتی ہے جسم کوئی نہ لڑتی ہے

<p>شوخی حسن نے لاکھ لاکھ کو کیا طاق مگر کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تپیر الزام لاش پر بھی وہ چھڑتا جو نمک نہیں ہنسکر پھنک چکے مور کین جلد لحد سے نکلون گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے دلو تسکین میں آقا فلق والو کیا دون جب کیا میں نے کہ اب قتل میں تاخیر کیوں آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے اسی ہوتی قسمت کی زبردست اختر ترک</p>	<p>پھر لڑکپن ہوا بھی آنکھ جھپک جاتی ہے بیزبانی مری باتیں مجھے سنو جاتی ہے چھڑا تب تک سحر خون سے چلی جاتی ہے اب طبیعت بہت اس قید میں گھبراتی ہے کوئی دم میں نیو عریا پ تجھی جاتی ہے اب تو آواز جس کی بھی نہیں آتی ہے بولے ہر بات میں جلدی تھیں پڑ جاتی ہے خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے سامنا تجھ سے ہو چوٹ نہیں کھاتی ہے</p>
---	--

دوسرا نوک کا جھاسے جوان کون اچھیر
 سیکڑوں تپیر بہی در ایک مری چھاتی ہے

<p>توڑ کر پلو چھل نکلا دل بچیر سے بیخود لیا ہوں کسی کی لذت تقریر سے قید گیسو سے چھڑایا جگوا اکھون نے تری تیر نکلا بھی نہیں قاتل کے ترکش سے ابھی ہون و ترد امن جلا سکتا نہیں دوزخ مجھے مصحف ناطق کین گویا نہ تیر خط کو ہم پاس ٹھلا کر مجھے اوستے آدھا یا غیر کو دھوم جو قاتل ہی آتی بہن پر بیان کیے دم اکونکے تو نکلے گت کو عشق زلزلہ میں فوج ہونے کا نہ آدھا خاک بھی ہو کو مزہ</p>	<p>خوب و میں جہر تین دلی لپٹ کر تیر سے پھرون کرتا ہوں خموشی کا لگا تصویر سے لیگئیں پران اڑا کر خانہ زنجیر سے روح خوش ہو کر نکل آئی تن بچیر سے کشت عھیان نے امین کر دیا تقریر سے لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے لڑکئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے چال تیری تیغ سے پرواز تیرے تیر سے پر قدم باہر نہ نکلے خانہ زنجیر سے عمر بھر دگر آ تو کیا دلو اگلا شمشیر سے</p>
---	---

<p>او صبا نبل نے کیون گلشن میں پھیلا یا ہر جال بے سبب غلطان میں ادا واک فلک خاک پر یون نہیں آنے کا قابو میں خطر خسار یار اس موقع میں عجب نیرنگیاں ہیں حسن کی</p>	<p>موج بے گل بھی مجھ کو بڑھکے ہزار بخیر سے چھینے لیتی ہے قصدا واک ترا پنچیر سے توڑ چوڑ اس خط کے سیکھوں کا تب تقدیر سے جب نظر اٹھی اتریں آنکھیں نئی تصویر سے</p>
--	---

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت میں امیر
خو رہن کر روح نکلی خانہ زنجیر سے

<p>از گل تر تیرے جذب حسن کی تاثیر سے لکھ دیا روز ازل انجام غفلت کا مری لیگیا مرغ او سکو خانہ رخ کے لیے دیکھ ادا دل جاے عبرت قصہ شداد سے سے تھے تیرے ہی احسان غیر کا ہے ادٹھا آہنی آرایش بھی ادا کو ہر نزاکت سرگراں ابا دے شکر قائل ہیں ہر طرف سے بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تر پھر بوسہ لیا توڑ میں تیرے قضا قائل کسی سے کم نہیں وصف کیسو میں کرتا ہوں تو کتا ہر وہ شیخ جان نثار و کو گلے مل ملے کرتا تھا ہلاک عشق ابرو میں خط لکھتا ہوں قاتل کو کبھی بیڑیاں دیا گھیسو کو پہناتے ہو کیون داد دے گئے کا تو کیا مذکور یہ صیاد حسن منزل حیرت کا طوطا بہت دشوار ہے</p>	<p>رنگ خون ہو کر ٹپکتا ہر مری تصویر سے خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے جو لو کا قطرہ پکایا رکی شمشیر سے گھر جہنم میں بنا فردوس کی تعمیر سے سہ پہی کٹوایا تو پہنے یا رکی شمشیر سے کم نہیں پھولوں کی بدھی آہنی زنجیر سے ہر دہان زخم نے پائی زبان شمشیر سے صحیت کا فودق دونا ہو گیا تعزیر سے بان جو مارا ہو تو اک تیری نگاہ کے تیر سے دم او کھتا ہر مری او لچھی ہوئی تقریر سے رنگینی یہ چال لے قاتل قری شمشیر سے چاک کرتا ہے لہانے کو مری شمشیر سے رشتہ آفت کا پھندا سحت ہر زنجیر سے چاہتے ہیں ادا و لٹی آفرین پنچیر سے پارگب ہوتی ہر کشتی قلم تصویر سے</p>
---	--

اُسکے بربادی چارے خانہ دل میں بسی	گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے
کو چکے قاصد کو خط اس شوخ کو لکھ کر امیر	رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے
<p>کیا لب معشوق ہو کر جان سے بچھیر سے شعلہ آواز سے غش آگیا شل کلیم مچھلیاں بلے کی تہی ہین سے پیش نظر تمضرب مجھے زیادہ یا رہے میرے لیے ہو نہ جو بخود ہی لکھی جو میری سر نوشت محو ہو کر دیکھ نہ لگی طلسم دہر کی عذبے بال پر ہی کتب تک لے مرغ ربح عالم کثرت میں جحدت کی نشانی ہو ضرور زندہ جاوید ہوں کیونکہ نہ سہل زیر تیغ کل ملک تھا کثرت عصیان کا دم اور کریم منزل اعداد سے بڑھ جاتی ہے ہر چہر کی عشق کیسوسے جو چومے قتل ابرو نے کیا تیرے ٹکے اور کھنچے کا تو کیا مذکور ہے جو رقم کراہوں میں کراہو وہ اس کے خلاف کیا خبر شجوکہ قسمت میں کمان کی خاک ہے وہ کرے سلطان بنیاد یہ کرے سلطان زمین دماغ سینہ دماغ پہلو زخم دل درد جگر</p>	<p>سیکھ لے گھر دلیں کز نا کوئی اس کے تیر سے لن ترانی کا نہزہ ادٹھا تری تقریر سے کم نہیں میرا تصور دام ماہی گیر سے اضطراب ناوک فلک بڑھکے ہر بچھیر سے سٹ گیا جو حرف نکلا خامہ تقدیر سے سیر کر حیرت کدے کی دیدہ تصویر سے مانگ لے پر عرش تک اٹھنے کو اس کے تیر سے فائدہ آنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے آج شرمندہ ہوں اپنی قلتِ تعمیر سے کعبے کی رونق ہوئی تجاؤ کی تعمیر سے آئے مقتل میں جو نکلے خانہ زنجیر سے یہ ادا میں سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے اے خط لکھو اے بھیج گاتے تقدیر سے جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے کیا میں نہیں دن نہاں کو یار کی شمشیر سے کیسے کیسے ہمتیں محکمے تقدیر سے</p>
زخم یہ ادھے نہیں کھائے ہیں قاصد نے امیر	

لیکے آیا ہے وہ اس پر دین خطا شمشیر کے

تھک گیا ہوں میں اتنی کہیں منزل آئے
 وضع میں فرق خبر دار نہ دل آئے
 جا کے تھکانے میں اللہ سے ہم مل آئے
 غش پش غش مجھ کو تیر خنجر قاتل آئے
 کہیں اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے
 ہر دم تو غافل ہے غافل گئے غافل آئے
 جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہیں دل آئے
 میرے آگے تو چپک کر مہ گال آئے
 موت لینے کو مجھے سیکڑ دن منزل آئے
 تو یہ کیجے جو خیالی حق و باطل آئے
 تھک گئے بسکہ کڑی تھکیل کے منزل آئے
 خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے
 گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی ہر منزل آئے
 دیر اچھی نہیں آتا ہو تو قاتل آئے
 حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

قطع ہو راہ سفر کو چہ قاتل آئے
 چہین جبین پر نہ تیر خنجر قاتل آئے
 حاجو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
 رتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب
 صد نہ درد و جگر سے نہیں آگاہ ہنوز
 حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
 مجھ سے صد خونہ جدائی کے اٹھیں گے یارب
 ناتوانی پہ وہ آئے تو تجلی نے کس
 چون وہ داماندہ غرمت جو گردن قصد عدم
 تیر ہر عشق میں تمیز بد و نیک سے کفر
 سرا دھانے کی نہیں کتنی کد میں طاقت
 وہ غریب یم محنت ہوں کہ آنکھوں میں فلک
 تیر قدموں نے جو پیچھے ہیں چوڑا چوڑا
 کوئی ششاق شہادت نہ توپ کر مر جائے
 سادہ رویوں کو عبث دعویٰ یکتائی ہے

جھکو اور غیر کو کیساں تو نہ سمجھے وہ مہیہ

کاش کچھ اُسکو تیر حق و باطل آئے

تھکے سے آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے
 تھکے کے بھل شمع گرے غش ہر محفل آئے
 قید ہونے کو فرشتے سوے باہل آئے

دور و دل دور ہمارا سر محفل آئے
 ہر دم میں شب کو جو وہ ماہ شایل آئے
 کو چہ یار میں چاہئے انھیں ہر دم تو نہیں

<p>ہم تہید ست لب گور تو پوہ پوہ پنچے پریوں زخمی عشق ہوں ایسا جو لے دل میرا نجد میں جا کے میں مجنون کی طرح شبیا ہوں کبھی دس چاند سوچے کہ نہو خط کی نمود ٹوٹا ہوں تہ خنجر فقط اتنے لیے میں ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی آئے جان پر اپنے تو مردت کیسی جان وہ جان ہو جو راہ میں تیرے جاے یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی ہاتھ ترک جاے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہے قلم عشق وہ قلم جو جان شل جاب یا دگیسوں نے لمحہ میں بھی نہ چھوڑا پیچھا</p>	<p>جس طرح کٹ کے مسافر سہ منزل آئے صاف آواز پر طائر بسمل آئے کہ نظر مجھ کو کوئی صاحب محل آئے یا اتمی نہ گسن میں مہ کا مل آئے بن پڑے اور جو عہدے میں وہ قاتل آئے خون ل کیوں بیان شک کے شامل آئے پھینک دین چیر کے پہلو جو کہیں دل آئے دل وہ دل ہو جو تے کو چہ بین بسمل آئے نذر کے ذاسطے ہر روز نیا دل آئے آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے فرج کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے ٹوٹ جاے جو سفینہ لب ساحل آئے قید خانے میں گرفتار سلاسل آئے</p>
--	--

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل میں میسر
 شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

<p>کہا سنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے ہوا جب نفس تابع مطلب بل ہو گیا حال نظر میں سید میں جب کوئی موٹر سپید آیا جو اوتھے بیٹھ پیری میں لین بربان اپنی نہ کی عہد جوانی میں ازلے بندگی سنے</p>	<p>تصدق اس سمجھ کے کہ جاب سمجھے تو کیا سمجھے سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصاب سمجھے گلوے آزد ہا ہر کو جو ہاتھ آیا عصاب سمجھے بہت روئے اسے ہم خندہ دندان تھا سمجھے رزائے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے ہوئے فاقہ جو پیری میں نہیں موم تقاب سمجھے</p>
---	---

جو انی اور پیری ایک ات اکدن کا وقفہ تھا ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابرو سے قاتل ہر اک لخت دل پر خون شہید تیغ الفت تھا مخمس ہے نیا ناخن بدل وہ پنجہ رنگین	تھا و نشہ میں رونوں کو کھو یا بسے کیا سمجھے ہم اس خنجر کے جو ہر کو سرفراز قضا سمجھے گرا دامن پہ جبٹ اسی کو اپنے کر بلا سمجھے سو اشاعر کے اس کا حسن کوئی اور کیا سمجھے
---	--

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو کنچا خا کا جو اوس کیسہ کا ہندو کا لکھا سمجھے
--

نارک ہستی سے اوس کا آستان نزدیک ہے اس چمن میں طائر کلم پر اگر ہوں میں تو کیا ہر ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس ہر مین صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیر و کا نہیں رکھ قدم آہستہ آہستہ چمن میں غنڈ لیب بام جانان دور کیا ہو کستی جو پرواز شوق ہو چلی ہو الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے لگے عالمی غم کے کمزور کیا پاؤ فرخ تو بگردیوں کی الفت جو پیری میں ضرور پرفشانی حسرت پر از میں لب کیا ضرور عشق صادق کی جو آمد دل ہو سے پاک کے لی جو بیخار و دل انگوا لی اوتا را جام ہر برگ گل حیات آتے ہیں جو اور کر متصل دل پر نا امان غم ہے پکا چارہ تو میں شک بھی صور محشر کو کھلائے سر سے لگے گنگا	بے نشانوں بہت وہ بر نشان نزدیک ہے دور سے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے کس قدر انسان کے ذاتوں کو زبان نزدیک ہے خوف کیا اگر تیرے نراغ کہان نزدیک ہے دور کچھ گلچین نہیں ہر باغبان نزدیک ہے حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے المدد اور ضبط وقت امتحان نزدیک ہے اگر دیکھا ہو جو دریا سے کنواں نزدیک ہے لے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہے وام صیاد اعلیٰ جو ترخ جان نزدیک ہے صاف کرنا چاہیے گھر میں ان نزدیک ہے کیا ہی بچانے سے طاق آسمان نزدیک ہے کیا بہت میسر قفس سے بوستان نزدیک ہے آتی ہو بانگ جرس بکار و ان نزدیک ہے جب ہر وقت حجاب عامیان نزدیک ہے
--	---

ہر طرف ہیں غول خضر راہ پوشیدہ ہیں
اب ظہور می آمدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدہ وصل اور وہ کچھ بات ہے	ہو نہوا سمین بھی کوئی گھاس ہے
خلق نافع در پے اثبات ہے	ہے دہن اور سکا کمان اک بات ہے
بوسہ چادر تختہ ان غیب لین	دوب مرنے کی یہ لے دل بات ہے
گھر سے نکلے ہونٹے وقت قتل	یہ بھی بہر قتل عاشق گھاس ہے
میں نے اتنا ہی کسا بنواؤ خطا	یہ گزرنے کی بھلا کیسا بات ہے
بعد مدت بخت جاگے ہیں مرے	بٹھے ہیں سونے کو ساری رات ہے
کیا کروں وصفت بیان خود پسند	انے بڑھ کر بس خدا کی ذات ہے
باتوں باتوں میں جو میں کچھ کہہ گیا	ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے
حرف طلب صاف کہہ سکتا نہیں	ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے
مجھ سے ہوا کھارائفت واہ واہ	آپ کے فرمانے کی یہ بات ہے
روشنی ہیں ہم ملائے لب سے لب	میکشی ہو سا قیا بیسات ہے
بچ چڑھتری چال سے رفتار چرخ	مہر رخ سے بازی مہ مات ہے
کیسی کشتی ہے سیہ نہجی میں عمر	رات سے دن دن پد تر رات ہے
چھپتا ہوں دل کو کیا لے درد و ہجر	خود گرفتار ہزار آفات ہے
لے غنی دے سیم وزر وقت بلا	مال دینا حان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل میں نہیں پھر اس سے کیا	یہ دوشنبہ کی یہ بدھ کی رات ہے
صاف کہہ دے تو بیان آباد کر	یاد یہ سنو بات کی اک بات ہے

نخت دل ہیں میرے کمانے کو اپ

بس انھیں کڑون پر اب اوقات سے

قاف تا قاف حکومت ہوا آئی تیری
زندگی تا صد سی سال آئی تیری
ملگنی خوب سیاہی میں سیاہی تیری
چھوٹ جائیگی حسین سند شاہی تیری
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری
زلزلے ماہ بنے گی پرماہی تیری
اے کبوتر نہیں منظور خباہی تیری
اتو دیکھی نہیں جاتی سے تباہی تیری
داور جہر غمانے لگا گواہی تیری
تجکولے شاہ مبارک سے شاہی تیری
کچھ شب ہجر سے بڑھکر جو سیاہی تیری
دوئی کر دوں گا میں تنخواہ سداہی تیری
کیسی تربیتی سے تلوار تراہی تیری
مصلحت سے پوشیت ہو آئی تیری
لبے لے نامہ اعمال سیاہی تیری

کشور دل میں ہو پر یونک بھی شاہی تیری
نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
تو بھی لے ابر سیہ تو لیں بھی جو کی سیاہ
گور میں سامنے نہ جا لگی یہ شوکت اور شاہ
نازیر نگ پر اسے ابلق ایام نہ کر
وصل میں جوش پر آیا جو مرا قلم اشک
لکھے خط کو چہ قاتل میں تجھے کیا بھون
دل تڑپتا ہے تو کستی میں یہ آنکھیں دگر
چاہنا جو مجھے تو حشر میں کہنا لے دل
ہر دم فقیر اپنی فقیری میں شب روز بہینست
کیا بلانے کی ڈراتی ہے مجھے اور شب گور
جو ملا خوب جب سے رمضان تک ساتی
اپنے پیلے کو بھی کتنی نہیں سیراب و حرکت
برہن کعبہ نشین شیخ حرم ہند بہت
چھپ گیا مہر قیامت بھی تیرا سیاہ

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے اوامر سے آئیں

حرم سے طبع ہر مشتاق نواہی تیری

عام سے ہر صفت نامتاہی تیری
دلیں ٹھہرے تو سو پیاہی سیاہی تیری
راہ نکلتے ہیں کھڑے دیر سے راہی تیری

ہر گنہگار کو سے آس آئی تیری
آنکھ میں آنے نہ پتلی جو تو اور زلف سیاہ
منزلین تھی ہیں کوئی نکل اوقات خلق

<p>رنگ تو خوب ہر پہلے شب غم عیب یہ ہے جو ہر تیغ ہرین لے ابرو پر خم تجھ میں میں تو زندان سے دشت بڑھانا ہوں قدم حشر میں تو نہ زبان بند کر لے تیغ دو دم بونہیں رنگ نہیں نور نہیں نار نہیں وہ کس لطف چڑھتا تو او طفل نصاب جوش دشت میں ان ہم جو کرین قلم رشک تیرے نظارے سے بڑھتی جو بیدار حور زلف مشق فرما دو لا حشر میں کام آئیگی وہ بیان دن کو نہیں تیرا فقط اعز زلف سیاہ</p>	<p>کہ روانی نہیں رکھتی ہے سیاہی تیری قدر کس طرح سمجھیں نہ سیاہی تیری ہوگی لے خانہ زنجیر تباہی تیری دو گواہوں کے برابر ہے گواہی تیری معرفت کیون نہ ہو شو را آتی تیری دج کرتا ہے ابو نصیر فراہی تیری ابھی لے کوہ ہونچوٹی پر ماہی تیری شرم نہ بجاتی ہے آنکھوں میں سیاہی تیری کہہ کے گل نہ زبان وقت گواہی تیری شب کو کسی آکے و باقی ہر سیاہی تیری</p>
---	--

تو سفتہ ہر زمانہ سے سخنیں ہیں میری
 سائے عالم کی تباہی ہے تباہی تیر ہی

<p>گدڑ کو جو بہت اوقات تھوڑی جو چوڑا ہونے مانگی مست بولی کمان نچو کمان و سکا دہن رنگ اوٹھے کیا زانو غم سے سراپنا خیالی ضبط گریہ سے جو ہر کو پلامر لیکے نقد ہوش سسائی وہی ہے آسمان پر گنج انجم ترا سے سوخت مرد و صفت و عفت</p>	<p>کہ جو بیٹول قصہ رات تھوڑی بہت یا قبلہ حاجات تھوڑی بڑھائی شاعر و نجات تھوڑی بہت گدڑی ہی بہت تھوڑی بہت امسال جو بہت تھوڑی تہمتوں کی جو اوقات تھوڑی ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی بے عزت ہی اتنی بات تھوڑی</p>
--	--

پلو منزل امیر و تکفین و تکو لو

نہایت رہ گئی سے رات تھوڑی

پڑمردہ گل ہوئے ترے گالوں کے سامنے پردہ اونھیں سے ہر جنھیں تابِ نظر نہیں بیچار میں کو خمر نہیں آسان پر کیا کیا بناؤ کرتے ہیں غارِ وجہ جنوں نیزنگ صنع دیکھ تماشا سے باغ کر ہندھتے جو شوخ وشت میں مضمون چشمہ یار	سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالوں کے سامنے آتے ہیں نمودہ دیکھنے والوں کے سامنے ذرہ ہے مہرِ جہانوں کے سامنے رکھ رکھ کے آئیے مرے چھالوں کے سامنے کیا سرخ گل ہیں سبز نہالوں کے سامنے پڑھتا غزل میں اپنی غزالوں کے سامنے
--	--

قطعہ

کیا گل کھلے ہیں حورِ جالون کے سامنے کیا سبز سبز شیشے ہیں تھالون کے سامنے ہوتے ہیں کیسے کیسے ملا لوں گے سامنے کوڑی کی چنیاں ہیں مبالغوں کے سامنے ہو نطق بند میرے سوالوں کے سامنے روشن ہو آفتاب ہلالوں کے سامنے شیشوں کے سر جھکے ہیں پالوں کے سامنے ساحل سے بحرِ قہر نے والوں کے سامنے تینیں نہ چل سکیں تری چالوں کے سامنے خورشید سے تو اترے گالوں کے سامنے پوچھنا نہ جائیگا ترے بالوں کے سامنے تنہا کمان سے چار ہلالوں کے سامنے کیا گل کھلے ہوئے ہیں نہالوں کے سامنے	کیا لکڑیوں نے رنگ جمائے ہیں باغ میں کیا سرخ سرخ جام ہیں پھولوں کے رو بہ وصلے کی رات اور موزنِ گجر خروش اے زہرِ پست فقر کا تجھ کو مزہ تو ہو کیا سندھ جو علمِ عشق میں بٹھے کوئی حکم الوں اور دھن کی یاد میں لپ نہیں جو داغ کرتے ہیں بحرِ خلو خدا سے دیا ہے خوف رکتے ہیں جو نہراونھیں آفت سے کیا خطر تیروں کے پرکے ترے غمروں کے رو بہ یہ نور یہ دنیا یہ چمک یہ دمک کمان سودائی ہیں جو لگتے ہیں صبحِ حقنِ شویشک چارا بروں کے عشق میں پوچھو نہ حال دل گلشن۔ ہے جوشِ ساغر و مینا سے میکدہ
---	---

تقریف سر و قامت محبوب کی مہر
 شکل نہیں بلند خیالوں کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالوں کے سامنے
 و عوی زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے
 اودل فتان وہ کر کہ صد آج رس ہو بند
 عاشق نے لاکھ جمع کیا و قبر جو اس
 چشم سیاہ یا رجب آنکھوں میں پھر گئی
 آئے وہ باغ میں تو لگی چھوڑنے نسیم
 ہم ہیں وہ اسے کلیم کر عرش کا تو ذکر کیا
 چشم سیاہ یا رجب آنکھوں میں پھر گئی
 حال کلیم و طور ستنا ہو گا آپ نے
 مضمون کی کیا کمی چونکہ عرش برین بھی ہر
 پانی کی چھا گلین جو سمجھتے ہیں غار وشت
 ہم کیا اگر کشوں کے بھی پیغم ہیں گردنیں
 طاووس کبک شوگرین کھاتے ہیں ہر قدم
 یلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہیں
 موسیٰ سے کہہ دو طریقہ جایا کرو نہ روز
 جادو کو نہ نہر کو نہ بحر روان کریں
 سر قد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
 اودل پھر تو بیٹھے ہی تھے سب ابل پڑے

میلی خط شعاع سے بالوں کے سامنے
 اظہار بوسے تشک غزالوں کے سامنے
 شرمندہ ہون نہ قافلے والوں کے سامنے
 شیرازہ کھل گیا ترے بالوں کے سامنے
 آنسو مرے بھر آئے غزالوں کے سامنے
 مانہ شگوسفٹ تازہ نسا لوں کے سامنے
 جھپکی نہ آنکھ برق جالوں کے سامنے
 آنسو مرے بھر آئے غزالوں کے سامنے
 کیسا حجاب دیکھنے والوں کے سامنے
 نزدیک دور گرد خیالوں کے سامنے
 آتے ہیں دوڑ کر سے چھالوں کے سامنے
 ان کج نکلاہ گیسوؤں والوں کے سامنے
 چلتی نہیں سو کچھ تری چالوں کے سامنے
 آنکھیں دکھا رہی ہر غزالوں کے سامنے
 اچھی نہیں ہیں برق جالوں کے سامنے
 کتنی یہ بات ہر مرے چھالوں کے سامنے
 ٹھہر گئے کیا وہ میرے سوالوں کے سامنے
 کانٹوں نے لی جو نوک کی چھالوں کے سامنے

دینا مہر کیا ہے جو ماتمکہ نہیں

ہر دم بیان ہین تازہ ملا لون کے سانسے	
<p>سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے عاشقوں کی عید قربان اور ہے دل کے داغون کا چراغان اور ہے لب لبو اپنا گلستان اور ہے ہم گرفتار دن کا زندان اور ہے نوح سے کمدو یہ طوفان اور ہے اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے</p>	<p>قبیلہ دل کبے جان اور ہے ہو کے خوش کھواتے ہین اپنے گلے روز و شب یاں ایک سی ہر روشنی خار و کھلاقی ہین پھولون کی بہار قید میں آرام آزادی و بال سحر و لغت میں نہیں کشتی کا کام کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے درد و دل میں وہ سینے پر ہے داغ</p>
<p>کبتہ رو محراب بردے امیر اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے</p>	
<p>میں راہ دیکھ رہا ہوں قضا کے آنے کی خبر سنا اسے روز جزا کے آنے کی کمال لون لگا کوئی راہ جا کے آنے کی یہ کون چال ہے تیوری پڑھ کے آنے کی آڑا دے قید اتنی جہا کے آنے کی کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی ٹھہر ٹھہر کہ نہیں نیند جا کے آنے کی سبیل کون جو بانگ درے کے آنے کی لگی ہرٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی یہ کون شکل ہر صورت چھپا کے آنے کی</p>	<p>نہیں آئید جو اس بیوفا کے آنے کی ستم سے تنگ ہوں احسان مجھ پر کوا غلا عدم میں یاد گردن گا کسی سیما کو پڑھاؤ پھول جو تیری لحد پر آئے ہو گل اس پر ہی گاکین کھایا تو خان مری جلد یقین ہوا جو گردانت کوئی پیری میں جگایا میں نے جو سوتے میں تنگ ہو کے کہا میں تھک چکا ہوں بہت دور قافلہ پہنچا غضب ہر نوع میں کہتے ہین سب پڑھو کلمہ اقاب ڈال سکے آئے کو خدا کے لیے</p>

جوتن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ لے صیاد	کشاہد ہو گئیں راہین ہول کے آنے کی کسے چمن سے توقع صبا کے آنے کی
--	--

اچھے چائیں گے ہم بے نظیر آج ضرور خبر سے میلے میں اوس مہ لقا کے آنے کی	
--	--

ساقیا دروے صاف نہیں بیٹھ گئی موت بھی میری طرح تھکے خزین بیٹھ گئی بعد مژدن بھی سر ضعف کی قوت نہ دکھائی قصہ جنت جو سری روح نے دنیا سے کیا ان خون دختر رزکا نہیں ملتا ہے پتا سقت گردن کی بھی عودیدہ ترکچہ جو بساط دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید رستی پر چو تری زلف سلسل آئے کشتی عمر کا انجم ہمیں یاد آیا لموہ حیرت نے بخشا ہے افشان کا فروغ دادے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا شعر پرورد جو لکھنے پہ طبیعت آئی	شرتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی خاک لاٹھی بھی تو پکڑ کے وہیں بیٹھ گئی ڈاک جردن کی دم باز پسین بیٹھ گئی کیس قاضی کے تو گھر کے نہیں بیٹھ گئی چارو جین بھی تری وٹھ نسکین بیٹھ گئی پاس آکر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی دھاک تانا رے تاکشور چین بیٹھ گئی لکھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی گرد بھی آڑ کے بویا لایے جبین بیٹھ گئی دوڑ کر موت پر خنجر کہیں بیٹھ گئی سانے آکے مرے روح خزین بیٹھ گئی
--	--

سخت جانی کے دکھائے کسے جو ہر اب میر کہ تری باڑھ تو اسے خنجر کہیں بیٹھ گئی	
--	--

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زین بیٹھ گئی لنگر اوس سے بھی گناہوں کی سر آٹھ نہ سکا تھا وہ گریان کہ پوئی قبر کو الٹا ہر گ کے بند	کشتی چنچ بھی چکر اسے وہیں بیٹھ گئی ٹیک کر زانوؤں کو گاؤں زمین بیٹھ گئی نرم پو پو کے شکون سے زمین بیٹھ گئی
--	---

<p>عفت رقیبوں کی ایسا راوی میں بیٹھ گئی گرد نہنگامہ پیشین و پسین بیٹھ گئی کنہی ماہ کی لے زہرہ بدین بیٹھ گئی یان سے اوٹھی تو سرِ شربین بیٹھ گئی حلقہ چشمین مانند نگین بیٹھ گئی کیون تری آنکھ آوازِ بوحین بیٹھ گئی ٹھو کریں ایسی لگائیں کہ دہین بیٹھ گئی پوٹ و لپہ صفت نقش نگین بیٹھ گئی ڈاک مھر امین غزلون کی وہین بیٹھ گئی کوئی ڈھی بھی جو سر کی تودہین بیٹھ گئی مرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی</p>	<p>ہم کھڑے رہ گئے جسم وہ نکھر بیٹھے جس زمین پر کہ مرا بر طبیعت برسا رشتک رخسائے تیرے کسے لاغر نہ کیا مارسا خاک کو بھی ضعف نے میر عر کھا کیون نہ محبتوں میں ہونا م کہ تصویر تیری ادعا آنکھ سے اوس شمع کی بچشمی کا چال نے تیری قیامت کو ابھرتے نہ دیا دی رقیبوں کو نشانی جو انگوٹھی اوس سے کبھی لیلی کی شگائی جو خبرِ جھوٹ نے مار کھا کہ نہ دریا رسے سر کا عاشق کوہ کن کو مزہ الفت شیریں اوٹھا بہر آدم جو فرشتوں نے اوٹھائی مٹی</p>
---	---

رفت طبع کمان بھی نہ لگا آہین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

<p>دل نے خوش ہو کے کہا ایک چہرہ نکلی شکر حد شکر بیان ایک تو صورت نکلی اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی ہم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی میں ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی دخترِ رزق و جہی صاحبِ عصمت نکلی اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی</p>	<p>جان تن سے جو تڑپ کو شبِ فروقت نکلی تنگدے میں ہمیں اللہ حرم سے لایا کیون اجی غارہ مرے خونِ کامل کر دیکھا وال کرتے پہ نقاب آئے کیا جھوکو حلال بہر نظر اللہ جو قرآن میں بھی دیکھی فال باتہ تک منفی و قاضی کو لگانے نہ دیا سیکڑوں ڈوب جھنڈے چادرِ دقن میں تیری</p>
--	---

خون بیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی	طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش
	<p>برہ گئی حسن پرستی کی مجھے جس میں آس</p> <p>ہاے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی</p>
<p>کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی</p> <p>بہلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی</p> <p>مری نبض اس کی نظر ہو گئی</p> <p>کہ جی دوستے آنکھ تر ہو گئی</p> <p>پڑا رہنے تو ٹھنڈی نیر ہو گئی</p> <p>ترپتے ترپتے سحر ہو گئی</p> <p>رگ جان مجھے نیشتر ہو گئی</p> <p>کوئی جوٹ کدے سحر ہو گئی</p> <p>رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی</p> <p>کہ تلبس تو بے بال ہو ہو گئی</p> <p>سیر شام کیونکر سحر ہو گئی</p>	<p>شب وصل کی مختصر ہو گئی</p> <p>شب وصل ادھر سے اُدھر ہو گئی</p> <p>نہیں ملتی یہ بھی تو دود و پھر</p> <p>دیا موت نے پیاس میں جام آب</p> <p>بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم</p> <p>کسی کروٹ آیا شبِ غم نہ چین</p> <p>کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ میں</p> <p>اتنی شبِ غم میں تنہا تو ہو</p> <p>چٹھی دلیں اس گل کی باریکات</p> <p>کرے کون اب اثر کے سیر چین</p> <p>میں حیران ہوں نہ زلف نہ رخ و کیکر</p>
	<p>ہمیں سر چٹکتے ہی گزری آس</p> <p>یونہیں عمر ساری بسر ہو گئی</p>
<p>خنجر نے بلا میں لین لگا کی</p> <p>تین تین ہین بھری پوئی لہو کی</p> <p>سختی پہ بھی نرم گفتگو کی</p> <p>باری ہے ہمارے گفتگو کی</p> <p>ہم حنا کی چوہے تو آبرو کی</p>	<p>لذت جو ملی مرے لہو کی</p> <p>آنکھیں دم قہر چنگیو کی</p> <p>کی دلشکنی نہ تند خو کی</p> <p>موسیٰ سے کہو کہ چپ رہیں اب</p> <p>روئے مری قبر پر وہ آکر</p>

<p>سنبھلے گی نہ چوٹ رو برو کی اب تک تو نفس رکھیں نہ چو کی راہیں تو یہی ہیں جستجو کی ہو نصدمری رگ گلو کی سوندمی سوندمی مجھے سب کو کی ہر حضو بدن گرد ہے مو کی کیون نفس بہاری قبلہ رو کی وہارین نظر آتی ہیں لہو کی ہے یہ تو مثال رو برو کی مٹی ہے خمیر میں سب کو کی جڑکٹ گئی غنجل آرزو کی پہلے نہ سنبھلے کے گفتگو کی دو حرف میں ختم گفتگو کی</p>	<p>سنبھ اپنا نہ آرسی میں دیکھو کی جسیبہ نگاہ تجھ کو دیکھا جز دیر و حرم کہاں میں جاؤں جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح ساقی نے سنگھائی غش میں مٹی تن سے غم زلفت میں یہ لاغر تھا چار طرف اوسی کا جلوہ پلکین دم جوش خون نشانی اس ریح کو میں آئینہ کون کیا وہ دست ازل ہوں ساقیا میں دل ہی نہ رہا اٹھیں کیسی اب کیون میں کلیم غش میں خاموش لا لکے دہن کو ہم ہوئے نیست</p>
<p>خود دید کی اپنی آرزو کی آواز بدل کے گفتگو کی</p>	<p>کیسی مارنی کہاں کے موسیٰ تھا پردہ ظاہری چو منظر</p>
<p>کلفت نہ مٹی اپنی دل سے اشکون نے ہزار شست و شو کی</p>	
<p>ہلسا ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے بخت خفتہ مرے جسم کا رجا دیتی ہے چہت سے آنکھیں میں ہر غم کی ملا دیتی ہے</p>	<p>میت پیر و منان طرف مزادیتی ہے یہ دم رقص ہوہ پازیب صدا دیتی ہے حیرت عشق رخ اوج دکھا دیتی ہے</p>

ابر مردہ اگر آسمان سے جلا دیتی ہے
جل کے پھول و نین صبا آگ لگا دیتی ہے
یاد عارضہ دسی قرآن کی ہوا دیتی ہے
مرگلا وٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے
بیکسی گورغریبان کا پستادیتی ہے
ننگے اس کان سے آسکان اڑا دیتی ہے
سندھ سے کتنی نہیں کچھ اشک بہا دیتی ہے
کیا کون کیا مے کا لون کو مزادیتی ہے
نخیں لگتی ہو تو چینی بھی صدا دیتی ہے
آنکھ لگتی ہو تو پدل کی جگا دیتی ہے
جان دھوکا سے تملت جو قضا دیتی ہے
دشک آکے عبث دیر قضا دیتی ہے
ہو شیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے
پھر لو تمہارے نہیں پیر چک یہ حیا دیتی ہے
ساتھ کیا آنکی اداؤں کا قضا دیتی ہے
ٹوپان غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

چشم غماک بھی ہر واقعہ اعجاز مسیح
بڑھ کے جب بولتی ہو تو ہم گل میں تلبیل
کیا عجب گرتے بیمار کو صحت ہو جاے
غم یہ ہر ہجر میں مرنے کی ہوس ہر دل کو
کنج غزلت میں مجھے ہو جیتی ہو موت ہی موت
مانگے پر نہیں لاتی ہے صبا نگہ گل
پوچھتے ہیں جو شب ہجر میں ہم شمع سو حال
کم نہیں قند مکر سے تمہاری تکرار
حد نہ ہجر سے کیونکر نونا لان مرادل
جان پر صد مہ شب ہجر سے سونا کیسا
پاکے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
لا غری نے یہ مثالیہ کوئی گھر میں نہیں
ہے بجا کیے اگر دولت دنیا کو پر سی
ہا سنے جا کے جو کرتا ہوں کئی وقت سلام
پھرتی ہیں گردن عشاق پر وہ ہر ہی تنہا
ہم برہنہ فقط اس رخ در میں ہیں نہ بہار

یہ کبھی غور تو دولت بھی پیسہ ہے

کہ کر میون کو چند اسے یہ ملا دیتی ہے

دونوں لب ہیں دو گواہ اترائے کے
ہرین خاک پر ورودہ اس سر کاے کے
صدقے اترے مردم بیائے کے

سوچ سنے جو عہد وقت انکاس کے
ہند سے ہرین حسن ملیح یار کے
سرگئے عشاق چشم یار کے

اچکوں گھرے زخم میں تلووار کے
 اگر کے نیچے بار کی دیوار کے
 بھر گئے دونوں سر سے بازار کے
 جیت لے بازی کو ہمت ہار کے
 ایک بھوکے ہین تھے دیدار کے
 پھول تربت پر چڑھائے ہار کے
 اشک چشم روزن دیوار کے
 ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے
 کشتے چشم بر گین یار کے
 چل دیے سب پختے ہی تلووار کے
 پیچ اوجھیں پانوں میں ستار کے
 زیب تن کپڑے کیے دربار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیب سے
 عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
 باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
 کتنے بازی میں مقرر ہو عجب ناز کا
 نصبت کو نین سے دل سیر ہے
 زیور اس گل نے اوتارا میرے بعد
 میری حالت پر گرے ہین بار بار
 آرزو یہ ہے کہ نشی کی طرح
 خونہا سوسنی سے لیں گے روز حشر
 عشق ابرو میں کمان صبر و قرار
 سیکڑ میں آئے تو پھنس جا شیخ
 مر کے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم

ذلت و خواری در سوانی امیر

سب ہین دھجے دامن پندار کے

خوب رو کے موت ڈاڑھیں ہار کے
 ہین گس ران مرد مجھ بیا ر کے
 روئے چھالے پھوٹ کر تلووار کے
 صدقے اس انکار اس قرار کے
 پھول جب کانٹے ہو کر گلزار کے
 پھول کھلا جائینگے گلزار کے
 سوتے ہین سائے میں نمک خار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیا ر کے
 موے شکر گان گرد چشم ہار کے
 دیکھ کر زخموں کو جسم زار کے
 تیرے منہ سوان نیٹوں دنوں میں خوب
 باغبان مجھ پر ہوا تب صربان
 ضبط گریہ کیا کروں اے ہم صغیر
 ہین دلا غریب میں پھیلا کر پانوں

عشق ابرو میں ہر اوتارادوش سے
کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
شیخ کبے میں بہمن ویر میں
داغماے عشق کھلاتے نہیں
نالہ عاشق یہ ترجیحی کی نگاہ
حادثوں سے بخیر ہرین خاکسار
شمع بالیں سے یہ کد سے اوصبا
پھول کھلاتے نہیں ہرین گل فروش
حور کی آنکھیں ارم میں دیکھ کر
واعطا سمجھا ہے تو دوزخ جسے

یڑھ گئے ہم دم پاس تلوار کے
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے
سب ہرین جھرائی تھے دربار سے
پھول ہرین کس بنجران گلزار کے
دار برچی پر لیے تلوار کے
کب دبا سایہ تلے دیوار کے
سر پہ روتا ہے کوئی بیار کے
ناز پروردہ ہرین یہ گلزار کے
رنجے یاد آئے تری دیوار کے
کچھ شر ہرین آہ آتشبار کے

روزِ محشر کشتگانِ قدیم
ہوں گے سائے میں غلامِ بردار کے

جو بحر عشق میں ہے وہ آفت رسیدہ ہے
مضمونِ ضعف ہو قلمِ آہ سے رقم
ترا ہوں شوقِ قتل میں ہمتی نہیں گلے
روشن ہر راز عشق ہمارے سکوت سے
بیہوش کر دیا مجھے وحشت نے اس قدر
تقریف کرتے ہیں بربندانے اہلِ فوق
روتا ہوں یادِ چشم میں کس رخِ نگاہ کی
چن چن کے رکھ لیو صفتِ استغین میں شعر
پایا کسی نے سرِ محبت نہ آج تک

گردابِ مثل موجِ گریبانِ دریدہ ہے
سینہِ رگون سے صفحہِ مسلم کشیدہ ہے
قاتل کی طرح تیغ بھی جیسے کشیدہ ہے
اس انجمن میں شمعِ زبانِ بریدہ ہے
آہو بھی ہر کدشت میں از خود رسیدہ ہے
جو شعرِ تازہ ہے شعرِ نورِ رسیدہ ہے
ہر تارِ اشکِ دامنِ غزالِ دیدہ ہے
دیوان میں ہمارے جو مضمونِ جدیدہ ہے
افسانہِ عشق کا بجزِ نارسیدہ ہے

<p>رنگِ خا سے ہاتھ نہ منے کشیدہ ہے عمرِ اخیرِ عہدِ بیاپان رسیدہ ہے</p>	<p>سزا قدم وہ شوخ ہے مست شراب سن عاقبت موت کہتی ہے چیری میں صبح و شام</p>
<p>گلزارِ تن سے طار دل اڑ گیا آہیں سینہ اب آشیاں مرغ پریدہ ہے</p>	
<p>مے دفتر کے ہر ہر فرد پر اسکی نشانی ہے شکر چہرے پہ نقشِ پلے طاووسِ جوانی ہے قیامت جب کو کہتے ہیں وہ بزمِ قصہ انی ہے تھکا آبلے کا ہیکہ ہیں کجِ زون میں پانی ہے صبا کیا میرے مشتِ خاک پر نامہ پانی ہے فقط طو ایک شب میں آنکی اہِ زندگانی ہے نئے انداز کی لے نامہ بریہ بدگمانی ہے ہماری قبر میں روشن چراغِ مہربانی ہے گئی جب آبرو پھر خاکِ بزمِ زندگانی ہے زمین کو چہ گیسو میں یہ کملی، سحمانی ہے برے ہوتے ہو اچھے ہو کے یہ کیا بدبانی ہے وہ لائے ہوں گرانِ عجزِ لباسِ ناتوانی ہے مری چھاتی پہلِ تپکِ یشکِ سختی جانی ہے</p>	<p>ہر اک عضو بدن پر داغِ عشقِ یار جانی ہے جو چہرہ را غوانی تھا وہی ابِ عفرانی ہے خدا کو اپنی اپنی داستانیں سب بتائیں گے سبیلِ وحشیہ کیا وادعی حشت میں کو گے عبثِ برباد کرتی ہے آؤ اگر کو جانان سے برنگِ شمعِ جنکو خضرہ ہے گرمِ رفتاری وہ میرے قہرِ خط کو دیدہ بیگانہ سمجھے ہیں وہ شمعِ حسرتِ و آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو وہ پیاسا ہونے مر جاؤ غنائی گونِ خضر سے پانی بلا میں پھنس کے لے دل کامِ آنگی سیہِ سختی حدِ نیک صورتی تو سیکو نیک باتیں بھی پہا جاتا ہوں باضعف سے آٹھا نہیں جاتا ہوا ہوں زندہ در گور انتہا ضعف سے یارب</p>
<p>امیر اس عاشقی کا لطف ہر فصلِ جوانی میں اندھیری رات میں کہنے کے قابلِ کمانی ہے</p>	
<p>اکھلی سلیقہ شانی و حقیقتِ نقشِ اول کی کہ حاجت ہے بیاغِ شیم میں بھی خطِ بدل کی</p>	<p>حدِ نشانِ یوسف سے تمہاری شانِ فضل کی کھلا مضمون یہ ہو دیکھ کر تحریر کا جل کی</p>

چرخ کون جلیے سیر کو ساون کے بادل کی
شبِ صہلت میں مجھے خبر آپر ہو نہیں سکتا
جو عشاق کمرے نہیں کرتے تو زیبا ہے
ہزاران شمعوں کو ہوش میں لاؤ نہیں سنتے
کبھی کیسو کبھی موسے کمر میں قید کر رکھا
تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشمِ زر گس سے
شبیہ ان مردمان بنکر توحید کی کھینچون
نجات اندیشہ امرو ز فردا سے نہیں ممکن
فراق یار میں جاؤں اگر سیر گلستان کو
تغافلِ مشکِ بیداری طالع کا باعث ہے
چھپے گی کیسیا کیونکر ترے صحرانشینوں سے
جو سونگھے اس گلِ خوبی کی خوشبودر دوسر ہو جا
جہان کی سرد مہر سے نہیں تم ہم فقیروں کو
صدائی سینہ جانان پہ لہر تاجِ یون کیسو
خدا سمجھے جو مجھ کو اور تم کو غیر کیسا پردا

امیر اک ذریعہ گل سو کھکر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آج کل جاڑی خوشگل کی

ہم اس کے عشق میں صبر و قرار کھو بیٹھے
بتوں کے عشق میں ہم جان زار کھو بیٹھے
سوالِ وصل کا کرنے سے یہ ہوا حال
کھلا نا شک بیانے سے کوئی عقدہ دل
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے
گرہ میں تھے جو در شاہوار کھو بیٹھے

ہا کا عہد کیا دیکھ دل تو یہ پایا
خطا ہوئی جو کیا تھے غیر کا شکوہ
سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
کرنیکے منزل عقبی کو اب یہ کیونکر ملے
ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بدعا
لیا جو خواب میں بوسہ تو یار جاگٹھا
قرار اب کسی پہلو ہمیں نہیں آتا
ہلال ابرے ساقی کی یاد بھول گئی
بلا میں لیتے ہی وہ اور ہڑ گیا وحشی
مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
نہ ہوش ہے نہ خود ہے نہ صبر اب بہکو
گلوں نے خذہ بیجا سے یہ شعر پایا

کہ پیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے
تھماے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے
کہ زاد راہ غریب الدیا رکھو بیٹھے
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے
کہ دل سے صبر ہم اوجان زار کھو بیٹھے
کلید میکہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے
ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا شکار کھو بیٹھے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے
یہ ہنشین تھے جو دو تین بار کھو بیٹھے
کہ چار دن بھی نہ گزے بہار کھو بیٹھے

ادادہ کوں تھی جس پر ہوئے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہیں اسے بیان کوئی
کر دیا بغبان سے راز دل غچہ بیان کوئی
نہیں کرتا سو کڈا اب بچا بیان کوئی
خط عارض کو اسکے دیکھ کر یہ دھیان آتا ہی
ہزار خانہ لاکھوں لالہ گلشن میں ہیں لیکن
دلیہ و خفا گلاب شک سے بچتا ہر کتا ہون
سوائے کعبہ تجاؤں میں کیا اپنہ قدم جاتے

دہن میں میر قاصد کے مری کھلے زبان کوئی
دہن جب بند ہو کب لے سکتا غریب زبان کوئی
مگر خم تیل کا بگڑے زیر آسمان کوئی
دیا ترس میں اترا ہوا جگہ گاہوں ان کوئی
نہ تم سامان زمین کوئی نہ ہم سامان آسمان کوئی
کہیں تہا نہ تھے قاصد کو اس تہا نشان کوئی
ملا سجدہ کے قابل اور کس دن آستان کوئی

نظر میں سیر پھر جاتی ہر صحبت ناوک و ال کی
مدد پر وہ چارین نوبوان مقصود کو پہنچین
جیاد کیو وہ نر گسار میں گھبر کے کتے ہرین
نگاہ پر دوش پھیرے اگر لطف و کرم آسکا
آٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
شفیق ایسا سگ جانان آجڑا ہر خبر لینے
تفس کی تیلیان ہر جہنی شاعین ہرین نختو کی
جو چلا تا ہون فرقت میں محلے والے کتے ہرین
مزد تپ جو کہ وہ بھی ہو کسی مشوق پر عاشق
مجھے یوں ہونڈتا ہوتا پھر پڑاؤ کی آس شکر کا
جوائے عشق کی کیوں شمنوی شاعر نہیں کتے

نظر آتا ہر جب گھر میں کسی سے یہاں کوئی
نشاؤ نک نہیں جاتا ہر ناوک و ال کی کوئی
ادھر آنکھیں آن دھر آنکھیں نقاب لٹو گمان کوئی
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جو ان کوئی
قوی مجسا ہر عالم میں مجسا تا تو ان کوئی
سرک جاتا ہر جب تن جگہ سے اتخوان کوئی
گمان باندھو الہی اس چمن میں آشیان کوئی
کر دھند بند کیا سر پر اٹھا لوگے مکان کوئی
کرے میری طرح آسکا بھی ہر دم اتخان کوئی
پھر سے بتیاب جیسے طائر بے آشیان کوئی
گمان پائیگے گرا گرم ایسی آستان کوئی

گمال جذب سے تالا مکان پر پہنچے امیر احمد
راہ عشق و عاشق میں پر وہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غریبے وصل میں ہر دم نئے
بیخودی دکھلاتی ہو جلو بے چھے ہر دم نئے
ہر گھر ٹی لین نظر آتی ہرین کیا کیا صورتیں
دیکھے بجلے ہرین یہ کو چو جانے جو جھے ہرین یہ نگ
حسن و زافر وہن بھلا دیتا ہو پہلے قاعدے
کریچ نقشبے بن سنبل سے آسکو موٹنگان
پاتے ہرین ہر روز آنکھوں کی تری میں نخت و ال
میزبانی کر بچا جو دو سخاوت کی ببا

یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہرم نئے
ہر عجیب عالم کہ ہر عالم میں ہرین عالم نئے
رات دن عالم دکھلاتا ہو یہ جام جم نئے
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہرین آسکو دم نئے
روز ہو جاتے ہرین اس محفل میں جا کر ہم نئے
پچ آگسویو بچان میں نئے ہرین غم نئے
گل کھلایا کرتی سے ہر روز یہ شبنم نئے
مل رہیگے روز جانی جگولے عالم نئے

ہر خوب سعت تصور میں کہ اسکے حد نہیں ہر خوب چمکتی میں بنکیتی میں وہ غمزہ نامور سامنا ہر سہے جامان سو سہے ہو سفید ہر غزل میں نازگی شکل جو لے طبع رسا	بند کین آنکھیں تو دیکھ سیکروں عالم نے چوٹیں آتا ہے نرالی پیچ میں ہر دم نے عید ہو کھرے بدل احویدہ پتر غم نے گنہ مشقوں کو بھی ماحہ آتے ہیں مضمون کم نے
---	---

گنہ رنجوں سے چو دل گھبرا گیا ہے لے امیر
دھونڈتا پھر تابوں میں سا کہ جہاں میں غم نے

یہ تہ ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہے بگیا گرمیاں میں آتش رنگِ خاکی واہ لے تے ہیں دزدل کی زیارت کو رنج و غم غیر دن کو بچھاڑ کھائے سگ یار تو کون آئے جو نزع میں تو یہ کمرودہ اٹھ گئے بتھانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم کو اک نگاہ سینہ پُر داغ کی طرف کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا قوی الفت ہی کی تو آگ میں جلنے کا خون کیا مرکتے نہیں زین پہ قدم صا جہاں گیر	اے جان تیرے منہ سے نکلنے کی دیر ہے طفیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے ما تھوں میں اس پر ہی کے سمندر میٹر ہے سینہ مرا نہیں کسی مرشد کا ڈھیر ہے اے شیر واہ تو ہی تو شیر دن کا سیر ہے ہم جاتے ہیں یہاں بھی نصرت میں یر ہے ہونے دو دو قدم کا جور سے میں پھر ہے پھولوں کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے افرا سیاب سا بھی زبردست زیر ہے پرولنے سے زیادہ مرا دل دیر ہے باد بدروت بام فلک کی منڈیر ہے
---	---

جینے سے کیوں نہ سیر مرادل ہو لے امیر
ہم نیم جہاں اوہر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم آنحضرت کو سمجھاتے ادھر کم نزع میں مہلت ادھر بتیابی وقت	سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے نہ روو چپ ہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے
--	--

<p>جو سمجھاتے ہیں مجھ کو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے سمجھنا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے کہیں ملتے تو ہم یہ خضر بنغیبہ کو سمجھاتے جو دنیا انکو سمجھاتی وہ دنیا بھر کو سمجھاتے اگر اکبر سلیمان اس پر پی پیکر کو سمجھاتے اسی دم جا کے گل کردہ یہ مرم کو سمجھاتے نگین کریشکیش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنکر کو سمجھاتے دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم ترکو سمجھاتے</p>	<p>نصیحت کرنیوالوں کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی خدا ایسا بھی ہوتا ہر نایاب جن جسکو خود بندے بتاتے راہ اسی کو چہ کر سب گم کردہ راہوں کو کوئی کتنا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز انگوٹھی کیا نہ دیتا ہکو وہ چھلا نشانی کا یہ ضد ہر دیکھئے گر شمع روشن میری تربت پر وہ شاہ حسن سے تو عہد اکبر میں اگر ہوتا خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین نہ لے جانا ہمیں تخت بڑبانیکو حینون میں ٹپ کر رکے اس محفل میں نوں نے کیا رسوا</p>
---	---

ایمیر اب کی چوسو دا جوش پر ہنکو اگر ملتا
 ہنا نابیر یان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

<p>ہاے کس بیدار کے پالے پڑے آگے میرے پانوں پر چھلے پڑے کوں کیا کیا راہ میں کالے پڑے چلتے چلتے پانوں میں چھلے پڑے ہر جگہ لاکھوں میں متوالے پڑے سیکڑوں ہونٹھوں پہ تھانے پڑے یار کے کانوں میں جب بالے پڑے</p>	<p>عشق میں جینے کے بھی لالے پڑے دادی وحشت میں جب کھا قدم دل چلا جب کو چنگیسو کی سمت دور تھا زندان سے کیا دشت جنون کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست ہجر میں جب منہ لگا یا جسم کو طوق وحشت اپنی گردن میں پڑا</p>
--	--

خجواک آنسو کی حسرت ہو اہم
 کتنے مینہ برست کیے جھالے پڑے

<p> ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے زاہد کے حواس کھو رہی ہے تقدیر ہمیں ڈبو رہی ہے کانٹے مرے حق میں بو رہی ہے سونے کے غریب سو رہی ہے سیواروں میں قوم ہو رہی ہے کیون جان سوتا تھو رہی ہے ولیم نشتہ چھو رہی ہے اقتدار پر جاری سو رہی ہے </p>	<p> آنکھ اسکے حضور رو رہی ہے ویدار کہاں کہ دور ہے حشر کیا باغ میں دیکھتی ہے شب نیم اللہ رے حسن خستہ رز کیا کشتی و ناحہ انا شکوہ مقدر اعلیٰ کتر کتر کے وہ خط نرگس کو صبا نہ چھیڑا تہا گلشن میں جواہر ہر دھواں ہار اس تیغ کے منہ پڑھے نہ بجلی کیا شوخ ہے اسکی یاد مرگان ہم جاگ رہے ہیں ہجر کی شب </p>
---	---

احسان ہے امیر چشم تر کا
 نئے کی سیاہی دھو رہی ہے

<p> کہے ولکی تے دل سے خبر کتنی ہے سچ ہو یا رب جو یہ اڑتی سو خبر کتنی ہے کچھ ادھر کتنی ہر کچھ جاکے ادھر کتنی ہے پانی پانی ہوں یہ خود آب گم کتنی ہے رگ گل میں ہوں یہ باریک مکر کتنی ہے گرد وہ فافلے والوں کی خبر کتنی ہے بدر میں ہوں یہ پس پشت سپر کتنی ہے عضو تنجد میں ہنش سر کتنی ہے </p>	<p> طر فہ پیام یہ الفت کی نظر کتنی ہے آج آتا ہے وہ گل باد سحر کتنی ہے بابل و گل میں ہر غماض نسیم سحری جوہری کیا تر و دامنوں سے ملتے ہیں اسے غنچہ گل مجھے کتے ہیں یہ کتا ہے دہن یاد پھلون کی دلتے ہیں مجھے مے سپید ماہ نویم کن ایس تیغ کا ہر دوش قول وہ جوان رعشہ پیری کا مزہ کیا جانین </p>
--	--

شام کا ہر چیز اشارہ کہ پسین رخت سیاہ بحر عالم میں سفینہ کوئی بچے نہا نہیں سمٹل ہے اگر غم کا تودل ہے میرا	خاک کر ڈال گریبان یہ سحر کستی ہے ہمتن ہو کے زبان موج خطر کستی ہے تیغ ز کستی ہے مجھی سے یہ سپر کستی ہے
--	---

کیون زبان تیغ کی خاموشی چھل میں میر
حال قاتل سے مرا کدے اگر سختی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی شرکت نہ کی ملال میں کس دوا خواہ کی اب دشمنی ہے اُسکو تو کچھ راہ راہ کی عاشق کے دلیں پیش جہان کا کمان بگزر عاشق ہوں فوج اشک آئینہ غم دن جگہ گناہیں گئے چڑھینگے جو اُس تند فوج کے سندھ اُس گل کو کیون سپرچین جی جی جو خط لکھوں بھاری بہت ہو لاؤ نگار و زبیرا میں رند داس ہے کیون چھپاتے بالون کو راہ میں دل سے پتا ملیگا زخفہ ان یار کا سہے رونے سے کام خبرہ روؤنگو کیا میں رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا گندن ساچرہ دیکھو کہی آئینے میں تم خرم ہزار صبر کے اکدم میں جل گئے ہوں وہ خلیل ہر میں توڑوں اگر صنم پاپے قلم نے لکھے تھے گیسوؤں کا وصف	اڑتی پھرے گی فرد ہما سے گناہ کی دل پر کسی کے چوٹ پڑی پہنے آہ کی سیدھی طرح سے یا رنے تر چھی بگاہ کی یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد آہ کی سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی کدو کہ شامت آئی جو خورشید و ماہ کی صحرا میں ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی رکھو اس کے سر پہ شیخ کے گھڑی گناہ کی آندھی نہیں ہے گرد ہمارے بگاہ کی یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی تربت گردا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی پیش ہی روز حشر اٹھاے گناہ کی سونا ملاؤ مہر کا چاندی میں باہ کی بجلی چمک گئی جدھر آئینے بگاہ کی آواز آئے اشہد ہن لا الہ کی خلفاں بہن حلقہ مار سیاہ کی
---	---

کیون فرد کا تہاں محل نے سیاہ کی

کندہ نگاہ گناہ کے محکوم یا دہین

سز قتل گوین دیکھ عدم کو گیا اچھے

لی گھر کی راہ پھینک کے گھڑی گناہ کی

یار در گذر امین ایسے پیار سے

پھول کچھ کشکے ہوئے ہیں خار سے

عمر بھر رگڑوں گلا تلوار سے

بلکے ہم روئے درد دیوار سے

بچ رہا تھا کچھ جو رشے پیار سے

ہیک شو آٹھو چلین گلزار سے

یان تو آنکھیں کھل گئیں دیدار سے

رو کے اٹھی شمع بزم پیار سے

وہ بہت اچھے گلے کے ہمار سے

تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

شکستہ تاجر جس طرح تار سے

جی جھلتا ہے آنکھیں دھار سے

کون گل خیمت ہوا گلزار سے

قدوق وصل و حسرت دیدار سے

آپ اب باہر چلین گلزار سے

سے وصیت میرے ہر غمخوار سے

قبر کھدوانا مری تلوار سے

آنکھ مجھ سے دل لے اغیار سے

سے حسینوں کو غلش مجھ زار سے

ذوق کا ہے عشق ابرو دین یہ حکم

لیچلی غریب جو صحرا کی طرف

نورہ شمس و قمر سے بٹ گیا

دور سے آخر ہوا آئی خندان

تھے وہ ہوسخی غلش غلش آیا جھین

گر میان کہنے لگی تھی رات کو

بلیکوں کو دیکھ کر شدید لے گل

پھول سب ہنستے ہیں شبنم کس لیے

لیچلی جھونکے ہوا کے بوئے شک

سچ و غم درد و المیہ غمخوار

کیون برستی ہوا اسی طرح عبا

چشم و دل دونوں غصہ میں پڑ گئے

بے طرح نرگس کی شہنی سے نگاہ

ابر و دھڑگان ہوتا ہوں تھار

مسل و نیا آب غریب سے مجھے

وادی غریب میں پھر تاج مہیت

کوئی کہے اُس غریب زار سے

کائیے چورنگ بس تلوار سے
پائی چپٹائی بڑکی بیکار سے
جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے
عشق سے اس آبلے کو خار سے
دھوپ اُرتی ہی نہیں یوار سے
موت اچھی عشق کے آزار سے
یہ بھی نالان ہو تری رفتار سے
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے
آٹھ نہیں سکتا عصا بیا ر سے
اُس پر سی کی گرمی رفتار سے
آنکھ آسنے پھیر لی اغیار سے
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے
پکی پڑتی ہیں تری رفتار سے
وہ قدم آگے چلون تلوار سے
آٹھ بچکے ہم آستان یار سے

کیجیے قتل ابرو سے خدا سے
مر کے چھوٹا کو کین آزار سے
کر چکے قتل اب کہیں سوا نہو
اُسکی شرکان پر گرا پڑتا ہر دل
دیکھنا میرے سپہ خانے کا ڈر
ہو مثل الیاں حدی الرحمن
بڑ سبب چھا گل نہیں کرتی ہر شور
طور پر ہوسنی سے کہہ دہو شیار
چشم جانان کو سے دنیا لہ گران
شعلہ جو آگ سے خلخال پا
غیر حالت تنکے میری تکت کر ضد
ہو جو ناداقت ہم آغوشی کا دھنگ
ہر قدم پر سطح کی ستیان
حکم سے شوق شہادت کا بھی
لاش ہی اٹھے یہاں سے تو لٹھے

ہیں اُسے پیر زمان سجا آئینہ
ست جو نکلا درخشاں سے

اور بے پیر خرابات نشین تھوڑی سی
سر اٹھے ابھی باقی جو ہیں تھوڑی سی
چار سے آفت خال نکین تھوڑی سی

صلح گل مین ہر ابھی شرکت کین تھوڑی سی
دو بلے شوق جو دالہ دلے شوق سمجھو
کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہیں اسے
جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہو نہیں
نقد جان ل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہوں
خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
وہ خال ہی دکھلا نہ سہی جس جمال
روزہ داروں کو نہیں خوش قسمت ای چرخ
نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے میں
کوچہ دہم ہو تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
خلق اختیار سے بیا ہو نہیں گر عادت
عشق کیسو میں مرے دل کا ہو سودا کچھ اور
ایک قطرہ بھی نہ پینا گر لے جان جہان
کو چہ یار میں ہوں لاکھ گلشن کے سامان

قالی افشان سے نہ بچاے حسین تھوڑی سی
بے جگہ دل جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی
لذت درد جو ہاتھ آئے کہیں تھوڑی سی
ملک ہندو میں جو کہے کی زمین تھوڑی سی
باگلی چاہیے لے پردہ نشین تھوڑی سی
وقت افطار ملے نان جوین تھوڑی سی
رنگینی سے نگہ باز پسین تھوڑی سی
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی
اپنے دامن چچی لکھیے چین تھوڑی سی
بڑھگئی بات تھی اور طفل حسین تھوڑی سی
آسی ناز سے کرے کہ نہیں تھوڑی سی
پھر جو تسکین ہے دلو تو دہن تھوڑی سی

شور و غبار کا سناؤ کر جو اغلا سے
ملگنی لذت خالی نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ فخر کین تھوڑی سی
آؤ گیا تو سن دلدار جھبک کر کوہ سون
بد و نامی رہی اور و سہان تہان
ہونجہ کا فر کہ جھکا سہی تہ تہ ہر دست
سیر ہر مشکون سے پرتہ زلزلے تہانی
وہ توفیر یہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
سلطنت پہنچے ہی کرانہ قبول ابرہیم

آگئی نیند دم بار پسین تھوڑی سی
گر دہو پچی جو مری تا سیرین تھوڑی سی
لاکھ تھیں ہر جا مجھے چین حسین تھوڑی سی
ابھی خالق نے بنائی تھی حسین تھوڑی سی
کو دسے روزن کو اگر روزین تھوڑی سی
وہ کفن سے نہ ہو سجدہ کو حسین تھوڑی سی
نہو توئی ہو س تاج و نگین تھوڑی سی

<p>لیگے آسمین سے یہ آسمان چہین تھوڑی سی روکھی سوکھی جو ملی نان بین تھوڑی سی دہم دم سائے کی چھتی چو چہین تھوڑی سی اس جہان سے جو الگ پائین بین تھوڑی سی بڑھ گئی اور تری چہین چہین تھوڑی سی رکھ گی نوک کی صورت گر چہین تھوڑی سی آکے نقشے میں بنا چہین چہین تھوڑی سی کیا پٹین سے خرابا ت نشین تھوڑی سی</p>	<p>تیری آنکھوں کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی ہدیہ دوست سمجھ کر میں ہوا شکر گزار شوق سہ سے کار و اداس ہر لحاکے در پر تنگ آئے ہیں بہت بیٹھ رہیں ان جا کر غم و تفسیر پر تفسیر ہی اچھی تھی مجھے نوک شمشیر سے کھینچی تری شرکان کی شبیہ مدد مانگی کا نشان بھی ہے کچھ اونقاش غم چڑھا جائیں تو سمجھے کہ کوئی گونٹ آترا</p>
---	--

میتیں ہو سکتی ہیں آسمین بھی بہت ظلم امیر
 گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

✱

<p>عجب نہیں ہے کہ آندھی تو مزار آئے سلام کرنے ہر ن باندھ کر قطار آئے کسی نے بھی نہ تہنا ہم بہت بچھوڑ آئے حلوک خاکت کیا سر کا جو جد آتا آئے جو فاقہ گھر میں ہوا سیمان چڑا آئے وہ لاکھ بار بیکانے پہا کیا آئے خدا کو نے کہ گہین تمکو امت ما آئے پہ طلب در دولت سے چھوڑا آئے حکم فرسید کو ترکاں تیرہ دار آئے بدل کے رنگ یہ بہرہ پیہ ہزار آئے خراب کرنے کو سجد میں بادہ خوار آئے</p>	<p>جو بعد مرگ مرے دلیں کچھ غبار آئے وہ لیکے حیر و گمان جب پہ شکار آئے عجیب اب گراں میں تھو خفاں زمین گڑھے میں گڑھے پہنچ آئے اتر چکے خاک نے ساتھ مصیبت کے جلیقین بھی دین ہم ایک بار بیکانے پہ لاکھ بار آئے زمین تو جان بھی دیتی میں آتو نہیں غم بندھا تصور ہر شرکان جو نزع میں سمجھے چہونہ و دست عداوت کو کو پلین پھوٹیں خلیل ہان میں نہ قائل ہوا سارون کا غضب ہو دلیں کیا گھر تمہاری آنکھوں نے</p>
--	--

<p>تہوں کو خاک برہمن کا اعتبار آئے حصول کیا ہو جو مبلغ میں وزہ دار آئے کمان کے آپ بیٹے ایسے دوستہ ار آئے ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے لگاؤں ہاتھ تو کا فور کو بخار آئے درخیزیل پہ حاتم امید دار آئے جو آبلے کے دھن میں زبان خار آئے کمان سے آر کے جہنم کے یہ شرار آئے لہر جو شیشہ خالی دم خار آئے</p>	<p>ہوا ہر چوڑ کے خالق کو بندہ مخلوق شراب بیکہ کب ہو نصیب زائدین جو ترک غیر کو میں نے کہا تو وہ بوئے گناہ نگاروں کا چورنگ کھیل سے آنکو جلاہوں یہ فلک سردہر کے ہاتھوں کمان قلعہ کرب چاہتا ہے چرخِ دنی یقین ہر ذکر سے میری جوشِ حشت کا جلا سے ہر شب غم میں اور بھی بگنوں لہو چوڑ کے بھر دودن وہ زندہ سیکش ہوں</p>
--	--

جنون کی فکر اٹھانے کی یہی سیر ہو گیا

یقین سے آج ہی کل موسم بہار آئے

<p>غش بھی آیا تو مری روح کو خفست کرنے کون جاے ملک الموت کی منت کرنے روز آتے ہیں مجھی کو یہ نصیحت کرنے حشر تین پولین کہہ مان کو خفست کرنے</p>	<p>کون بیاری میں آٹا ہر عیادت کرنے جان دو بھر غمِ فرقت میں ہو ہلکو لیکن اٹکو سجھاتے نہیں جا کے کسی ناصح تیر کے ساتھ چلا دل تو گما میں نے کمان</p>
---	--

آگے بیٹھتے ہیں تھے پیر فریادیں یہ

اب چلے مسجد جامع کو راست کرنے

<p>بھٹی بھٹی کبھی اچھلی کبھی دلی کین نکلی کہ دلی سے مرزا کھلا جگر سے آخر میں نکلی ہوا نابود عالم جب سے سنہ سے نہیں نکلی ہوا تھیں ان جب شہر کوئی نہ رہا نکلی</p>	<p>یہ وقت لہجہ غم سے کشتی جانِ حزین نکلی مجھ سے ملازمتیں ہوا سکی تیج کین نکلی وہ نہ ہو گیا موجود جسم بان کہا تو نے لی میں کیں کہ کب ہمارے طبعِ حال نے</p>
--	--

<p>خدا کا شکوہ بہت منع کے دم دیکھنے آیا دکھایا لطف زلف شکوہ میں طرفہ افشان نے وہ کشتہ تھا بھیجوں گا کہ میری خاک بت پر وہ کیا پردے نکلے جسکے پیرا ہن کو غیرت ہو جو بجلی ابھین مٹی کہی تیس حریں سبھا وہ تھا غم دوست سنگ جو گردون جب پڑ پھر سوال محل اس شے کی یا لیکن میں ڈرنا ہوں ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے</p>	<p>ظفارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی شب بیکورین کیا چاندنی اور سہ جبین نکلی کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یا سہین نکلی ہوا چین بر جبین اسن جو دیکھی آستین نکلی سیہ خیمہ سے باہر لیلیٰ محل نشین نکلی شکستہ شیشہ دل سے صد آفرین نکلی بنے گی لیک شجر کی اگر تہ سے نہیں نکلی وہی توں قریح بنکر سرخ برہن نکلی</p>
---	--

تصور بیکہ تھا دل میں امیر اس رک زیا کا
 پری بنکر ہمارے تہ سے آہ آستین نکلی

<p>زندہ خراب تیرا وہ پیے ہوئے ہے کس شان سے وہ ہمیش آتا ہر یکدے میں آتا نہیں نظر کچھ گوسا سنا ہے اسکا ہو کوں غیہ گر سے زخمی کا تیرے باغی پیر سخاں وہ کامل تر شد سے بادہ خواہ حُرمت میں دخت رز کی امر اس سے جو آہنا</p>	<p>مذت سے جان جبر زابو پیے ہوئے ہے قاضی سو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے کیا بیچ میں تحیر ہو وہ کہے ہوئے ہے رشتہ کھنچا ہے سوزن خند کو پیے ہوئے ہے ہمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے یہ بات کیا ہے رند ودا غلچہ پیے ہوئے ہے</p>
--	---

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یا ر حجو
 کب سے ڈھکی وہ تیرے در پر پیے ہوئے ہے

<p>دل عاشق میں کیونکر عکس ہو دل را تھکے سفر تھکے تو قسمت بچے پر کار کی صورت جو چشم غور سے آئینہ توحید کو دیکھا</p>	<p>چال آفتاب آئینہ شبنم میں کیا تھکے قدم ہوا ایک اگر اپنا روانہ تو دوسرا تھکے نہ سب کچھ تو ہی تھکے ہم نہ پڑا تو خود نما تھکے</p>
--	--

عزیزاً جواب پہلے راستے میں جا بجا ٹھہرے
 جاکر ایک ٹکڑی حسرتوں کی ہم جدا ٹھہرے
 بہت ٹھٹھکے دیکھا دینک رو بہ تھا ٹھہرے
 ٹکے روٹے سیوہ کیونکر یہ ٹھہرائے گیا ٹھہرے
 جہاں ٹھہر چاکر پانوں نل نقش پا ٹھہرے
 جو ٹھہرے سب میں ملکر بھی سب سے پہرہ ٹھہرے
 ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دست و دعا ٹھہرے
 جدا ٹھہرے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے
 کھٹ آئینہ پر ممکن نہیں رنگ خفا ٹھہرے
 ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم غدا کا دعا ٹھہرے

گیا مرقہ تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
 صغیر آ راستہ جھٹنے لگیں جیسا بل محشر کی
 زہر حسرت نکالے ہم گئے جبکہ وجہاں سے
 تھا سیلا ٹپ خان مع اک کشتی جڑے لنگر
 زمین کوئی جانان بھی عجیب لچسپ تختہ تھا
 امام سید کے مانند ہم اس نیم کثرت میں
 کمال عجز ہر کوسے اوڑا ادج رسا بے پر
 رہ سائے کی موت ساتھ ہم غم غم کے لیکن
 غبار ہنگام ریش سے روشنی لبریزین
 نکالے جاتے ہیں ہر روز اسکی پاس خاطر سے

تب غم سے افسیر افکار کی صورت چلتے ہیں اعضا
 جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

کہیں اس گھر میں آنکھ کیسی اس گھر میں جا ٹھہرے
 کہاں تک دل ہر اتر پے کہاں تک دم مرا ٹھہرے
 کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے
 تڑپے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے
 کریں چشم پوشی میں تو نظروں میں جا ٹھہرے
 ویرانہ ہو دل اپنا دیکھئے انجام کیا ٹھہرے
 نہ تم سے جدا ٹھہرے نہ ہم سے جدا ٹھہرے
 دوراں کے ذرا سننے دلو تڑپے ذرا ٹھہرے
 ادب ہے جدا ٹھہرے حیات سے جدا ٹھہرے

قنا کیسی بقا کیسی جیت کے آشنا ٹھہرے
 نہ ٹھہرے اول شائب قتل ہی پر فیصلہ ٹھہرا
 جہاد دیکھو جازے پر مرے آئے تو فرمایا
 یہ تجھ بھی آندہ موثرانہ قاتل کی اطاعت سے
 نے قسمت جینوں کی برائی بھی بھلائی بھی
 یہ عالم بیتاری کا جب غار از آفت میں
 حقیقت کو لادی آئینہ وحدت نے دونوں کی
 دل مضطر سے گدھ توڑے توڑے جب سحر چکے
 شب بھلت قریب نے پائے کوئی غلوت میں

<p>آٹھواں دوسرا دیکھ کر ترشے پر رشتے ہو تیرا چارہ گر کے سامنے اور دیون بجو ابھی جی بھر کے میل یا رکی لذت نہیں آٹھی خیال یا آٹھ کلائے دل میں تو دیون بولا</p>	<p>ٹھہر چکا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے کہیں ایسا نہو یہ بھی تھا ضلے دوا ٹھہرے کوئی دم اور آغوش جاہت میں دعا ٹھہرے یہ دیوانوں کی بستی چریان میری بلا ٹھہرے</p>
---	---

اعلیٰ آج وقت بد تو سبے راہ ملی اپنی
 ہزاروں پیکڑوں میں روئے غم دوا آشنا ٹھہرے

<p>سوزِ جگر سے شمعِ شبستان بفل میں ہے کیا خوفِ چرچہ دفترِ عصیان بفل میں ہے جہدم کشک جو ہوتی ہر سینے میں بار بار کیا خوفِ زخمِ آفتِ شرکان میں دل جو شیر تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا آئی بہارِ شہر میں کس جانہیں خوشی واقعہ ہیں زباںِ دہانِ ریائی سے خوب ہم دعا غلط کتابِ دغل لیے سے تو کیا ہوا کس سندھ سے جاؤں دادِ جگر کے سامنے کافی ہیں دشنی کو مجھے دعا غم سے دل</p>	<p>داغوں کی روشنی سے چراغان بفل میں ہے آنکھیں سلامت اشکِ طوفان بفل میں ہے شاید بجائے دل کوئی پیکان بفل میں ہے یہ تیرے کھائے ہیں کہ نیستان بفل میں ہے روشن یہ ہے کہ ہر درخشان بفل میں ہے ہر طفلِ باغِ گلستان بفل میں ہے کلمہ تبون کا پڑھتے ہیں تران بفل میں ہے بوتلِ شراب کی بھی تو نہان بفل میں ہے شرم آتی جو کہ دفترِ عصیان بفل میں ہے کاؤس کی طرح سے چراغان بفل میں ہے</p>
--	---

شاعر ہیں اس زمانے کے در یوزہ گرامی
 نکلے ہیں بھیک مانگنے دیوان بفل میں ہے

<p>گودا بادِ دھند کے سراپہ دہ در کسکا ہے جلوہ تھلا شید میں پیشِ نظر کسکا ہے تیرا سا جو کوئی پھول تو کتنی سے صبا</p>	<p>اے جنوں خانہ بدوشی میں یہ گھر کسکا ہے چاک دہانِ سحرِ زنت در کسکا ہے کیا خبر تجھ کو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہے</p>
---	---

اس طرح منہ نہیں کرتا ہر جو نور رشید کبھی تو ہی یاں رہنے کو آیا ہر دین باو غافل ہر چھپان تن پہ لگین تیغِ پیرے تیر آئین ظالم غیر نہیں جلوہٴ معشوق پسند دل کے شوگرٹے ہوں آجائے کلہا منہ کو اُسکے داس پہ گرا اشک جو میرا تو کس دل کبھی منزلِ حق ہے کبھی تبت کا مسکن تیرے گریبان کے اگر ملک میں آجور نہیں عکس آئینہ صفت ربط ہے منہ دیکھیکا +	گرم کیا جانے بازارِ ادھر کسکا ہے جو ہے دنیا میں سا فرہو یہ گھر کسکا ہے آرزو مند اجل ہوں مجھے ڈر کسکا ہے غیر شیریں دل فریاد میں گھر کسکا ہے ضبط سے آہ نہ کلی یہ جگر کسکا ہے واہ کیا شوخ ہے یہ نورِ نظر کسکا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہر گھر کسکا ہے باغِ فردوس میں یہ قصہ گھر کسکا ہے خوشاقف ہر نہیں دلیں گھر کسکا ہے
---	--

لاکھ لاکھ آس شہرِ خوبان ہیں احسانِ امیر
عشقِ منزلِ ملکِ س طرح گزر کسکا ہے

دیر میں کون ہر کبے میں گزر کسکا ہے تیر پر تیر لگا و تمہیں ڈر کسکا ہے رہبری کو جو گیا دپہ یعقوب سے نور تندرستوں نے قضا کی ہوسے بیمار صبح خونِ میزان قیامت نہیں جھکوا اور دست جھانک کر میرے سیہ خانے کو کتا ہریہ ماہ دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما کوئی آتا ہر عدم سے تو کوئی جاتا ہے چھپے ہر نفسِ تن میں جو ہر طائرِ دل کھول کر منہ کو مری گور میں متبہِ عدس	یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے سینہ کسکا ہر نہیری جانِ جگر کسکا ہے کشورِ بہر کو کنعان سے سفر کسکا ہے پہلے کیا جانے دنیا سے سفر کسکا ہے تو اگر ہے مرے لیے تو ڈر کسکا ہے تیرہ اعظم سے لہ یہ گھر کسکا ہے خاکِ رسی کا نہیں تو یہ گھر کسکا ہے سختِ دونوں میں فدا چاہا سفر کسکا ہے آنکھ کو لے جئے شاہینِ نظر کسکا ہے بولی عبرت کو ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے
--	--

<p>نقد بے شبہ خدا دیکھا بنی آدم کو نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون پر خوب لاش زیرِ شبہ کو چہ محبوب گرے صید کرنے سے جو ہر طائر دل کے منکر شوق ہوتا ہر عمارت کا تو عجبہ سے عبرت</p>	<p>باغِ مملوک پر غیر پر کسکا ہے پھل سے مطلب ہمیں کیا کام شجر کسکا ہے عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہے لے لے کنا رترے تیر میں پر کسکا ہے کتنی ہے گور جنھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے</p>
--	---

+	<p>میری حیرت کا شبہ وصل یہ باعث ہوا میر سر بہ زانو ہون کر زانو پہ یہ سر کسکا ہے</p>
---	---

<p>جہان میں ہم کوئی دم صورتِ جناب ہے فراقِ فرگس بیگون میں ہم خراب ہے نہ محکوم آئے نہ آنکو حساب بوسون کا نصیب ہو کر نہ صبح دیکھنا غافل پھنسنے حساب میں وزیرِ حساب اہل حساب وصال میں بھی نہ کیا برا ہو غفلت کا نہ نزد سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے وہ اور ہیں جو حسینوں کی نرم میں ہر ذلیل کرین نہ شکوہ دیدارِ طالب دیدار جلائے دل کو تو اچھی طرح آتشِ غم خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہیں سکتا بہر آہنگا دل میں نش دیکھ کر غالی</p>	<p>خودی کی شرم سے اسپر ہوا آب ہے تمام عمر سیہ مست بے شراب ہے یہ لین دین الٰہی علی الحساب ہے خیال موت کا لازم ہر وقت خواب ہے حسابِ جگہ نہ آیا وہ بے حساب ہے ہرین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب ہے یہ سب رہیں نہ رہیں عالمِ شباب ہے کہیں حضور رہے ہم کہیں جناب ہے کلیمِ تہمین ت ملکِ خراب ہے مزا کچھ آسمین زمین خام جو کباب ہے جہان ہے وہ عیان مثل آفتاب ہے نظر سے دور ہی مینا ہے بے شراب ہے</p>
--	---

<p>خدا نے محکوم سلیقہ عطا کیا ہے بہت</p>	<p>ہر ایک بات کا حاضرِ صمیم جواب ہے</p>
--	---

عجب نہیں کوئی مسلم کرے جو دعویٰ عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب سے

آئیں کیجیے توبہ کی فکر پیری میں

مڑے شراب کے تا عالم شباب سے

یقین ہو تیرہ کے گھر میں آفتاب سے

پیا جو آب تو خجلت سے آب سے

نبی کے ہاتھ میں اللہ کی کتاب سے

تو خجل ہو م کے سایے میں آفتاب سے

سب کو کے ہاتھ میں خشت خم شراب سے

بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب سے

ندام زیر قدم جاوہ ہواب سے

قریب ساغرے شیشہ گلاب سے

جو دو گھڑی سیری بالین پر آفتاب سے

گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب سے

برنگ شمع خجالت سے آب سے

آسی کے ران کے نیچے یہ پد رکاب سے

کہ شکوہ دن کی طرح رو بافتاب سے

گذر ہو خند کا جسمیں نہ گھر خراب سے

جہان میں یوہین جو دور ز انقلاب سے

ہراق یار میں ساقی شراب کا کیا ذکر

وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز

کرم کرے وہ تو انا جو ناتوا نو نپر

شراب خانے کو ہر قصہ تیرے وحشی کا

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو

رد خطا میں بھی چنیے تو راستبازی سے

عشق آئیگا مجھے دیکھا جو دخت رز کا جمال

یقین ہو تاب نہ لائے حرارت دل کی

قصود نفس لعین سے خدا ربنا راض

ملا محفل جانان میں ہو اذن شست

سب ارک ابلق ایام ترک گردون کو

خیال رخ یہ بندھا ہو کو عشق گیسو میں

حرص دولت دنیا کا دل ہو گیا خرسند

خطاب ہو لب ساغر کا محتسب امیر

پھر سے جو پیر خرابات سے خراب سے

نیا روز ایک لائیں کمان سے

نہ مگر بھی دبے ہم آسمان سے

بڑھے کیا ربط یار دستان سے

بگولے خاک سے اٹھتے ہیں اتیک

<p>د فادار آپ لائیں گے کہاں سے اٹھنا بھی یہ پردہ درمیان سے لپٹ کر خوب روئے باغبان سے کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے خدا حافظ ہمد ہار و ثم بیان سے میں جی اٹھا قیامت کے بیان سے یہ لوگ آزاد ہیں قید مکان سے جبین اٹھے نہ اس کے آستان سے</p>	<p>حسین سب ہو فامین حضرت دل ادھر دیکھو جینا کیسی شب وصل خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد جواب یہ بوسہ لب سے ہے انکار نکلتا ہے مرادم ڈرنے جاؤ خیال فاسد محبوب آیا کہاں دیو و حرم میں عشق مشرب خط قسمت میں جب تک نہ لے دل</p>
--	---

ایسا سکونہ دردِ دل سنایا
 نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

<p>روئیکا بیٹھ کے تربت پہ یہ غنچوار مجھے نظر آتی ہے خوشی خندہ بھار مجھے توجہ ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے فون سے بیٹھ گئی دیکھ کے دیوار مجھے مل گیا گوشہ خلوت سربازار مجھے آگیا یاد سگ کو چپہ دلدار مجھے تھپہ پر چڑھنے تو ذرا ہے تری تلوار مجھے خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے ایسے فتنے نظر آئے ہیں کبھی بار مجھے دوش پر لپکے چلے ہیں مرے غنچوار مجھے مشتری فوج کرے گا سربازار مجھے</p>	<p>ایک دن یاد کر گیا غم دلدار مجھے عیش بیرنج کہاں نمکدہ عالم میں ترے جاتے ہی اُجبانے کیا دفن لے روح سیل سا جوش میں اٹھ کر جوین پہنچا دیر تک گر پڑا دیکھ کے چاؤ ذوق آس یوسف کا روزِ محشر درجنت سے جو نکادا من لال کر دو بھگا کوئی دم میں بہت کھینچی ہے آنکھ کتنی ہے تہ دل سے کرے گی برابر کیا قیامت سے ڈروں عاشق قیامت پہنچیں سچ ہر جانے شوہر بھاتی ہوا انسان کی قدر جو ہر تیغ مرے دام پہنچے طاقتور ہوں</p>
--	--

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جانے کے امیر
 ترک رہا جان کے وارفتہ رفتار مجھے

<p>خاص بلبوس مرا جامہ عریانی ہے کسی معشوق کی منہستی نئی پیشانی ہے قد آدم ہری تصویر پریشانی ہے کہ ہر اک داغ بدن دیدہ قربانی ہے اپنی بخشش کی سند داغ پیشانی ہے خط تقدیر سے خالی ہری پیشانی ہے کس قدر رخصت مرا جامہ عریانی ہے کشتی نے مجھے اوزنگ سلیمانی ہے دیکھ کیا حوصلہ دیدہ قربانی ہے تیری آنکھوں کو جو دعوا سزا دانی ہے کب کو اراتری تلوار کی عریانی ہے کچھ ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے گھاٹ میں یار کی تلوار کے وہ پانی ہے جس نے دیکھے اک عالم حیرانی ہے</p>	<p>خلعت روز ازل ہے سروسامانی ہے کون کتا جو اسے برق چمکتی ہو جو برق زلف بڑھکر نہیں آتی ہر قدم تک تیرے محو نظارہ قاتل ہوں میں ایسا دم زوج ہاتھ میں نامہ اعمال کی جا روز جزا صورت آئینہ کیا نیک و بد دہر سے کام مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا لطف باقی سے حکومت ہر زمانے کی نصیب فرج کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل معنی مطلع ابرو تو بتا دین مجھ کو جمع عام میں نکلے عبث ای پر وہ نشین دیکھ کر نقش قدم کو ترے کتا جو فلک بارہ پر آئے تو بزموت مرین حضرت خضر کم نہیں آئینہ خانے سے یہ سب بزم جان</p>
--	--

جلوہ شاہد رحمت ہو گناہوں سے امیر
 درۃ المساجد کرم اشک پیشانی ہے

<p>پرہیز کون توڑے ہم ملتے کہاں ہے وہ کر زمین کی طرح تیرا آسان ہے ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان ہے</p>	<p>صحت ہوئی مرض سے مگر تا تو ان ہے پامال سرکشوں کے سب ہم جان ہے خنجر کو رکھ کے زخم میں اس ترک نے کہا</p>
--	--

مکن نہد کہ دلمین چھپے عشق زلف یار
کسب بھی چن دروز رہا ہے صغم کدہ
تا حشر آنکوناز مبارک مجھے نیار
یار جھپٹیں زلف سے ہم عاشقوں کے دل
دونوں جہان کی فکر و غم ہرین جو پرست
دور و زبکہ کی بھی کراہیں چل کے سیر
دلمین ہوا خد کے نہیں جگے غیر خوف
چشم کھیل یار نے دم بند کر دیا
ماند مردک سے آنکھو نہیں دین جگہ
میں ہوں جاب جھکو تعلق سے کام کیا
اخفا طلیب سے تپ عشق کا ضرور
لازم ہر فکر و دست مناسب ہر ذکر و دست

آئینے میں جو بال پڑے کیا نہان ہے
چننے خد کے گھر میں بھی بٹ مہمان ہے
مانند عشق حسن بھی یار جوان ہے
آباد و مہسون سے یہ ہندوستان ہے
ہر و غم کی خیر مع کی سلامت دکان ہے
زادہ خد کے گھر میں بہت مہمان ہے
خلوت کید اسٹے بھی تو کوئی مکان ہے
سرے کی گرد میں کھرنالے نہان ہے
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان ہے
گھر کی زمین گھر کا سہ آسمان ہے
تبذل ستخوان میں شمع کی صورت نہان ہے
جبتک ن میں جاؤں ہن میں زبان ہے

ہستی مری مٹاؤ سکی نیستی میر

وہ ذکر خیر ہوں کہ جو درد زبان ہے

پوشیدہ خط سے جو ہر حسن تہان رہے
مجھ میں ہے وہ پیمین نہ سمجھا کہان رہے
ہم غافلان دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
ہے حسن میں بھی معنی روشن کا خاصہ
دیر و حرم میں سجدہ درد و دست پر کیا
انسان کو چاہیے کہ دونوں میں جگہ کو
غربت میں موت آئی ہر تربت بھی خام ہو

اپنے دھوئیں میں آپ یہ شعلے نہان ہے
قالب میں ہے کہ روح کی صورت نہان ہے
حقا کون میر زبان کہان مہمان ہے
دلمین عیان ہے وہ نظر سے نہان ہے
تھے آستان یار پر حاضر جہان ہے
بوجھ کے اس چہرے کے گلوغین نہان ہے
کچھ بکسی کا بعد فنا بھی نشان ہے

<p>کہتا ہے وہ چشم کہ رہیں ہم تمھارے مگر آئی ندائے غیب گرا جب میں بے قرار تکلیف نے خضاب کی ہلکونہ ابرو سے کیسی تڑپا دے نہ کی آنکھ سامنے شبنم زمیں خدائے بنایا ہے تب کو مہر راضی ہیں ہلکے پھیر کے تمھے فوج کیجیے لاؤں بھلا کہاں سے دل بے مال میں لے آ کر دیدیہ کہاں تک محالفت</p>	<p>لیکن یہ شہر ہے کہ خدا درمیان ہے شکل ہے اب زمین تہ آسمان ہے کچھ وزون یہ بھی سہی برسوں جان ہے کتنے درست ہوش دم امتحان ہے تیرا جو ہنر تو پھر ہم کہاں ہے باقی نہ کوئی حوصلہ امتحان ہے اور دستِ عمکہ تو یہ جو غم کہاں ہے یا رحم رہن زمین پہ یا آسمان ہے</p>
--	--

ہوتا وصال ذرہ و غور شید کیا ہے

چار آسمان آنکھ پہ درمیان ہے

<p>گلشن میں سرو فوج مثل نشان ہے یارب جیسے شہرہ حسن بنان ہے لازم ہے اسکے رخ پہ نمودِ خط سیاہ حاتم کا داستان میں اتنا بے حد کرد نیز نگ آنکی شان تجلی کی دیکھیے زیر زمین بھی آہ کی عادت فرور ہے گلشن میں محبسے ہر تہ تقاضے اضطراب بحسانہ ڈھونڈھتی ہے بہر تیر یار یوں بیٹھے بیٹھے زلیست کے دن ہو گئے تمام آیا کبھی ہمسائے سب یا اس طرف اب کیجیوں کیا دکھائے نشیب فراز دہر</p>	<p>عالم میں سر بلند رہے ہم جان ہے نیچی نظر سے حسن کی ادھی دکان ہے ممکن نہیں کہ آگ کے نیچے دھوان ہے وہ کام کرنا موروں میں نشان ہے اتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان ہے قابو میں تا کلیہ در آسمان ہے کھٹکا ہر جس شجر میں ہیں آشیان ہے کیوں ات دن پشت خمیدہ کہاں ہے کشتی میں جیسے ساکن کشتی روان ہے برسوں لحد میں ہی ہری استخوان ہے اتنا تو جس زمین پہ ہے آسمان ہے</p>
---	---

بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوے
شیراز ہو پار عشق شہرہ میں کئی جو عمر

بہر بفرج شت مثل کی طرح سے وان سے ہے
خجندی دھار پہاڑی کشتی روان سے ہے

صیاد ادھر غلات آدھر باغبان ہے
ہم بار خاطر قفس و آشیان سے ہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہر باتہ میں بوتل آئے
طالب گ بھی ہیں منتظر یا رہی ہیں
سخت جانوں پہ لگا ضرب سمجھ کر قاتل
آنکھ جسکی کہ تری تیغ و دم پر پڑ جاے
ہجر جانان میں کمان صورت آرام نصیب
ہو محبت میں تلخی کے سوا کچھ حاصل
جوشِ حشمت میں کروں کیوں میں مگر کو گزیر
ہر قدم پر ہوں دل اہل تماشا پامال
وقت گریہ کسی کیسویں سلسل کی ہر یاد
ہوں وہ بیمار کہ نفرت ہر دو اسے محلو
ہمیں و نادان جھنجھٹ رفتہ کے جینے پہ ہر ناز
دو دو آدم دل پر سوز جو ہم نہ رکھیں
ہوں وہ وحشی ہو کروں شت نور دی شبکو
ہر یقین شک نہ یابین رہیں کاٹوں کی
لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ

اسطون جہنم کے گلزار میں بادل آئے
دیکھیے کون شب ہجر میں اول آئے
تیغ میں یال کر میں نہ تری بل آئے
ایک دو اسکو نظر صورت احوال آئے
چونکہ ٹھون جو نظر خواب میں محفل آئے
شمر اس نخل میں آئے بھی غفل آئے
آدمی کا جو نظر شہر میں خجل آئے
لبک طاد کس تیری جی چھل بل آئے
سوج اشک آنکھ سے کیونکر سلسل آئے
دور دور ہو جو مہر سانسے صندل آئے
دیر کتنی ہے اجل آج نہیں کل آئے
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے
ہر قدم غول دکھاتے مجھے شعل آئے
پانوں چھالے کے لیو باتہ میں چھاگل آئے
ہر عجب شاخ شکستہ میں تو پھل آئے

عشق زلف سپایا نے مارا ہر آئینہ
سایہ کرنے کو نہ کیوں گور پہ بادل آئے

پانوں گھس جائیں جو ہر تک سکر صندل آئے	درو عارض ہو دور گو تو مجھے کل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے	دو قدم تم جو چلو خلق میں بل چل آئے
جلد آئے جو مرے کان ملک کل آئے	بلبلے نصف آج اگر سندھ سے نکالوں آزاد
لوگ حشر کو گئے ہم سوئے مقتل آئے	واہ سے شوق شہادت جو قیامت آئے
دو کیو عارض ہو پکین بہ کے دکا بل آئے	کفر کبے میں نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھ میں
سر کے سوٹکے ہوں تیوری پاگر بل آئے	نا تو انی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیسا
دلوڈو ہونڈو ہوں تو مری ماتہ میں بوتل آئے	وہ سیہ مست ہوں ساتی کر اگر پہلو میں
خوب ہی مجھ پر بستے ہوئے بادل آئے	تو بہ کرنی تھی کہ بوچھا رلامت کی ہوئی
جکے گھونگھٹ کہیں چہرہ نہ اچھل آئے	سہر سے اوڑھو نہ ڈوٹیا مجھے کھٹکایہ ہے
مان غن بن کے مرے سامنے جنگل آئے	پھول دکھلائی دیے مجھ کو جنوں میں کانٹے

پھینک دکاٹ کے بڑ نخل تنہا کی اچھیر
پھول کسخت میں آئے نہ کبھی پھل آئے

محرم الحرام ۱۲۸۵ ہجری
مکانات نواب محمد یوسف علی خان بہادر مخلص نابہ طم
دالی مصطفیٰ آباد عرف امپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہیں بہر بات پر غلط	اٹھسا زخم کیا تو کہا سر بسر غلط
یہ درد قبول دروغ یہ زخم جگر غلط	میں نے کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط

کہنے لگے کہ مان غلط اور کس قدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ	آتش فشاں جگر بے اختیار جھوٹ
زور دیکھ نہ جذب لہر ہزار جھوٹ	ناشر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ

آواز قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہیں باجرا	ہر وقت چھوڑتے ہیں شکوفہ کوئی نسیا
----------------------------------	-----------------------------------

جب آزمائے تو نہ یہ سچ نہ وہ کجا	سوزِ جگر سے ہونٹھ پہ تہنالا افترا
شورِ فغان سے جنبشِ دیوارِ درغلط	
ہاں داستانِ شکوہ بختِ زبونِ رُوع	ہاں لکچہ پچ و تابِ سوزِ جنونِ رُوع
ہاں فرطِ غم سے جوشِ سیلابِ رُوع	ہاں سینے سے غمِ لیش و غمِ درونِ رُوع
ہاں آنکھ سے تراوشِ خونِ جگر غلط	
ہرین سب بناؤ میں ہرین فقرے نہ دیجیے	ساتی صبیح ہو تو صبحی نہ پیجیے
دوڑائی نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے	آجائے کوئی دم میں تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشقِ مجاز و حشرِ حقیقتِ مگر غلط	
تسخیرِ پار کے لیے یہ سب فریبِ ہرین	صاحبِ شکار کے لیے یہ سب فریبِ ہرین
سمجھائیں پیالے کے لیے یہ سب فریبِ ہرین	بوسِ کنا کے لیے یہ سب فریبِ ہرین
اٹھارہ پاک بازی و ذوقِ نظر غلط	
بھولا سمجھ کے ہمو جاتے ہرین گرمیاں	کرتے ہرین مہرِ جب کہیں جاتے ہرین مہربان
ہم ہر سرِ زمینِ ہرین وہ بالائے آسمان	لو صاحبِ آفتاب کہاں اور ہم کہاں
ۛ : احمقِ ہنرین ہم آسکو نہ سمجھیں اگر غلط	
صاحبِ کمودہ بات کہ بوجھ تو دشمنین	جسکا نہ سر نہ پاؤں ہوا اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہر بندہ نواز انتہا کہیں	سینے میں اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہیں
ہر کو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کشتِ غلط	
شیطان بھی تمھارے فریبوں سے مات ہو	تم دن کو دن کو تو میں سمجھوں کہ رات ہو
اٹھارہ ذوقِ قتل کی ساری یہ گھات ہو	کنا ادا کو تیغِ خوشا بد کی بات ہو
سینے کو اپنے آسکے سمجھنا سچ غلط	
تم لاکھ قسمیں کہاؤ نہ مانو نگاہیں کہیں	کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہر دل لگی

نادان بنارس ہے میں ہمیں آپ دادہ جی	ہنسی میں کیا دھری تھی کہ چپکے سے سو نہی
جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط	
عیاریوں سے بھی کوئی ہوتا ہے نیک نام	صاحب یہی ہو مگر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون بک رہا ہو اگر ہم ہوئے تمام	پوچھو تو کوئی مر کے بھی کڑا ہو کچھ کلام
کہتے ہو جان دی ہو سر رہ گذر غلط	
مطلب یہ ہو کہ لوگ کین لودہ مر گیا	بیرے میں عاشقوں کے عجب کام کر گیا
سر پیشین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا	ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا
مرنے کی اپنے روز اوڑائی خب غلط	
اس شاعری پہ آپ کو آہنا نہ تانئے	فقروں میں ہم نہ آئینگے گو خاک چھانئے
کیا فرض ہو کہ جوٹ کو بھی سچ ہی جانئے	آیت نہیں حدیث نہیں جس کو مانئے
سے نظم و نثر اہل سخن سرب غلط	
اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا	الزام آٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزار ملا
کہتا نہ تھا امیر کہ اظہار ہے بُرا	یہ کچھ نہا جواب میں ناظم ستم کیا
کیون یہ کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط	
رباعی	
گھر گھرنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے	روتی ہو لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر	یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے
رباعی	
ہر گھر میں شرابی ہے اتنی تو بہ	ہر در پہ کیسا بی ہے اتنی تو بہ
مسجد مقام اور دور باغ	کیسا خانہ خرابی ہے اتنی تو بہ
رباعی	

زاد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا	اللہ سے فساد خون بدن پھوڑ دیا
غریب سے مجھ شکستہ دل کی یارب	تو بہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا
رباعی	
اور دن کو تو دنیا میں قضا نے مارا	وہی زلیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زلیست اپنی ہو جہا	اُس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا
رباعی	
کرے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا	اسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا	چمڑا دیے پردے تو پسینا آیا
رباعی	
زیبا ہو جو دم بھرتے ہیں ہر دم آسکا	قتل زمانہ سے تو تکلم آسکا
کیا تیغ و دم ہو آسکی تحریک دو لب	کیا نیچہ سے ہو نیم تبسم آسکا
رباعی	
مشکل سے مجھے او گلِ رغنا پایا	کوئین میں پھر کر ترا کو چا پایا
دنیا عقبی سے عاشقی حاصل کی	صغیر اکبر اسے یہ تیج پایا
رباعی	
آنکھوں سے جو رنگ سے پرستی پیدا	پلکوں سے ہر شان پیشہ ستی پیدا
کچھ حاجت و زمین کہ ہو آپ سے آپ	آن پتلیوں سے ہر سیاہ ستی پیدا
رباعی	
سننا ہوں ہوا جلوہ مناعید کا چاند	ہو آسکی جہا ئی تو گچا عید کا چاند
وہ ابرو بے پر خم نظر آئے جو مجھے	البتہ یہ سمجھوں کہ ہوا عید کا چاند
رباعی	

عاشق کو کمان شکیب شدید ہو کر	دل زندہ جاوید سے مرد ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھ کو گردون	گرد آسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون میں با وفا ہوں کشتہ ناز	ہڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہر ہمہ تن ہو کے زبان	مے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کمان دشت میں ہم لیتے ہرین	تھمتے ہرین ٹھہرتے ہرین نہ دم لیتے ہرین
دشت ایسی رمید گی ہے ایسی	آنکھوں سے ہر آنکھ کے قدم لیتے ہرین

رباعی

شہر کے کرم پیر خرابات کے ہرین	جلے دہرین ندان خوش اوقات کے ہرین
من کرتے مگر یہ ذکر سننے سننے	زہد بھی مشتاق ملاقات کے ہرین

رباعی

دنیا سے عدم کی سہمت جاتے جاتے	گہڑے ہوئے کیا کام بتائے جاتے
آتا جاتا تھا اپنا مانند نفس	تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے	دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن آفت میں گذر مثل نسیم	آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمیں گلشن سے اجی ہاتھ لگے	کھل جاتے کنول مل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ ایک نظر دیکھ تو تو	گر مچول نہیں تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے	القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
لمحائے یقین ہے مرضِ غم سے نجات	نامہ نہیں تو نیک شفا لکھا ہے

رباعی

ہٹ جاؤ لگا غم میں جان کھوٹے کھوٹے	اس زہم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزشِ دل	گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے	رکھا جو قدم سر پہ سراغِ راز ہوئے
یہ کعبہ کمان اور کمان ہم مجہرم	سامانِ یہ قسمت سے خدا سا ہوئے

رباعی

ہر کو تو پسند ہے طبیعت ایسی	نکلے الفت کرے عداوت ایسی
کنجت نے کیا کہا ہر منصف کیہیں	شاعر کو کمان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے	تخنے کیے منظورِ ظہیر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا	قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجرِ رلانے کے لیے	میں ایک نہیں سب کے شانے کے لیے
اشکون میں سرے ڈوب رہا ہر عالم	آنکھیں مریں دتی ہن زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی میں تم دیکھتے ہیں	دیکھئے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہیں
اس ظلم پہ اس جو رہ خاموش ہے	ایسا تو جہان میں کوئی کم دیکھتے ہیں

رباعی

آرام تہ گنبدِ افلاک نہیں بزدورد تہ جامِ سیان خاک نہیں	خواہان طرب ہو جسے ادراک نہیں پیما نہ گردون میں کمان بادۂ عیش
رباعی	
مانند نظر ہم سے نہاں رہتے ہو معلوم نہیں پر کہ کمان رہتے ہو	غائب بہت احوالِ جان رہتے ہو ہر چند کہ آنکھوں میں ہو تم دلیں ہو تم
رباعی	
گندم دکھلا کے جو فندشی کیسی صدقہ آنکھوں کا چشم پوشی کیسی	ٹھنڈے یاروں سے گرمجوشی کیسی پھر جائیگی آنکھیں جو پھری ہے نظر
رباعی	
اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے گویا کہ کبھی تھی آشنائی ہم سے	اے جانِ جانِ یہ ہو فانی ہم سے بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ
رباعی	
کچھ دلیں نہیں دکھو یہ سمجھتا ہوں سچ کہہ دیکھی میں تمہیں یاد آتا ہوں	ظاہر میں جو آزرہ تمہیں پاتا ہوں ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر
رباعی	
تہنہ تو نے رنگ نکالے ہم سے دنیا میں کمان چاہنے والے ہم سے	کتے ہو کہ دل کوئی آٹھالے ہم سے پہتاؤ گے آخر کو کے دیتے ہیں ہم
رباعی	
بالفرض کہ آبِ زندگانی تم ہو لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو	بالفرض حیاتِ جاودا فی تم ہو ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھیں تم کو
قطعہ تنہیت عقد و حشر و پیر و اب شرف الدولہ باموچ تاریخ	

<p> جنگی بہادری پہ سچے شمشیر تک گواہ پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ ڈٹے ہوں آفتاب پڑے جس طرف نگاہ جتنا کہ آسمان وزارت کرتے وہ ماہ یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ دونوں درِ یگانہ دریا سے غر و جاہ گلشن کا رنگ حش سے محفل پر اشتباہ محروم ایک فیض حضور سی سے خیر خواہ مشہور ہو جہان میں کہ دل سے سہو دلو راہ اشعار کچھ زبان پر آئے دم بچاہ وی عیش نے صدا کہ مہارک کرے آلہ آس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ نرگس کو لائے گل کے قرین باد صبح گاہ </p>	<p> نواب باہم شرف الدولہ ذی حشم تشبیہ نقش پائے مبارک سے دون اگر فیض قدم سے راہ میں گوہر بنے خد ف رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور اچھون کے اچھے ٹٹے ہیں سچ ہر جہان میں عین نگ و بوسے باغ شرف و خیر و پسر دونوں کی شادیاں یوں یاد آتی پائی زینت عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر دل سے تمام شب ہیں باتیں سرور کی وہاں ہوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم پایا ہوا اس چراغ سے آس شمع نے فروغ گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے </p>
--	--

تاریخ خامہ دو زبان نے لکھی ہیں

یہ نہ قرین بزم ہرہ وہ نہ ہرہ قرین ماہ
۱۲۰۰ھ

ایضا

<p> جنگی تیغ سے مقبض ہر بار چاند ایک سوراخ ایک بے تکرار چاند </p>	<p> اے خوشا نواب والا مرتبت آنکے دخت و طفل دونوں ارجمند </p>
<p> عقد دونوں کے ہو گئے دل نے کہا آئے ہیں گھر میں شرف کے چار چاند </p>	<p> اے خوشا نواب والا مرتبت آنکے دخت و طفل دونوں ارجمند </p>
<p> قطعہ تاریخ طبع صحیفہ اخبار </p>	<p> اے خوشا نواب والا مرتبت آنکے دخت و طفل دونوں ارجمند </p>

مخزن الانبار کو پایا جو مال حسن لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان دانت شرما کر نگل آئے صدق کو بحرین کیا صفا ہر جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے محمودت اُڑ کے جا بیٹھا نہال فکر پر بندش صاف آئینہ پر خود نمائی گئے لیے	لوٹنے کو درغلطان کو میانہ مل گیا نشتری کو ہر سجدہ آستانہ مل گیا موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا ہنس کو مقسوم کا ایک ایک مل گیا مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا شاہر مضمون کو شوخی کا ہسانہ مل گیا
---	--

سال سے ہر راج نجم شتری روشن آہستہ
جسکو پر چہل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گھر عالی نژاد موجہ انداز تحریر بلسم لکھنو نظم اک غنچہ ہوا مکی بوستان طبع کا اب محسوس ہیں مخزن اخبار میں گوہر نشان	سب سرشت پاک آب کوثر و نسیم سے اور وصف انکے ہرین باہر حیطہ ترقیم سے مشارک گل سب بیمار بردہ تعلیم سے ہو گئے مفلس ادا رہا بس پرچہ کی تقسیم سے
--	---

تجد سے ہوتا راج کا سائل اگر کوئی آہستہ
کو بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاج نمودم چو براے محزن چار برگیر تعداد حروف از محزن قلعہ تاریخ وفات ماور جناب منشی کرم احمد صاحب خیر آبادی	گفت در گوشہ لم ہاتف از غیب سخن نصف یکبارہ بیفزاد دوبارہ شکر کم کرن
--	---

چراغ منشی دیوان اکرم
سفر اندر صفر فرمود زین دہر
کرم احمد کہ مقبول خدا باد
بچشم حور خاکش تو تپا باد

جہان از زحمتش ویران شد و حسد	بہین مقدم او گشت آباد
امیر این مصرع تاریخ نوشت	بزیروا من خیر النساء
قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب علی القابلی اب محمد یوسف علیخان بہاول والی مصطفیٰ آباد عرف راہپور	
مبارک ہوئے شاعران ستمدان فصاحت بلاغت نزاکت لطافت امیر اسکی تاریخ کہنے کے حنا طر	چہا خسرو ملک معنی کا دیوان معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان ہوا منکرین جب کہ سفر گر بیان
ند اغیب سے آسے کا فون میں آئی	اک افکار نواب یوسف علیخان
قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب قہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی	
لکھی جناب قہر نے کیا خوب مثنوی	ایسی شو بہمیشہ اگر خاک چھائیے تاریخ میں امیر تکلف ہے کیا فردی
قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب	
اتوار کی شب رجب کی سترھویں ہے	کی شیخ وحید عصر نے آج قصا تاریخ کی فکر کی جو میں نے تو امیر
قطعہ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہاولردام اقبالہ	
شکر ہے نواب کو صحت ہوئی	پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار دیکھ کر اسکی سواری کا تزک چشم نرگس بن کے شرابی بہار

آمد آمد جیب سواری کی ہوئی رنگ یہ اسکی سواری کا جسا کرتی ہے باد بہاری کے حضور اشرفی کے پھول اپنی جیب میں	دھوم اڑی آئی بہار آئی بہار ابر رحمت کی طرح چھائی بہار ہر قدم پر حبیبہ فرسائی بہار بھر کے بیٹے کے لیے لائی بہار
--	---

یہ بدیہہ ہو گئی تاریخِ امیر
شہر کیون گلشنِ شو آئی بہار

تمہیدِ جشنِ صحتِ بندگانِ الا مقامِ جنابِ محمد یوسف علیخان بہادر
پاولے تہنیتِ عیدِ صیام

شرودے طالبانِ شاہدِ عیش عید کا چاند چرخِ پرنکلا دور دور قرآنِ سعید آیا یوسفِ عید کو ہوئی جو شفا دون ہر رنگ کی اسے کہیے عید سی عید ہے خوشی سی خوشی اصل مقصودِ جشنِ صحت ہے دھوم ہے ہر طرف بہار کی ہو ہرہ تن چشم و گوش ہے عالم دیکھ کر بخشش و نوالِ حضور پورے زہرہ و شون نے وہ پائے حکمرانِ یخ کی جوین نے امیر	کہ ہوئی صبح عید شامِ امید مل گئی قفلِ آرزو کی کلید ہرین ہم آغوشِ مشتری ناوید مرتبے میں ہوئی دوبالا عید جشنِ صحت ادر ادر آدھر عید ہو عجب ساعتِ سعید و جمید عید ماہِ صیام ہے تمہید وصل میں وصل اور دید میں دید کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید چرخ پر کاسہ بن گیا نورِ شہید اطلس چرخِ خلیکے آگے مزید کیا ہی روجِ القدس نے کی تائید
ہوئی تاریخِ جشنِ عید بہم	

	جشن مین جشن اور عید مین عید قطعه تاریخ جشن صحت	
شرف ان مہر کوہ بیان عروج ماہ دولت سے کے سال رہا یوں ہاتھ آتا ہر امیر کیسا	عجب صحبت عجب طبع عجب ثناء دی کی ساعت سے ہمیں عید کا نور روز کا دن روز صحت سے	
قطعه تاریخ وفات فردوس مکان جناب اب محمد یوسف علیخان بہاؤ انار اللہ ربہ		
درفاق ناظم معجز بیان یوسف لقا تا ہلزل زلزل ازوشت ستار گرفت تیرہ شد چون شام تام در نظر این خاکدان شکر ہمتا سے او ایمان خود دانستہ ام بسکہ از غور ققائم مشری برپا شدہ است گریہ ام در آتش نگہ فراوانی گرفت	جوش و سیلاب ان ازویدہ گریان من رفتار و طبع ہر جم زد سرو سامان من چاک شد مانند دمان ہجر دمان من ذکر او مابودہ ام بودست تر ز جان من میشود شور قیامت ہر نفس قربان من می چکد فغان نوح از گوشہ دمان من	
بہر سال آن عزیز معرکہ گفت آیت سند آری جان شد یوسف دوران من		
قطعه تاریخ تہنیت جلوس میت مانوس جناب علی القاب نواب محمد کلب علیخان بہاؤ والی ملک مصطفی آباد عرف راہپور		
آقاب سپہر شہت لے ٹوٹا بالیدگی سے وقت جلوس عرشیوں نے کہا مبارک ہو سایہ آس سایہ اتھی تخت دولت پہاڑ دولت نے	تخت پر جب جلوس فرمایا پایہ عرش تخت نے پایا ترشیوں کے سر دین پہ یہ ستایا ابر رحمت کی طبع سے چھایا نہر ہو کر جلوس فرمایا	

ماہ کامل فلک پر شد مایا طبق ماہر تاب مین لایا پر تو حسن نے یہ چمکایا عمد خلق محمدی آیا حنا تم دل نیکش بھلا یا رنگ عجب از تازہ دکھلایا جہاں جو د کرم جو چھلکایا نخل دولت مراد بر لایا اے پروردگار ہے سایا	مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا نذر کو آسمان در آنجہم نور سے طور ہو گئی کوٹھی کیون خوش ہوں محمدی شرب اس سلیمان نے خلق سے اپنے جی آنکھ جس سے چارہ تین کین چھک گئے موکشان بزم سوال نئے سرے جوان ہوا اقبال ہے یہ سرتاج تاجداروں کا
--	---

داعی ہے امیر سال جلوس

دور دور ملاح خلق آیا

ایضاً

خلق کی تقدیر چکی وہ ہوئے سند نشین
دل میں روز کے سانچے تین تاریخ ایامیر

قطبہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر
دارالکریمیت ملک راجپور

رحلت از دنیا سے فانی چون نمود
صاحب ایمان سراپا خیر بود

آن گرامی گوہر تہی نفس
گفت امیر سخت جان سال میل

ایضاً

وہ آئینہ سکتے ہیں قیاس بشری میں
یا اللہ ملک تھے وہ لباس بشری میں

اللہ نے جو وصف عطا آئینہ کیے تھے
رحلت کی امیر آنکلی کہی میں نے یہ تاریخ

ترجیع بند

قاصد خوش خبر بر صفت غفار آمد	بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و باد دست گھر بار آمد	ہیچو حیلاب بہار ان سے گلزار آمد
شد و پیر شور و سیہ ست ز کسار آمد	میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
ہر روش در ہی سامان نظر آتے ہیں	جان تازہ گل و نسرين و سن پاتے ہیں
جھوٹے ہیں جو شجر سر ہوا کھاتے ہیں	رقص کرتے ہیں تو طائوس یہ چلاتے ہیں
شد و پیر شور و سیہ ست ز کسار آمد	میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
گلستان میں ہی ترکیب مجلس کی ہوئی	پھر پروا سر و چلی وجہ میں اسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و رنگس کی ہوئی	انہیں معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی
شد و پیر شور و سیہ ست ز کسار آمد	میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
لو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو	دیکھئے شاہ مقصود سے جو بن کو چلو
سیر کا وقت ہو گرد و آہن کو چلو	بیشمار گھر میں مناسب نہیں گلشن کو چلو
شد و پیر شور و سیہ ست ز کسار آمد	میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
گرتے ہیں مرغ چین شور گھٹا چھائی ہے	ہر روش ناپتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہو زور گھٹا چھائی ہے	صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
شد و پیر شور و سیہ ست ز کسار آمد	میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین محکم کی دکانوں کی خداداد ہوشیاری	آز چلین تو ملین ایسی کہ پر نیراد ہوشیاری
خاطر بن قید غم دہر سے آزاد ہوشیاری	بھٹیاں بادہ فروشن کی پھر آباد ہوشیاری
تند و پیر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میکشان نثر وہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
تہنیت رعد نے چلا کپکپٹنا کی کیسی	ٹان مین ہان کوندہ کی بجلی ڈملائی کیسی
شکل آسید مقدر نے دکھائی کیسی	تھی تیشا جو تھیں آج برائی کیسی
تند و پیر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میکشان نثر وہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
تند اس طرح کا جیسے کبھی محبوب کی خو	شور ایسا کہ نہیں صورت سے کمتر سر مو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو	کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دیا ہے پہلو
تند و پیر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میکشان نثر وہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
چاہیے دور ہے ناب ہو پیمانہ چلے	خانقہ میں ہر جزا ہر سو سے مینا نہ چلے
مقدرت ہو کہ نہ ہو کام چلے یا نہ چلے	زور جب تک کہ چلے بادہ مستانہ چلے
تند و پیر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میکشان نثر وہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
طرفہ اہل بر کی ہر جزیر فلک جلوہ گری	ہر دم سمجھتے ہیں کہ ہر کھول کے آئی ہے پری
زاہد خشک بھی کو پھینکے تماشے تری	کشت آسید ہوائی بادہ پرستوں کی ہری
تند و پیر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میکشان نثر وہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
تیشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا مگر	صورت عیش نہ آئی تھی زمانہ کو نظر

نفل خالق نے کیا کھل گئے اُمید کے در	اکدو ہر کار و حق بخواروں کو کر دین یہ خبر
تند و پُر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میسکشان مُردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
تخ جوہین زرد و گلنار نظر آئین گے	بختے زلد و ہین سیوار نظر آئین گے
لالہ و صاحب آزار نظر آئین گے	عُمران زار چمن زار نظر آئین گے
تند و پُر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میسکشان مُردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
اب نہ پوچھو کہ احوال بیان کا کیا ہے	اگر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
اُنکے کیا رنگ تھا اب نگ جہان کا کیا ہے	یہ تفرق جو نہیں پریشان کا کیا ہے
تند و پُر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میسکشان مُردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
بختے میکش ہین امیر آنکو سنا ہے یہ پیغام	دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ انھیں کے پوئے عیش کے سامان ہین مدام	فیض سے اُنکے سنا ہے یہ تملو لب جام
تند و پُر شور و سیہ مست ز گسار آمد	میسکشان مُردہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
ترکیب بند و نہایت عید الفطر	
جب تک کہ روز عید مسرت قرار ہے	جب تک کہ کعبہ قبلہ اہل صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے	سجود جب تلک حرم کعبہ ریا رہے
قربان ہو تجھ پہ عید سعادت خدا رہے	بالاے فرق سایہ بال ہمارا رہے
جب تک کہ جرم خمس و قمرین ضیاء رہے	جب تک فروغ زہرہ و نور ہمارا رہے

جبتک جہان میں چار غلام کی جا رہے	جبتک کہ خاک آتش آب ہوا رہے
مثل زمین سپہر کے زیر پا ہے	سدر پندام سایہ دست خدا رہے
سجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا کمر	جبتک نازیون کے جھکیں مسجد و منین ستر
جبتک کہ متکلف رہیں محراب میں بشر	جبتک طیفہ خوان رہیں زما د ہر سحر
یار ب صفت انام کا تو پیشوا رہے	آفاق مقتدر رہے تو مقتدا رہے
جبتک کہ باغ دہر میں پولین پھلین شجر	جبتک دماغ و چشم کو دین نگ و بو شجر
نخچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر	شبیم ہو گوش گل کے لیے جبتک کہ گھر
خندان گل تراد ہو فضل خدا ہے	نخسل تراد میں شرم دعا ہے
جبتک کہ ابرو سے چمن فیضیاب ہو	جبتک کہ ماہ آمینہ آفتاب ہو
جبتک صدف میں گرہا آب تاب ہو	جبتک کہ سنگ عدن لعل خوش آب ہو
ہر وقت درفشان کعبہ جو دو سخا رہے	ایں ابرو سے جہان چمن و گلستا رہے
آباد جب تلک ہو جہان میں جہان سلم	جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمان سلم
جبتک کہ مدرسوں میں ہو جوش باغ سلم	جبتک کہ بحث علم کرین طالبان سلم
جان بخش ہا سعین سخن جانفزار رہے	طہر کلام عیسیٰ ہو جز غما رہے
جبتک کہ فوج نجم پہ سے تیغ ہر تیز	جبتک کہ بار سے فضل خزان گریز
افشا دار بمبہ میں ہے جبتک ستیز	جبتک دہون کو آب کرے خوف رخیز

	فندق خود زیر شمع باد پار ہے	
	شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا ہے	
جبتک جہان میں گردش لیل و نہا ہے	شب جبتک کبھی کبھی دن آشکا ہے	
جبتک کہ گرم مسد کہ گہرودا ہے	کچھ حیرت تلک کہ جو کچھ اختیار ہے	
	دولت تری زیادہ جو قسمت داتا ہے	
	باقبال حاضر در دولت سدا ہے	
جبتک عشق گل سے جو تلک کے ولین دماغ	جبتک سے فاختہ گو تہا سے سرو باغ	
پروانہ جب تلک کہ ہے عاشق چراغ	آشفہ نہ عشق سے تلک کہ کا دماغ	
	عارض پہ جان جن و بشر کی خدا ہے	
	دل دو جہان کا بستہ زلف دو تہا ہے	
جبتک دہن کو سیم عدم نکتہ دان کہین	جبتک چاند چہرہ کو روشن بیان کہین	
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین	اب ولوا و رثرہ کو خدگ کمان کہین	
	مثل کمان نہ جو ترے آگے تھکا رہے	
	آسکا جب گر تشاد تیر قفسا ہے	
جبتک صدف میں قطرہ نیسان گہر بنے	تا آہن آب یاری پارس سے زربنے	
جبتک ہرن کی ناف میں لون مشک تبنے	جبتک شیشہ سنگ سے گل سے ثربنے	
	بو سے گل طرب سے دماغ آشنا ہے	
	شیشہ شراب بھیش سے دل کا بھرا ہے	
جبتک بوستان میں جو گل گل میں رنگ و بو	جبتک صحن باغ میں جاری ہے آب جو	
جبتک صبا جہان میں پھرتی ہے پار تو	جبتک گل سے جام ہر اک تیر ہے سبو	
	صحت نصیب باغ جوانی ہر ار ہے	

	اس بوستان کی معتدل آب و ہوا ہے	
ایسا جہان میں حکم کا سرکہ بٹھا دیا	نوشیروان کا عدل و بارہ دکھا دیا	اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا
	نور شید تو وہ سب ترے آگے سہا رہے	نام آدرون کے نام سے بھی تو کیا رہے
یار پ ہمیشہ دولت و شہمت زیادہ ہو	فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو	ہر روز و روز بارے قدرت زیادہ ہو
	حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا ہے	خل رسول سائے شکلا کشا ہے
جنتک کہ پتھر پانوں کو قوت نصیب ہے	جنتک دل و داغ کو طاقت نصیب ہے	کانون کو جنتک کہ سماعت نصیب ہے
جان دل پہر تجھی پر خدا ہے	آنگون کو جنتک کہ بصارت نصیب ہے	اسکو کسی سے کام نہ تیر سوا ہے
کمان میں بن غالب کمان میں ذوق و بصیر	کمان میں بنی سنخ و تش کمان میں زند و وزیر	چمپا ہو مطیع میں دیوان احمد کا
کرین مطالعہ ایسا کنبدیہ انصاف	کچھ کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر	جو اسطی کو ہوئی فکر از پے تاریخ
	کما زبان قلم نے طفیل فیض اسیر	
	خاتمة الطبع	
لہذا الحمد و ثناء کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت تو امان میں تصنیف تیف افصح انقصا امیر الشعرا	استاذ الاساتذہ مولانا حضرت مفتی امیر محمد طاہر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدر مطبع مشرقی	نور کشور واقع کانپور میں بستر پستی و جلوس ہستی علی القاب لایعنی شمس برائے امین صاحب جبار کو

یہ ایک مطبع دایم اقبالہ جاہ و بکثرت ہے بار چار مطبع ہوا

تاریخات طبع دیوان ہذا

از مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

ایضا

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

ولہ

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

از شاعر ذی قلم منشی مخدوم ہلال صاحب سرشار شیر آبادی علی صاحب طبع

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

از غائب البیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی صاحب طبع

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

ایضا

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا	مخدوم عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیاں صاحب قلم سبب طبع ہذا
--	--

